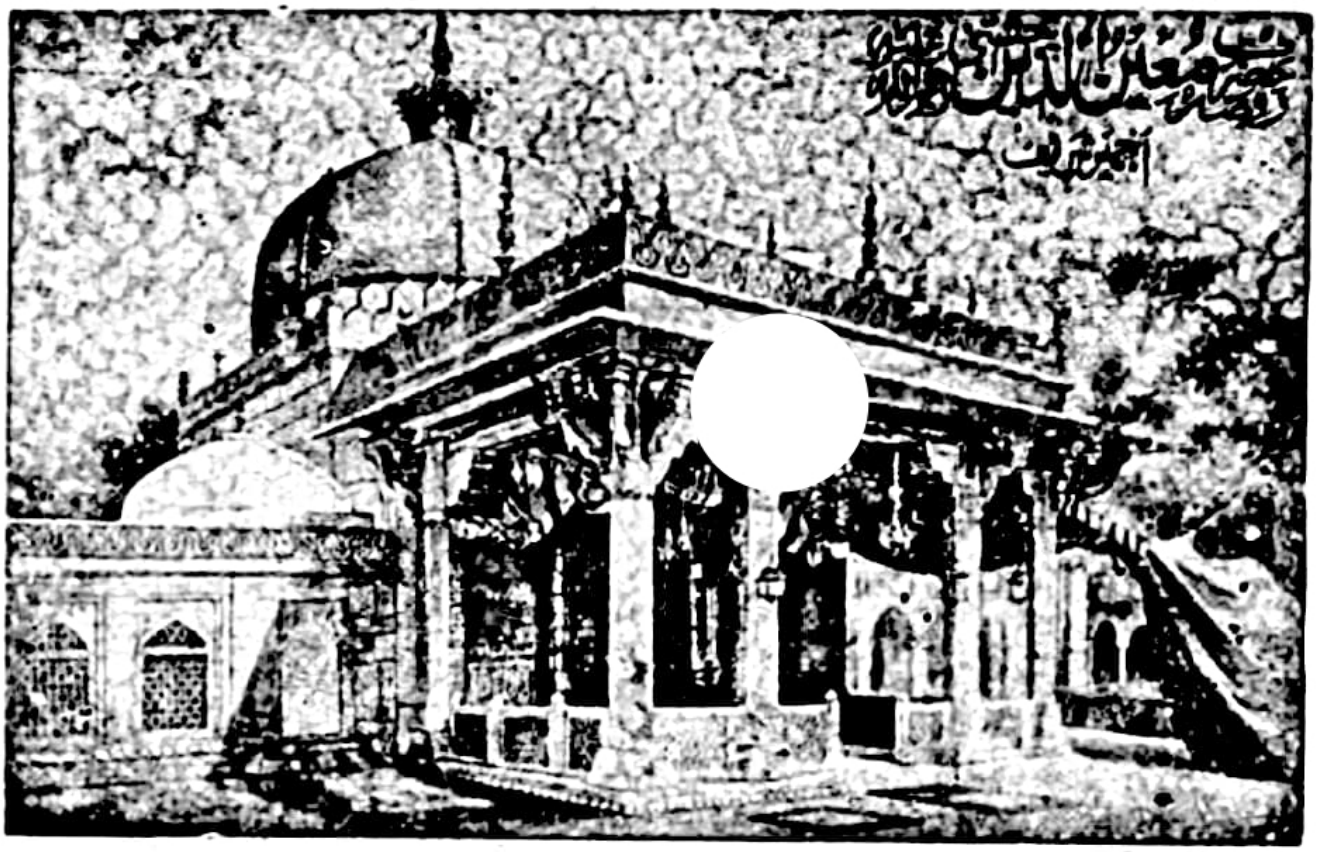


روحانی سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کا سب سے زیادہ مستند مفصل اور مکمل تاریخی تذکرہ

مُعین الارواح

مرتبہ
محمد خادم حسن زبیری
گدڑی شاہی مرادآبادی مختم الاجمیری

Www.MadaariMedia.Com



MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

فہرست مضامین معین الارواح

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ	الف
۲	معروضہ	ب
۳	نقشہ	ج
۴	دعا	۲
۵	آپکے خاندانی حالات	۳
۶	حضور غوث پاک سے آپکا رشتۂ قرابت	۴
۷	آپ کا نسب نامہ پدری	۴
۸	آپ کا نسب نامہ مادری	۵
۹	آپکی ولادت متبرکہ	۵
۱۰	آپ کا اسم گرامی	۶
۱۱	آپ کے خطابات	۶
۱۲	آپ کے القابات	۶
۱۳	آپ کے عہد طفولیت اور مکی حالات	۶
۱۴	آپ کے والد کا وصال	۷
۱۵	حضرت ابراہیم قندوزی مجذوب سے ملاقات	۷
۱۶	تحصیل علم ظاہر	۷
۱۷	حضرت غوث پاک سے آپکی پہلی ملاقات	۸
۱۸	بیعت سلسلہ و قیام	۹
۱۹	شجرہ بیعت	۹
۲۰	شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات و قیام	۹
۲۱	حضور غوث پاک سے جیلان میں بار دویم ملاقات	۱۰
۲۲	بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں	۱۱
۲۳	آپ کی سیاحت کے متعلق چند ضروری امور کی تحقیقات	۱۲
۲۴	بغداد شریف سے بسلسلۂ سیاحت سفر ہند بار اول	۱۴
۲۵	سفر ہمدان - تبریز	۱۴
۲۶	قیام مناد خرقان	
۲۷	ختر آباد	۱۵
۲۸	ہرات	۱۵
۲۹	محمد یادگار کی دربار خواجہ میں باریابی	۱۵
۳۰	محمد یادگار کے ہندوستان آنیکے متعلق مختصر بیان اور اسکا فیصلہ	۱۶
۳۱	بلخ میں حکیم ضیاء الدین کا مرید ہونا	۱۷
۳۲	غزنین	۱۸
۳۳	ورود ہند بار اول	۱۸
۳۴	ہندوستان سے واپسی اور بیعت اتصالی	۱۸
۳۵	واقعات بیعت اتصالی	۲۰
۳۶	سفر حرمین شریف	۲۱
۳۷	ورود بدخشاں	۲۱
۳۸	ورود بخارا	۲۱
۳۹	بقیہ مزید دس سال	۲۲
۴۰	اوش	۲۲
۴۱	قطب صاحب کا آپکے پاس آنا ۵۵۴ھ	۲۲
۴۲	سیوستان	۲۲
۴۳	دمشق	۲۳
۴۴	واپسی بغداد	۲۴
۴۵	رسالہ انیس الارواح کا تکملہ	۲۴
۴۶	پیر و مرشد سے تبرکات مصطفوی و خرقۂ خلافت مخصوصہ پانا	۲۵
۴۷	خرقہ اور علم معرفت	۲۵
۴۸	از مولف	۲۸
۴۹	حصول ہدایت مرشد	۲۸
۵۰	آپکا اوش و اصفہان میں ورود	۲۹
۵۱	ورود بغداد شریف اور قطب صاحب کا داخل سلسلہ ہونا	۳۰
۵۲	تاریخی بحث	۳۱
۵۳	آپ کا مع قطب صاحب سفر حرمین اور شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزند سے ملاقات	۳۲
۵۴	عطائے رسول یعنی دربار رسالت سے ولایت ہند کا عطیہ	۳۲
۵۵	روانگی ہند	۳۳
۵۶	کرمان	۳۳
۵۷	ہرات	۳۳
۵۸	آپ کا عالم رویا میں شہاب الدین غوری کو سلطان ہند ہونیکی بشارت دینا	۳۳
۵۹	ورود لاہور اور سفر اجمیر بصلاح	۳۴
۶۰	ہندوستان میں چشتی سلسلہ بھیجنے کی	۳۴
۶۱	آپ کے روکنے کے انتظامات	۳۵
۶۲	آپ کا دوبارہ وارد ہند ہو کر داخل اجمیر ہونا	۳۵
۶۳	آپ کا مہمات اجمیر سر کرنا	۳۶
۶۴	سادھو رام دیو کا مشرف باسلام ہونا	۳۷
۶۵	اجیپال جوگی کا مسلمان ہونا	۳۷
۶۶	راجہ کا آپکے پاس قاصد بھیجنا اور اسکا اسلام لانا	۳۸
۶۷	راجہ کا غصہ ہو کر دوسرا قاصد بھیجنا	۳۸
۶۸	غریب نواز کا جواب اور سردار کی گرفتاری	۳۹
۶۹	غریب نواز کا جناب باری میں التماس	۳۹
۷۰	آپ کے ایک جاں نثار کا معروضہ	۴۰
۷۱	راجہ آپ کے تشریف لیجانیکے انتظار	۴۰
۷۲	آپ کا یادگار محمد کو سدا بہار پہاڑ سے شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجنا	۴۱
۷۳	لشکر کی تعداد	۴۲
۷۴	تاریخ محرم الحرام ۵۸۸ھ	۴۲
۷۵	ترتیب لشکر شہاب الدین	۴۲
۷۶	آغاز جنگ	۴۳
۷۷	بہادر راجپوتوں کا قسم کھانا	۴۳
۷۸	شہاب الدین غوری کو ہماکی بشارت فتح	۴۴
۷۹	شہاب الدین غوری کی موقعہ شناسی	۴۴
۸۰	میدان جنگ میں تازہ دم فوج	۴۴
۸۱	شہاب الدین پر یورش	۴۵
۸۲	شہاب الدین غوری کا حملہ	۴۶
۸۳	شہاب الدین کی اجمیر روانگی	۴۶
۸۴	دربار خواجہ میں شہاب الدین کی باریابی	۴۶
۸۵	نماز	۴۷
۸۶	قدمبوسی	۴۰
۸۷	جاسوسی کا الزام اور اسکی تردید	۴۷

RAMPUR RAZA LIBRARY
RAMPUR

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۸۸	نکاح اول ۵۸۹ھ	۴۸
۸۹	اولیا مسجد اور کاشانہ ولایت	۴۹
۹۰	امیر سید حسینؒ کی شہادت اور آپ کا شہدا کو دفن کرنا	۴۹
۹۱	بار سوم ہندستان میں تشریف آوری اور ورود لاہور دہلی بعہد قطب الدین ایبک۔	۵۰
۹۲	اس ورود ہند کے متعلق سالکین کی رائے۔	۵۰
۹۳	سفر خراسان سے واپسی اور بار چہارم ورود ہند	
۹۴	سفر خراسان کے بعد بار چہارم ورود ہند کا تاریخی ثبوت۔	۵۲
۹۵	آپ کا اجمیر تشریف لیجانا۔	۵۳
۹۶	ورود دہلی بار اول بعہد شمس الحق والدین التمش	۵۳
۹۷	بابا فرید گنجشکر پر آپ کا کرم فرمانا	۵۵
۹۸	سفر ملی بار دوم بعہد شمس الدین التمش	۵۶
۹۹	خواجہ عثمانؒ کا دہلی تشریف لانا۔	۵۸
۱۰۰	نکاح ثانی ۶۱۵ھ	۶۳
۱۰۱	آپ کا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرمانا۔	۶۳
۱۰۲	وفات ۶۳۳ھ	۶۴
۱۰۳	نماز جنازہ	۶۴
۱۰۴	آپ کی ازواج و اولاد	۶۴
۱۰۵	خواجہ ضیاء الدین ابو سعید	۶۸
۱۰۶	خواجہ حسام الدین ابو صالح	۶۸
۱۰۷	نکاح دوم	۶۸
	تاج المستورات بی بی حافظ جمال	۶۸
	آپ کے نبیرے اور نواسی کی اولاد	۶۹
۱۰۸	حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ	۶۹
۱۰۹	حضرت خواجہ احمد	۶۹
۱۱۰	حضرت خواجہ وحید	۶۹
۱۱۱	حضرت خواجہ معین الدین خورد	۷۰
۱۱۲	حضرت شیخ ضیاء الدین	۷۰
۱۱۳	حضرت قطب الدین المخاطب بہ چشت خواجہ	۷۰

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۱۴	تصدیق فرزندی	۷۰
۱۱۵	اولاد غریب نواز کا مختصر شجرہ نسب	۷۱
	صاحب خزینۃ الاصفیا نے جس قدر حضرات کو بھی آپ کے خلفا میں لکھا ہے	
۱۱۶	حضرت شیخ علی سنجریؒ	۷۲
۱۱۷	خواجہ یادگار محمد سبزواریؒ	۷۲
۱۱۸	حضرت شیخ ہتیا یا متاؒ	۷۲
۱۱۹	شیخ وحید الدین خراسانی عرف شیخ وحید	۷۲
۱۲۰	سلطان مسعود غازیؒ	۷۴
	بی بی حافظ جمال بنت غریب نوازؒ	۷۴
۱۲۱	شیخ محمد ترک نارنولی	۷۴
۱۲۲	شیخ صدر الدین کرمانیؒ	۷۵
	آپ کے خلفاء ممتاز مریدین	
۱۲۳	حضرت امیر رہان جی سدا سہاگ	۷۵
۱۲۴	حضرت اصغر قندھاری	۷۵
۱۲۵	مولانا ضیاء الدین مجبیؒ	۷۵
۱۲۶	حضرت امام الدین دشتی	۷۵
۱۲۷	نیاز اللہ خراسانی	۷۵
	آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرک	۸۰
۱۲۸	مختصر شجرہ بیعت خلافت روحانی	۸۲
	حصہ دوم	
	سیرت مقدسہ	
	غلبان تفکر درویشی	۸۴
۱۲۹	آپ کی بندگی۔	۸۴
۱۳۰	آپ کی مقبولیت	۸۴
	عبادات و مجاہدات	۸۴
۱۳۱	عشق خدا	۸۵
۱۳۲	ذوق سماع	۸۵
۱۳۳	آداب و تعظیم مرشد	۸۶
۱۳۴	استغراق	۸۶
۱۳۵	شان جمالی	۸۶
۱۳۶	شان جلالی	۸۶
۱۳۷	جود و کرم	۸۹
۱۳۸	حلم و تواضع	۸۹
۱۳۹	بذل و سخا	۸۹
۱۴۰	زہد و قناعت	۸۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	معاشرت مقدسہ	۹۰
۱۴۱	خوراک	۹۰
۱۴۲	لباس مبارکہ	۹۰
۱۴۳	ذریعہ معاش	۹۰
	مشاغل محمودہ	
	لف تبلیغ اسلام و فیضان معرفت	۹۰
۱۴۴	سیر العارفین کا بیان	۹۳
۱۴۵	ہندوستان میں اسلام	۹۳
۱۴۶	آپ کی دعوت اسلام کے مخصوص اثرات	۹۴
۱۴۷	(ج) اردو زبان کی ابتدا	۹۴
	(ب)	۹۴
۱۴۸	دیوان معین	۹۴
۱۴۹	کشف اسرار المعروف بہ گنج الاسرار	۹۵
۱۵۰	انیس الارواح	۹۶
۱۵۱	حدیث المعارف	۹۶
۱۵۲	رسالہ موجودیہ	۹۶
۱۵۳	دیگر تصانیف	۹۶
	تعلیم و تلقین صوری و معنوی	
	(الف) فیضان صحبت۔	۹۶
۱۵۴	ترغیب مجاہدہ بخدمت مرشد	۹۷
۱۵۵	ترغیب ادائیگی فرض و سنت	۹۷
۱۵۶	ترغیب طہارت	۹۸
۱۵۷	ترغیب نشستن بعد نماز فجر	۹۹
۱۵۸	ترغیب معرفت	
۱۵۹	ترغیب نماز	۹۹
۱۶۰	ترغیب خلال و غسل جنابت	۱۰۱
۱۶۱	ترغیب شریعت طریقت معرفت حقیقت	۱۰۲
۱۶۲	ترغیب صدقہ	۱۰۲
۱۶۳	ترغیب صدق و ترک دروغگوئی	۱۰۲
۱۶۴	ترغیب خوف خدا	۱۰۳
۱۶۵	ترغیب خدمت درویشان	۱۰۳
۱۶۶	عزلت و نماز حضوری قلب	۱۰۳
۱۶۷	وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب	۱۰۴
۱۶۸	فیض صدق و محبت	۱۰۴
۱۶۹	تہمت سے باز رہنے کی ترغیب	۱۰۵
۱۷۰	ترغیب گریہ	۱۰۶

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۷۵	ترغیب اجتناب از صحبت عوام	۱۰۶
۱۷۶	سفر آخرت	۱۰۶
۱۷۷	قبرستان میں کھانے پینے سے باز رہنے کی ترغیب	۱۰۶
۱۷۸	بیوہ سے باز رکھنے کی ترغیب	۱۰۷
۱۷۹	مسلمانوں کو ستانے کی ترغیب	۱۰۷
۱۸۰	بدگوئی کو برائی سے روکنے کی ترغیب	۱۰۸
۱۸۱	رفیق انقلبی کی ترغیب	۱۰۸
۱۸۲	فیضان عشق	۱۰۹
۱۸۳	والدین اور اولاد کیساتھ خوش اسلوبی سے پیش آنے کی ترغیب	۱۱۰
۱۸۴	ترغیب زیارت و تلاوت قرآن	۱۱۱
۱۸۵	ترغیب ادب کلام مجید	۱۱۱
۱۸۶	ترغیب دوستی علماء و مشائخ کبار	۱۱۲
۱۸۷	زیارت کعبہ کی ترغیب	۱۱۳
۱۸۸	ترغیب زیارت و خدمت مرشد	۱۱۳
۱۸۹	اہل اللہ سے واسطہ رکھنے کی ترغیب	۱۱۴
۱۹۰	ترغیب دین محمدی	۱۱۴
۱۹۱	ترغیب اطاعت حق تعالیٰ	۱۱۵
۱۹۲	فیضان انکشاف و راز دسیر روحانی	۱۱۶
۱۹۳	فضائل سرور عالم و سورہ فاتحہ کا الہام	۱۱۹
۱۹۴	مدارج معرفت نیاز	۱۲۲
۱۹۵	سید الطائفہ حضرت جنید البغدادی کا راز و نیاز	۱۲۳
۱۹۶	حضرت بایزید بسطامی کا راز و نیاز	۱۲۳
۱۹۷	بی بی رابعہ بصری کی آتش محبت	۱۲۴
۱۹۸	عشق منصور علیہ الرحمۃ	۱۲۴
۱۹۹	مشاہدہ دوست میں استغراق	۱۲۵
۲۰۰	راز و نیاز عرفان و تعلیم معرفت	۱۲۵
۲۰۱	حضرت بایزید بسطامی کا راز و نیاز	۱۲۶
۲۰۲	رابعہ بصری کا غلبۂ شوق	۱۲۹
۲۰۳	فنا فی البقا کی تشریح	۱۲۷
۲۰۴	مسلک عشاق کا اظہار	۱۲۷
۲۰۵	اسلامی ہمدردی	۱۲۷
۲۰۶	خود گو کے عارفانہ اقوال کا تذکرہ	۱۲۹
۲۰۷	ترک دنیا	۱۲۸
۲۰۸	حضرت بایزید بسطامی پر رد و حال	۱۲۸
۲۰۹	خواجہ سمنون محب کا قول	۱۲۸

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۰۶	تاثرات محبت	۱۲۹
۲۰۷	محبت الٰہی کی	۱۲۹
۲۰۸	سید الطائفہ خواجہ جنید کے عارفانہ کلمات	۱۳۰
۲۰۹	حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے عارفانہ کلمات	۱۳۰
۲۱۰	حضرت ذوالنون مصری کے عارفانہ کلمات	۱۳۰
۲۱۱	حضرت داؤد طائی کے عارفانہ کلمات	۱۳۱
۲۱۲	خواجہ ابو سعید ابو الخیر کے عارفانہ کلمات	۱۳۲
۲۱۳	ذکر و شوق خدا	۱۳۲
۲۱۴	شان درویشی	۱۳۲
۲۱۵	حضرت خواجہ حسن بصری کا ارشاد	۱۳۳
۲۱۶	عارفوں کی خصلت خلوص ہے	۱۳۳
۲۱۷	حضرت خواجہ سمنون محب کا ذکر خیر	۱۳۳
۲۱۸	توکل عارفانہ	۱۳۳
۲۱۹	کلمات حضرت شیخ شہاب الدین محمد سہروردی	۱۳۴
۲۲۰	سرور عالم کا قول قصیر	۱۳۴
۲۲۱	حضرت آدم علیہ السلام کیسا تھ فرشتوں کا سلوک	۱۳۴
۲۲۲	حضرت جنید البغدادی کا قول	۱۳۴
۲۲۳	دوستان خدا	۱۳۲
۲۲۴	عشاق اور روز قیامت	۱۳۵
۲۲۵	حضرت مالک دینار کا ارشاد	۱۳۵
۲۲۶	بی بی رابعہ بصری کے عارفانہ کلمات	۱۳۵
۲۲۷	حضرت شقیق بلخی کے عارفانہ کلمات	۱۳۵
۲۲۸	موت کا تذکرہ	۱۳۶
۲۲۹	مرید کو راسخ الاعتقاد ہونا چاہیئے	۱۳۶
(ب)	تعلیم معرفت بذریعہ ارشادات عالیہ	۱۳۷
(ج)	فیضان معرفت بذریعہ مکتوب مبارک	۱۳۷
۲۳۰	مکتوب اول	۱۴۲
۲۳۱	مکتوب دوم	۱۴۵
(د)	تعلیم اوراد و وظائف	
۲۳۲	برائے حل مشکل	۱۵۰
۲۳۳	برائے کشف قبور	۱۵۱
۲۳۴	برائے شرف زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۱
۲۳۵	برائے دردِ پیٹ	۱۵۲
۲۳۶	برائے دفعہ دشمن	۱۵۲
۲۳۷	وقت نزع	۱۵۲
۲۳۸	مرض فالج کا علاج	۱۵۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۳۹	ادائے قرض کیواسطے	۱۵۲
۲۴۰	آنکھ کا پھڑکنا	۱۵۳
۲۴۱	برائے حیات طفلان	۱۵۳
۲۴۲	برائے علاج لقوہ	۱۵۲
۲۴۳	دیوانے کتے کے کاٹے کا علاج	۱۵۳
۲۴۴	برائے تسخیر خلائق	۱۵۳
۲۴۵	برائے دفعہ چیچک	۱۵۳
۲۴۶	آپکی کرامات عظیمہ	
۲۴۷	الف بر بارہ حیات ظاہری	۱۵۴
۲۴۸	مسیحائی	۱۵۵
۲۴۹	کرامت سلیمان	۱۵۶
۲۵۰	تاج بخشی	۱۵۶
۲۵۱	مظلوم نوازی	۱۵۶
۲۵۲	کرامت خلیلی	۱۵۶
۲۵۳	کرامت عیسوی	۱۵۷
۲۵۴	کر زیارت کعبہ کرانا	۱۵۷
۲۵۵	فغان غریب نوازی	۱۵۸
۲۵۶	ب بکرامات بالمشاہدہ	
۲۵۷	آپکی کرامت عظیم بالمشاہدہ	۱۵۸
۲۵۸	کرامت اول بالمشاہدہ	۱۵۸
۲۵۹	کرامت دوم بالمشاہدہ	۱۵۹
۲۶۰	کرامت سوم بالمشاہدہ	۱۶۰
۲۶۱	چہارم کرامت شہنشاہی بالمشاہدہ تاریخی	۱۶۰
۲۶۲	پنجم کرامت بالمشاہدہ	۱۶۱
۲۶۳	ششم کرامت بالمشاہدہ	۱۶۱
۲۶۴	بعض دور حاضرہ کی کرامات	۱۶۲
۲۶۴	اکرم علیخاں اکبرآبادی کا بیان	۱۶۲
۲۶۵	سعیدہ خاتون زوجہ مولف کا بیان	۱۶۲
۲۶۶	عبد الغفور خانصاحب بیجوری کا بیان	۱۶۳
۲۶۷	محسن اللہ خاں صاحب بجنوری کا بیان	۱۶۲
۲۶۸	نواب نظیر بیگم صاحبہ دہلوپوری کا بیان	۱۶۳
۲۶۹	نواب خواجہ محمد خانصاحب دہلوپوری کے بیانات	۱۶۳
۲۷۰	اہلیہ اکرم علیخاں صاحب اکبرآبادی	۱۶۴
۲۷۱	مولف کا بیان	۱۶۳
	آپکی بعض خصوصیات	۱۶۵
۱۱الف	حلقہ صوفیہ کی بعض مشہور اصطلاحات	۱۵۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۶۲	حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ	۱۶۵
۲۶۳	نظام الدین شاہ صاحب	۱۶۵
۲۶۴	مولانا عبدالشکور اکبرآبادی	۱۶۵
۲۶۵	(ب) بعض عارفانہ تعبیرات	۱۶۶
	حصہ سویم	
	آپکی درگاہ اور مراسم	۱۶۷
	آپکی درگاہ اور نذر عقیدت	۱۶۸
۲۶۶	درگاہ شریف	۱۶۸
۲۶۷	احاطۂ نقار خانہ	۱۶۸
۲۶۸	احاطہ صحن چراغ	۱۶۹
۲۶۹	حدود اربعہ	۱۶۹
	(الف) احاطۂ اوّل	
۲۷۰	شمالی دروازہ	۱۶۹
۲۷۱	کلمہ دروازہ	۱۶۹
۲۷۲	شفاخانہ درگاہ شریف	۱۷۰
۲۷۳	اکبری مسجد	۱۷۰
۲۷۴	بلند دروازہ	۱۷۰
	(ب) احاطۂ دویم	
۲۷۵	دیگیں در صحن	۱۷۱
۲۷۶	بڑی دیگ سنہ ۹۷۶ھ	۱۷۱
۲۷۷	چھوٹی دیگ سنہ ۱۰۲۲ھ	۱۷۲
۲۷۸	صحن چراغ	۱۷۲
۲۷۹	محفل خانہ سنہ ۱۳۰۹ھ	۱۷۲
۲۸۰	خانقاہ سنہ ۹۷۷ھ	۱۷۳
۲۸۱	حوض و دھال خانہ سنہ ۱۹۱۱ء	۱۷۳
۲۸۲	سبیل	۱۷۳
۲۸۳	لنگر خانہ	۱۷۴
۲۸۴	تاریخی چھتری	۱۷۴
۲۸۵	بجلی گھر سنہ ۱۹۲۰ء	۱۷۴
۲۸۶	(ج) احاطۂ سویم	
۲۸۷	احاطۂ چمیلی	۱۷۴
		۱۷۵
۲۸۸	مسجد صندل خانہ	۱۷۵
۲۸۹	اولیا مسجد سنہ ۹۲۳ھ	۱۷۶
۲۹۰	مزار شیخ محمد یادگار	۱۷۶
۲۹۱	نظام سقہ کا مزار	۱۷۶
۲۹۲	حمیدیہ دالان	۱۷۷
۲۹۳	کھرنی کا درخت	۱۷۷
۲۹۴	بیگمی دالان سنہ ۱۰۵۳ھ	۱۷۷
۲۹۵	توشہ خانہ و مزار خواجہ فخرالدین گردیزی	۱۷۸
۲۹۶	روضہ مقدسہ سلطان الہند حضور خواجہ	
	غریب نواز قدس سرہٗ	۱۷۹
۲۹۷	مجرہ بی بی حافظ جمال	۱۸۲
۲۹۸	مجرہ ورالنسا بنت شہجہاں	۱۸۳
۲۹۹	احاطہ نور	۱۸۳
۳۰۰	جنتی دروازہ	۱۸۳
۳۰۱	چلہ شریف حضرت بابا فرید گنجشکرؒ	۱۸۳
۳۰۲	جامع مسجد شاہجہانی	۱۸۳
۳۰۳	چہاریار	۱۸۶
۳۰۴	مزار خواجہ حسن اجمیری	۱۸۶
۳۰۵	سولہ کھنبہ	۱۸۶
۳۰۶	ایک بالشت کی چھتری	۱۸۷
۳۰۷	جھالرہ	۱۸۷
۳۰۸	شاہی گھاٹ	۱۸۸
۳۰۹	کرنا گلی دالان	۱۸۸
۳۱۰	عبادت خانہ مستورات درگاہ	۱۸۹
۳۱۱	دالان حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم	۱۸۹
۳۱۲	مقبرہ علی شکلی خاں	۱۸۹
۳۱۳	سبیل خواجہ سنجری	۱۸۹
	عقیدتمندانہ خدمات و مراسم درگاہ	
۳۱۴	(الف) مراسم قدیم کے تحت میں معمولات	
	روزمرہ صبح	۱۹۰
۳۱۵	مغرب سے قبل	۱۹۱
۳۱۶	نماز عشا	۱۹۲
۳۱۷	پنجشنبہ	۱۹۳
۳۱۸	چھٹی شریف	۱۹۴
۳۱۹	عرس شریف	۱۹۴
۳۲۰	محفل قل	۱۹۶
۳۲۱	غسل شریف	۱۹۷
	(ب) مراسم قدیم کے تحت میں اعراس وغیرہ	
۳۲۲	منجانب درگاہ شریف	۱۹۷
	(الف) اعراس ماہ محرم	۱۹۸
	(ب) اعراس ماہ صفر	۱۹۸
	(ج) اعراس ماہ ربیع الاول	۱۹۹
	(د) اعراس ماہ ربیع الثانی	۱۹۹
	(ہ) اعراس ماہ جمادی الاول	۱۹۹
	(و) اعراس ماہ جمادی الثانی	۱۹۹
	(ز) اعراس ماہ رجب المرجب	۲۰۰
	(ح) اعراس ماہ شعبان	۲۰۰
	(ط) اعراس ماہ رمضان	۲۰۰
	(ی) اعراس ماہ شوال	۲۰۱
	(ک) اعراس ماہ ذی قعدہ	۲۰۱
	(ل) اعراس ماہ ذی الحجہ	۲۰۱
۳۲۳	منجانب انجمن فخریہ چشتیہ خدام خواجہ	۲۰۱
۳۲۴	سیدزادگان اجمیر شریف رجسٹرڈ	۲۰۱
۳۲۵	منجانب محی الاوقاف معینی گدڑی	۲۰۲
	شاہی انجمن اجمیر شریف رجسٹرڈ	۲۰۲
۳۲۶	منجانب پشاوری صاحبان	۲۰۳
۳۲۷	منجانب قوالان درگاہ معلی	۲۰۴
۳۲۸	منجانب سید سراج احمد صاحب متولی درگاہ	۲۰۴
۳۲۹	منجانب مولانا عبدالباری صاحب معینی	۲۰۴
(ج)	مراسم قدیم کے تحت میں الف و ب	
۳۳۰	درگاہ کمیٹی	۲۰۴
۳۳۱	دیوان صاحب	۲۰۵
۳۳۲	متولی	۲۰۵
۳۳۳	خدام صاحبان	۲۰۵
	(د) مراسم قدیم کے تحت میں آداب آستانہ	
۳۳۴	آداب اندرون درگاہ شریف	۲۰۶
۳۳۵	آداب احاطہ نور	۲۰۶
۳۳۶	آداب اندرون قبہ مبارک	۲۰۶
۳۳۷	آداب محفل سماع	۲۰۷
	درگاہ میں عقیدتمندانہ مفید عام یادگاریں	
۳۳۸	مدرسہ عثمانیہ معینیہ	۲۰۸
۳۳۹	خواجہ کا لنگر	۲۰۸
۳۵۰	اکھاڑہ	۲۰۸
۳۵۱	شفاخانہ و زنانہ	۲۰۸
	حصہ چہارم حلقۂ ارادت	۲۰۹
۳۵۲	آپ کا دائرہ عقیدت	۲۱۰

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۸۵	دلیل العارفین	۲۲۱
۳۸۶	سیر العارفین	۲۲۱
۳۸۷	سیر الاقطاب	۲۲۱
۳۸۸	مونس الارواح	۲۲۲
۳۸۹	اقتباس الانوار	۲۲۲
۳۹۰	اخبار الاخیار	۲۲۲
۳۹۱	خزینۃ الاصفیا	۲۲۳
۳۹۲	وقائع شاہ معین	۲۲۳
۳۹۳	معین الاولیا	۲۲۳
۳۹۴	تاریخ سلف	۲۲۳
۳۹۵	ماہتاب اجمیر	۲۲۲
۳۹۶	عطائے رسول	۲۲۲
۳۹۷	کامل سوانح عمری غریب نواز	۲۲۲
	(ب) مناقب غریب نواز	
۳۹۸	شاہ نیاز بریلوی	۲۲۳
۳۹۹	داغ دہلوی	۲۲۳
۴۰۰	مولانا معین اجمیری	۲۲۴
۴۰۱	بیدم شاہ وارثی رح	۲۲۴
۴۰۲	سید محمد علی شاہ نیازی اکبرآبادی	۲۲۴
۴۰۳	مولف	۲۲۵
۴۰۴	سردار خاں فراز اکبرآبادی	۲۲۵
۴۰۵	حکیم سید مقصود الحسن عرفانی چشتی قادری المتخلص بہ داؤد اکبرآبادی	۲۲۲
۴۰۶	عزیزی عشرت حسن سلمہ انوار ایم اے پی ایچ ڈی مرادآبادی	۲۲۶
۴۰۷	مولوی مظہر جلیل صاحب شوق مرادآبادی	۲۲۷
۴۰۸	عزیزی ظہور الحسن مرادآبادی	۲۲۸
۴۰۹	حصہ پنجم آپکے درباری	۲۲۹
	درباری	
	(الف) بعض متقدمین درباری	
۴۱۰	مولانا فخر الدین زرادی قدس سرہ	۲۳۰
۴۱۱	شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی	۲۳۰
۴۱۲	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی مہروی	۲۳۰
۴۱۳	حضرت بابا فرید الدین گنجشکر چشتی اجودھن پاک پٹن	۲۳۱
۴۱۴	حضرت شیخ سلیم چشتی فتح پور	۲۳۱
۴۱۵	شیخ بدیع الدین شاہ مدار	۲۳۲
۴۱۶	حضرت مجدد الف ثانی سرہندی	۲۳۲
۴۱۷	سیدنا امیر ابو العلا نقشبندی	۲۳۲
	احراری اکبرآبادی	۲۳۲
۴۱۸	حضرت محمد فخر الدین رح المعروف مولانا فخر دہلوی	۲۳۲
۴۱۹	سید حاجی شاہ محمد سجاد ابو العلائی	۲۳۳
۴۲۰	سید غلام علی شاہ مرشد آبادی	۲۳۳
۴۲۱	سید امام رح ابدال	۲۳۳
۴۲۲	سید مظفر علی شاہ جعفری قادری اکبرآبادی سنہ ۱۲۹۹ھ	۲۳۴
۴۲۳	حافظ جی دارث علی شاہ دیہ شریف	۲۳۴
۴۲۴	حاجی سید شاہ محمد اکبر داناپوری	۲۳۴
	(ب) بعض متاخرین درباری	
۴۲۵	حکیم دہعت حسین شاہ صاحب قادری اکبرآبادی	۲۳۵
۴۲۶	سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری امروہوی	۲۳۵
۴۲۷	شاہ نواب غلام محی الدین خاں حکیمی حیدرآبادی	۲۳۵
۴۲۸	نظیر شاہ عرف محبت شاہ اکبرآبادی	۲۳۶
۴۲۹	ضیا میاں صاحب نظامی کرمانگپور	۲۳۶
۴۳۰	شاہ احمد رضا خاں صاحب رامپوری صابری	۲۳۶
۴۳۱	عبد الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی	۷
۴۳۲	حضرت سید احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کمیل شاہ بابا دہلوی	۲۳۷
۴۳۳	سید میر محمد بادشاہ کوہاٹ	۲۳۷
۴۳۴	منشی شوکت حسین چشتی مرادآبادی	۲۳۷
۴۳۵	درونغہ عبد العزیز خاں گدڑی شاہی اجمیری	۲۳۸
۴۳۶	حافظ محمد یوسف رح گدڑی شاہی اجمیری	
۴۳۷	حافظ محمد تجش اجمیری	۲۳۸
۴۳۸	حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبرآبادی	۲۳۸
۴۳۹	بابو رستم شاہ چشتی اکبرآبادی	۲۳۸
۴۴۰	حاجی محبوب علی شاہ عطار	۲۳۸
۴۴۱	بابو حیا مرادآبادی دہلوی	۲۳۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۷۵	عقیدتمندانہ حاضریاں بطور نذور	۲۱۱
۳۷۶	شہاب الدین غوری سنہ ۵۸۳ھ	۲۱۱
۳۷۷	سلطان شمس الدین التمش سنہ ۶۱۱ھ	۲۱۱
۳۷۸	سلطان محمد خلجی المعروف بہ شاہ مانڈو	۲۱۱
۳۷۹	شہزادہ بہادر شاہ حضرت شاہ بن سلطان محمود شاہ بیکڑہ گجراتی سنہ ۹۳۱ھ	۲۱۱
۳۸۰	اکبر بادشاہ	۲۱۱
۳۸۱	شہباز خاں سنہ ۱۰۰۸ھ	۲۱۲
۳۸۲	جہانگیر سنہ ۱۰۳۷ھ	۲۱۲
۳۸۳	شہزادی حمید النساء سنہ ۱۰۲۵ھ	۲۱۳
۳۸۴	شاہجہاں سنہ ۱۰۵۳ھ	۲۱۳
۳۸۵	شہزادی جہاں آرا بیگم سنہ ۱۰۵۳ھ	۲۱۳
۳۸۶	اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۰۹۰ھ	۲۱۵
۳۸۷	امیر حبیب اللہ خانصاحب شاہ افغانستان سنہ ۱۳۲۷ھ	۲۱۵
۳۸۸	نواب حامد علیخاں صاحب والی رامپور سنہ ۱۳۲۹ھ	۲۱۵
۳۸۹	میر عثمان علیخانصاحب شاہ دکن سنہ ۱۳۳۰ھ	۲۱۵
۳۹۰	مہاراجہ گوبند سنگھ صاحب والی ریاست نیپال سنہ ۱۹۱۲ء	۲۱۶
۳۹۱	مہاراجہ سہج کشن پرشاد سنہ ۱۹۲۳ء	
۳۹۲	مولانا محمد علی جوہر سنہ ۱۹۲۸ء	۲۱۷
۳۹۳	مہاتما گاندی سنہ ۱۹۲۰ء	۲۱۷
۳۹۴	عبد الرب نشتر سنہ ۱۹۴۶ء	۲۱۸
۳۹۵	پنڈت جواہر لال نہرو سنہ ۱۹۴۵ء	۲۱۸
۳۹۶	قاضی عبد الغفار مرادآبادی سنہ ۱۹۴۳ء	۲۱۸
۳۹۷	علی سکندر جگر مرادآبادی سنہ ۱۹۴۰ء	
۳۹۸	سر محمد یعقوب مرادآبادی سنہ ۱۹۴۰ء	۷
	پچھلے نام سے عقیدتمندانہ منسوب مقامات و محافل	
۳۹۹	حیدرآباد دکن	۲۱۹
۴۰۰	ریاست جاورہ	۲۱۹
۴۰۱	بیانہ	۲۲۰
۴۰۲	آگرہ	۲۲۰
۴۰۳	لاہور	۲۲۰
۴۰۴	بھوپال	۲۲۰
۴۰۵	مندسور	۲۲۰
۴۰۶	فاروجہ	۲۲۰
	آپکے اذکار و مناقب	۲۲۱
	(الف) اذکار	

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۴۴۲	عزیز الرحمن شاہ مراد آباد	۲۳۹
۴۴۳	امۃ الرشید بیگم بھوپالی موجودہ درباری	۲۳۹
۴۴۴	سجاد حسین شاہ صاحب چشتی صابری امروہوی	۲۳۹
۴۴۵	امراؤ شاہ صاحب چشتی جیپوری	۲۳۹
۴۴۶	حافظ سید بدر الدین شاہ صاحب چشتی تونسوی	۲۴۰
۴۴۷	عزیز میاں صاحب نظامی نیازی بریلوی	۲۴۰
۴۴۸	میاں جان شاہ صاحب چشتی علی گڈھی	۲۴۰
۴۴۹	سید عاشق علی صاحب متوطن نجیب ہوا	۲۴۰
۴۵۰	حیات اللہ شاہ صاحب چشتی مقیم بمبئی	۲۴۰
۴۵۱	سلطان زماں شاہ صاحب چشتی رامپوری	۲۴۰
۴۵۲	سید اغا الحق صاحب چشتی اورنگ آبادی ضلع گیا۔	۲۴۱
۴۵۳	صوفی فضل بخش صاحب چشتی لاہوری	۲۴۱
۴۵۴	مہتاب شاہ ولی لکھنوی	۲۴۱
۴۵۵	بابو عشاق احمد صاحب بیگ آبادی	۲۴۱
۴۵۶	حاجی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی	۲۴۱
۴۵۷	حاجی حافظ معین الدین صاحب میرٹھی	۲۴۱
۴۵۸	سید محمد علی شاہ صاحب قادری چشتی نیازی اکبر آبادی	۲۴۱
۴۵۹	سید فدا علی صاحب قادری آبادی	۲۴۲
۴۶۰	حفیظ الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی عرف بھیا جی	۲۴۲
۴۶۱	سید انتظام الدین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲
۴۶۲	حکیم سید منظور حسین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲
۴۶۳	حکیم سید احمد حسین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲
۴۶۴	مولوی قمر الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲
۴۶۵	صوفی رضی الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی	۲۴۳
۴۶۶	محمد ابراہیم شاہ صاحب المعروف بہ صوفی قادری انکلام دہلوی	۲۴۳
۴۶۷	بخشی سید الطاف حسین صاحب اکبر آبادی	۲۴۳
۴۶۸	مولانا عبد الشکور سلمہ نظامی اکبر آبادی	۲۴۳
۴۶۹	نجیب اللہ شاہ صاحب الہ آبادی	۲۴۳
۴۷۰	وسیم شاہ صاحب قادری ریاست جاورہ	۲۴۳
۴۷۱	غلام محی الدین شاہ صاحب قادری کنورہ شریف	۲۴۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۴۷۲	گلاب شاہ صاحب مراد آبادی	۲۴۴
۴۷۳	جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیدان	۲۴۴
۴۷۴	خواجہ حسن نظامی دہلوی	۲۴۴
۴۷۵	پیارے شاہ صاحب مراد آبادی	۲۴۴
۴۷۶	سید عبد الرب شاہ صاحب فولادی	۲۴۵
۴۷۷	حاجی احمد حسن صاحب نقش بندی	۲۴۵
۴۷۸	منشی نور الحسن صاحب چشتی مراد آبادی	۲۴۵
۴۷۹	محمد علی صاحب چوڑی والے بمبئی	۲۴۵
۴۸۰	حضرت قاسم میاں شاہ صاحب ابو العلائی حیدر آباد دکن	۲۴۵
۴۸۱	عاشق حسین صاحب ٹھیکیدار مراد آبادی	۲۴۵
۴۸۲	حبیب اللہ خاں صاحب اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۳	رفیق محمد سلمہ عرف نمبر اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۴	امین الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۵	مولانا اخلاق احمد سلمہ اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۶	حافظ نور سلمہ اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۷	ضیاء الدین عرف بچو سلمہ اکبر آبادی	۲۴۶
۴۸۸	اعجاز محمد صاحب نشتر	۲۴۶
۴۸۹	حشمت علی خانصاحب سوداگر	۲۴۶
۴۹۰	فیاض الدین صاحب اکبر آبادی	۲۴۶
۴۹۱	وہاب الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۴۶
۴۹۲	محمد حسین سلمہ مراد آبادی	۲۴۷
۴۹۳	حبیب خاں صاحب سلمہ	۲۴۷
۴۹۴	مرتضیٰ علی بیگ سلمہ اکبر آبادی	۲۴۷
۴۹۵	ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہ لکھنوی	۲۴۷
۴۹۶	ڈاکٹر فریدی صاحب	۲۴۷
۴۹۷	طفیل احمد صاحب فریدی	۲۴۷
۴۹۸	نواب بائی سلمہا علیگڈھ	۲۴۷
۴۹۹	نواب زادہ حاجی کرم علی خاں سلمہ اکبری سلمہا	۲۴۷
۵۰۰	الف شاہ صاحب اکبر آبادی	۲۴۷
۵۰۱	اشتیاق صاحب چشتی صابری	۲۴۸
۵۰۲	چودھری رحیم بخش صاحب اکبر آبادی	۲۴۸
۵۰۳	مولوی امام علی صاحب اکبر آبادی	۲۴۸
۵۰۴	ممتاز علی صاحب امیندار دکن	۲۴۸
۵۰۵	آغا پاشاہ اکبر آبادی	۲۴۸

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۵۰۶	تصدق حسین صاحب اشرفی مراد آبادی	۲۴۸
۵۰۷	مصطفےٰ حسن سلمہ مراد آبادی	۲۴۸
۵۰۸	رضا حسن سلمہ مراد آبادی	۲۴۹
۵۰۹	مولوی عبد الرحمان صاحب چشتی	۲۴۹
۵۱۰	بابو عبد الرحیم صاحب قاضوی	۲۴۹
۵۱۱	مفتی احمد علی صاحب قاضوی گنڈھاشاہی	۲۴۹
۵۱۲	ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	۲۴۹
۵۱۳	ابراہیم خانصاحب گدڑی شاہی	۲۴۹
۵۱۴	بیلا بائی صاحبہ گدڑی شاہی	۲۴۹
۵۱۵	محمد اکبر صاحب	۲۴۹
۵۱۶	ممتاز محمد	۲۵۰
۵۱۷	سکینہ بائی	۲۵۰
۵۱۸	کلی شاہ صاحبہ	۲۵۰
۵۱۹	عبد الغفور شاہ عرف غفور شاہ	۲۵۰
۵۲۰	حیدر خاں انداز	۲۵۰
۵۲۱	بعض حاضر باش خدامان درگاہ	۲۵۰
۵۲۲	سید محمد حنیف صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۳	سید ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۴	سید فضل رسول صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۵	محمد حسین صاحب چشتی خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۶	سید ولی الدین صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۷	سید محمد انیس صاحب نیازی خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۸	سید کاظم علی صاحب نیازی خادم درگاہ	۲۵۰
۵۲۹	سید حسن علی صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۵۳۰	سید ظہور الحسن صاحب عرف زیدی صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۵۳۱	سید محمد اسمٰعیل صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۵۳۲	سید نوشہ میاں صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۵۳۳	سید ظہور الحسن عرف ظہور میاں	۲۵۱
۵۳۴	بعض مقامی درباری علماء	۲۵۱
۵۳۵	مفتی امتیاز احمد صاحب بقیاب	۲۵۲
۵۳۶	مولوی محمد شریف صاحب	۲۵۲
۵۳۷	مولوی عبد الرحمن صاحب واقی	۲۵۲

	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۵۱	مولوی محمد سید یکر علی صاحب	۲۵۲	۵۶۵	رمضان بخش صاحب میلاد خواں اجمیری	۲۵۶	۵۹۳	سید معصوم علی شاہ عرف حافظ نابینا	۲۶۲
۵۲	مولوی عبد اللہ صاحب	۲۵۲	۵۶۶	امیر بخش صاحب میلاد خواں اجمیری	۲۵۶	۵۹۴	عبد الکریم شاہ تاجی جیپوری	۲۶۲
۵۳	مولوی محمد یونس صاحب	۲۵۲	۵۶۷	کالے میاں صاحب کلیمی اجمیری	۲۵۶		حصہ ششم	۲۶۳
۵۴	مولوی محمد شفیع صاحب	۲۵۲	۵۶۸	زاہد بن صاحب اجمیری	۲۵۶		اجمیر	
۵۵	بعض موجودہ مقامی درباری شعرا		۵۶۹	محمد عظیم صاحب اجمیری	۲۵۶		اجمیر کی تاریخ و جغرافیہ	
۵۶	مولانا سید عبد الباری صاحب معنی	۲۵۲	(ج)	بیرونی و مقامی درباری قوالان			(الف) جغرافیہ	
۵۷	سید راحت علی صاحب راحت	۲۵۳	۵۷۰	شاہی چوکی المعروف بہ چوکی اول		۵۹۵	جغرافیہ	۲۶۳
۵۸	سید محمود علی صاحب وحشی	۲۵۳	۵۷۱	درگاہ اجمیر	۲۵۷	۵۹۶	جائے وقوع	۲۶۳
۵۹	رنگیلے شاہ صاحب رنگیلے	۲۵۳		صابری چوکی المعروف بہ دویم			(ب) مختصر تاریخ	
۵۱۰	اختر صاحب مودودی	۲۵۳	۵۷۲	درگاہ اجمیر شریف۔	۲۵۷	۵۹۷	اقوام ہند	۲۶۴
(ز)	بعض موجودہ مقامی درباری الباء		۵۷۳	چوکی سوم درگاہ شریف	۲۵۷	۵۹۸	اجمیر کی وجہ تسمیہ	۲۶۵
۵۱۱	حکیم عبد الاعظم خاں صاحب		۵۷۴	چوکی غلام حسین صاحب قوال		۵۹۹	راجہ لاجے پال چکوا	۲۶۵
۵۱۲	قاضوی گدڑی شاہی المعروف بہ نوشہ میاں	۲۵۴		عرف طوطی اجمیری	۲۵۷	۶۰۰	راجہ دولہا رائے	۲۶۵
۵۱۳	حکیم ضیاء الدین صاحب طبیب آستانہ	۲۵۴	۵۷۴	چوکی بنگارہ شاہ صاحب	۲۵۷	۶۰۱	ہرس راج	۲۶۵
۵۱۴	حکیم انوار احمد صاحب	۲۵۴	۵۷۵	چوکی فخر الدین صاحب	۲۵۷	۶۰۲	راجہ جیپل دیو	۲۶۶
۵۱۵	حکیم نظام الدین صاحب	۲۵۴	۵۷۶	چوکی نظیر صاحب	۲۵۷	۶۰۳	راجہ سارنگ دیو	۲۶۶
۵۱۶	حکیم کریم الرحمن صاحب رضوی	۲۵۴	۵۷۷	چوکی تصدق حسین جیپوری	۲۵۷	۶۰۴	راجہ انا دیو	۲۶۶
۵۱۷	ڈاکٹر امتیاز علی سلمہ جعفری	۲۵۴	۵۷۸	چوکی مرلی صاحب شاہجہانپوری	۲۵۷	۶۰۵	راجہ جے پال	۲۶۶
۵۱۸	حکیم نصیر الدین صاحب	۲۵۴	۵۷۹	چوکی عبد الکریم صاحب دہلوی	۲۵۷	۶۰۶	راجہ سومیں دیو	۲۶۷
۵۱۹	حکیم سعید احمد صاحب	۲۵۴	۵۸۰	چوکی علی بخش صاحب اکبر آبادی	۲۵۸	۶۰۷	راجہ پرتھوی راج	۲۶۷
۵۲۰	حکیم عبد المجید صاحب	۲۵۵	۵۸۱	چوکی اللہ صاحب مراد آبادی	۲۵۸	۶۰۸	سلطان شہاب الدین غوری	۲۶۷
۵۲۱	شوکت حسین کمپوڈر	۲۵۵	۵۸۲	چوکی چھین صاحب خیر آبادی	۲۵۸	۶۰۹	قطب الدین ایبک	۲۶۷
(ز)	بعض مقامی عمائدین		۵۸۳	علی بخش صاحب قادری چشتی		۶۱۰	آرام شاہ	۲۶۸
۵۲۲	نواب محمد عمر صاحب جاگیردار			المعروف بہ واعظ قوال حیدر آبادی	۲۵۸	۶۱۱	سلطان شمس الدین التمش	۲۶۸
	المعروف بہ نواب یوراج	۲۵۵	(ط)	بعض متاخرین مہاجرین درباری		۶۱۲	راجگان میواڑ	۲۶۸
۵۲۳	سید محمد یوسف علی مودودی جاگیردار		۵۸۴	تاج المہاجرین حضرت سید بلگ مخدوم	۲۵۹	۶۱۳	سلطان محمد خلجی شاہ المعروف بہ شاہ منڈو	۲۶۸
	عرف شاہ جی	۲۵۵	۵۸۵	عالم خجندی المعروف بہ گدڑی شاہ بابا	۲۵۹			
۵۲۴	ڈاکٹر سید عبد الحق جاگیردار	۲۵۵	۵۸۶	حضرت عبد الرحیم شاہ صاحب المعروف	۲۶۰	۶۱۴	امرائے راٹھور	۲۶۸
۵۲۵	سید بختاور علی صاحب	۲۵۵		بہ قاضی گدڑی شاہ کاشی پوری	۲۶۰	۶۱۵	اجمیر عہد مغلیہ میں	۲۶۸
۵۲۶	سید محمد یٰسین صاحب جاگیردار	۲۵۵	۵۸۷	حضرت احمد علی شاہ صاحب بخاری	۲۶۱	۶۱۶	محمد شاہ	۲۶۸
۵۲۷	محمد عبد المجید خاں صاحب	۲۵۵	۵۸۸	حضرت محمد علی شاہ:	۲۶۱	۶۱۷	جنکوجی سندھیا	۲۶۸
۵۲۸	عبد القیوم خاں صاحب	۲۵۶	۵۸۹	بخاری شاہ	۲۶۱	۶۱۸	مہاراجہ بجے سنگھ والئی جودھپور	۲۶۹
(ز)	بعض موجودہ درباری میلاد خواں		۵۹۰	حافظ بشیر علی بیگ	۲۶۱		(ج) آثار اجمیر	
۵۲۹	نظیر بخش سلمہ گدڑی شاہی	۲۵۶	۵۹۱	یعقوب شاہ	۲۶۲	ج	خاتمہ عمارات اور مفید عالم مقامات	
۵۳۰	حافظ عبد الرحمن صاحب اجمیری	۲۵۶	۵۹۲	رنگین شاہ	۲۶۲	۶۱۹	آثار نارگڈھ	۲۶۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۶۲۰	اکبری فصیل شہر	۲۶۹
۶۲۱	دروازے	۲۶۹
۶۲۲	فیل سنگ	۲۶۹
۶۲۳	سوت بیع	۲۷۰
۶۲۴	سیسہ کان	۲۷۰
	محلات	
۶۲۵	محل اکبری	۲۷۰
۶۲۶	پھول محل	۲۷۰
۶۲۷	دولت خانہ شاہجہانی	۲۷۰
۶۲۸	دولت کدہ دانیال	۲۷۰
	باغات	
۶۲۹	دولت باغ	۲۷۱
۶۳۰	قیصر باغ	۲۷۱
۶۳۱	باغ پوراج	۲۷۱
	بازار	
۶۳۲	خاص بازار	۲۷۱
۶۳۳	درگاہ بازار	۲۷۱
۶۳۴	سہیلی بازار	۲۷۱
۶۳۵	نیا بازار	۲۷۱
	تالاب	
۶۳۶	انا ساگر	۲۷۲
۶۳۷	تالاب بسلہ	۲۷۲
۶۳۸	تالاب پشکر	۲۷۲
۶۳۹	فائی ساگر	۲۷۲
۶۴۰	ڈگی	۲۷۲
۶۴۱	کاتن باولی	۲۷۳
۶۴۲	بھاٹ باولی	۲۷۳
۶۴۳	نور چشمہ جہانگیری	۲۷۳
۶۴۴	لوسر	۲۷۳
	محلے	۲۷۴
۶۴۵	اندر کوٹ	۲۷۴
۶۴۶	خادم محلہ	۲۷۴
۶۴۷	بالائے جھالرہ	۲۷۴
۶۴۸	لاکھن کوٹھری	۲۷۴
۶۴۹	کوڈا چوک	۲۷۴
	مزارات	

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۶۵۰	مقبرہ سید حسین خنگ سوار	۲۷۵
۶۵۱	گنج شہیدان	۲۷۷
۶۵۲	حرارات میرتاغان امیر ترغان شہیدان	۲۷۶
۶۵۳	مقبرہ عبداللہ خاں	۲۷۷
۶۵۴	پرانی سائر	۲۳۸
۶۵۵	درگاہ برہان الدین قتال	۲۷۸
۶۵۶	مزار روشن علی شاہ	۲۷۸
۶۵۷	مزار مدار شاہ مجذوب	۲۷۸
۶۵۸	مزار مدار شاہ	۲۷۸
	بزرگان دین کا چلہ	
۶۵۹	چلہ غریب نواز	۲۷۸
۶۶۰	چلہ حضرت قطب الدین صاحب	۲۷۹
۶۶۱	چلہ بی بی حافظ جمال	۲۷۹
۶۶۲	چلہ شادی دیو	۲۷۹
۶۶۳	چلہ حضرت غوث پاکؒ	۲۸۰
۶۶۴	چلہ بابا گنجشکرؒ	۲۸۰
۶۶۵	چلہ سالار غازی	۲۸۰
۶۶۶	چلہ شادار	۲۸۰
۶۶۷	چلہ عبداللہ بیابانی	۲۸۰
۶۶۸	چلہ ناتواں شاہ	۲۸۰
	مساجد	
۶۶۹	عیدگاہ	۲۸۱
۶۷۰	مسجد شمس الدین التمش	۲۸۱
۶۷۱	مسجد گیسو خاں	۲۸۲
۶۷۲	مسجد میابائی	۲۸۳
۶۷۴	ڈھائی بھانی مسجد	۲۸۳
۶۷۵	مسجد سرا	۲۸۳
۶۷۶	مسجد تلوک دئی	۲۸۳
	جدید عمارات	
۶۷۷	گورنمنٹ کالج	۲۸۳
۶۷۸	فری میسن لاج	۲۸۳
۶۷۹	مارکنڈن بہت	۲۸۴
۶۸۰	گھنٹہ گھر	۲۸۴
۶۸۱	سینٹرل جیل	۲۸۴
۶۸۲	یادگار ایڈورڈ ہفتم	۲۸۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	اجمیر کی بعض اسلامی تقاریب	
۶۸۵	محرم شریف	۸۵
۶۸۶	صفر المظفر	۸۵
۶۸۷	ربیع الاول	۸۵
۶۸۸	ربیع الثانی	۸۵
۶۸۹	جمادی الثانی	۸۵
۶۹۰	رجب المرجب	۸۶
۶۹۱	رمضان المبارک	۸۶
۶۹۲	قطعہ تاریخ سال آغاز تکمیل معین الارواح از مولوی مظہر جلیل شوق مرادآبادی	۸۶
۶۹۳	تقاریظ	۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

تاریخ ایک مستقل فن ہے۔ فخر و ترجیح کے موقوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے خواہ مخواہ بیان کرتے تھے۔ تفریح و گرمیٔ صحبت کے لئے پہلی لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ باپ دادا کی پرانی عادات و اسلام کی یادگاریں قائم رکھی جاتی تھیں اور یہی چیزیں تاریخ و تذکرہ کا سرمایہ ہیں۔ عرب میں بعض خاص باتیں ایسی پائی جاتی تھیں جن کو تاریخی سلسلہ سے تعلق تھا اور جو اور قوموں میں نہیں پائی جاتی تھیں مثلاً انساب کا چرچہ۔

بچہ بچہ اپنے اباؤ اجداد کے نام وغیرہ پشتوں تک محفوظ رکھتا تھا ؎

"فلاں ابن فلاں ہوں اس لئے پکا دلاور ہوں
تخیل ہے میرا خونین سمندر میں شناور ہوں"

عرب میں جب تمدن کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے تاریخی کیفیات وجود میں آئیں اسلام سے بہت قبل بادشاہان حیرہ نے تاریخی واقعات قلم بند کرائے۔ پانچویں صدی سے قبل قدما کا دور کہلاتا ہے اور پانچویں کے آغاز سے متاخرین کا دور شروع ہوتا ہے۔

متاخرین نے تاریخ کے ساتھ من حیث الفن کوئی احسان نہیں کیا متاخرین نے یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی قدیم تصنیف رکھ لی اور تغیر و اختصار کے ساتھ اس کا قالب بدل دیا۔

بہرحال "معین الارواح" کی تالیف کے لئے جو سرمایہ کام آسکتا تھا۔ وہ یہی قدما اور متاخرین کی تصنیفات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ و تذکرہ کے فن نے جو آج ترقی کی ہے اس کے لحاظ سے یہ بے بہا خزانے بھی چنداں کارآمد نہیں۔ جناب مصنف شیخ المشائخ۔ ولی کامل فرد اکمل۔ صاحب کشف و کرامات و خرق

عادات۔ سرآمد اولیا۔ حاجی الحرمین۔ واقف اسرار حقیقت جناب نواب خادم حسن صاحب اجمیری معینی گدڑی شاہی نے اپنی سعی و محنت تلاش و تجسس اور تبحر علمی سے واقعات جو پردۂ اخفا میں مستور تھے اُن کو معلوم کیا۔ یہ معلومات سرسری۔ سطحی۔ یا سُنی سُنائی نہیں ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ فن تاریخ کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے ایک بڑے مصنف نے تاریخ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا ہے اُن دونوں کے مجموعہ کا نام تاریخ" ہے ایک اور عالم نے تاریخ کی اس طرح تعریف کی ہے۔

"اُن حالات اور واقعات کا پتہ لگانا جس سے یہ دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گذشتہ زمانہ سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہو گیا ہے یعنی چونکہ یہ مسلّم ہے کہ آج دُنیا میں جو تمدن معاشرت خیالات موجود ہیں سب گذشتہ واقعات کے نتائج ہیں جو خواہ مخواہ اُن سے پیدا ہونے چاہئیں تھے۔ اس لئے ان گذشتہ واقعات کا پتہ لگانا اور اُن کو اس طرح ترتیب دینا جس سے ظاہر ہو کہ موجودہ واقعہ گذشتہ واقعات سے کیونکر پیدا ہوا اُس کا نام تاریخ" ہے

پس تاریخ کے لئے دو باتیں لازمی ہیں ایک یہ کہ جس عہد کا حال لکھا جائے اس زمانہ کے ہر قسم کے واقعات قلم بند کئے جائیں دوسرے یہ کہ تمام واقعات میں سبب اور مُسبّب کا سلسلہ تلاش کیا جائے۔ قدیم تاریخوں میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور اُس کے آئین مرتب کئے۔ لیکن اُس کو اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتا۔ مسلمان اس فن کی تدوین میں درجہ کمال کو پہونچ گئے تھے۔ تفتیش حالات و تحقیق مقالات میں مسلمانوں کی موشگافیاں و دقت نظر کو دُنیا کی دانشور قومیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ مسلمانوں کے علمی تنزل نے اُن کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ پھر اس کا خیال کرتے۔

ایک بڑا سبب جس کی وجہ سے یہ فن ناتمام رہا یہ ہے کہ تاریخ کے واقعات کو مختلف فنون سے

رابطہ ہوتا ہے۔ اور اگر مؤرخ ان تمام امور کا ماہر ہو تو واقعات کو علمی حیثیت سے دیکھ سکتا ہے ورنہ اس کی نظر سرسری اور سطحی ہوگی جیسی کہ ایک عامی کی ہو سکتی ہے۔

واقعات کی تحقیق و تنقید کے لئے روایات کے اصول سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے روایات کے اصول نہایت احتیاط سے مرتب کئے۔ چنانچہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ "خبروں میں اگر صرف روایات پر اعتبار کر لیا جائے۔ اور عادت کے اصول اور سیاست کے قواعد اور انسانی سوسائٹی کے اقتضا کا لحاظ اچھی طرح نہ کیا جائے اور غائب کو حاضر پر اور حال کو گذشتہ پر قیاس نہ کیا جائے تو اکثر لغزش ہوگی۔"

"معین الارواح" میں قدیم تاریخوں کے نقائص و سوانح کی خامیوں کی تلافی کی گئی ہے اب تک جو کتابیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مستقل حیثیت سے لکھی گئی ہیں۔ اُن میں ہر قسم کے ضروری واقعات نہیں ملتے۔ ان کتابوں کا طرز تحریر فلسفہ اور انشا پردازی سے مرکب ہے۔ لیکن درحقیقت تاریخ اور انشا پردازی کی حدیں بالکل جدا جدا ہیں۔ اِن دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ مؤرخ کو واقعہ نگاری کی حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔ اصل مؤرخ کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔ اس نے تاریخ میں شاعری سے کام نہیں لیا۔ وہ نہ ملک کا ہمدرد بنا نہ مذہب اور قوم کا طرفدار رہا۔ کسی واقعہ کے بیان کرنے میں مطلق یہ پتہ نہیں لگتا کہ وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور اس کا ذاتی اعتقاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات بڑی جامع الحیثیات اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے منفرد شان رکھتی ہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی رشد و ہدایت اور مخلوق کی خدمت میں گذاری۔ آپ کی مستند سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی۔ اس فریضہ کو جناب حاجی الحرمین نواب خادم حسن صاحب اجمیری معینی گدڑی شاہی نے نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اور **معین الارواح** کے نام سے اُن کی مبسوط سوانح عمری مرتب کی جو چھ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح مبارکہ" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" تیسرے میں "حلقۂ ارادت" چوتھے میں "آپکی درگاہ اور مراسم" پانچویں میں "آپ کے درباری" اور چھٹے میں "تاریخ اجمیر" درج ہیں۔

غرض خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے آپ کی سوانح مقدسہ ذات حالات عادات وخصائل۔ اشغال زندگی اور مذہبی خدمات کافی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات یعنی وہ مختلف تاریخی واقعات۔ مذہبی عقائد وخیالات۔ صوفیانہ و درویشانہ لطائف ونکات اور دوسرے مختلف النوع معلومات بھی بہم پہونچائے گئے ہیں۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ ملت کی زندگی کے لئے ایک نیا پیام لاتا تھا۔ وہ توحید خالص کے پرستار۔ دین کامل کے علمبردار۔ اور تجدید ملت کے طلبگار تھے۔ اُن کے رونگٹے رونگٹے میں رسولہ انام علیہ السلام کا عشق پیوست تھا آپ نے ہند میں اسلام پھیلانے کا جو خواب دیکھا تھا اُس کی تعبیر ہی کا آج یہ نتیجہ ہے کہ اتنی تعداد میں مسلمان یہاں نظر آتے ہیں۔

بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ "معین الارواح" ایک ایسی تصنیف ہے جو محض سوانح سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ ہند میں اسلام کی تاریخ ہے۔ وہ یقیناً ایک درسی کتاب کا کام دے گی۔ وہ مصنف کے جذبات وعقیدت کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو لفظوں سے کھینچی گئی ہے کتاب اُس عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کی ذات والا صفات اپنے جمال جہاں آرا سے دُنیا کو نورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہوں کہ ایسی کتاب کا دیباچہ لکھوں جو نہ صرف اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے دیرپا ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔

اُن خصائل کا ذکر عجب پیرائے میں کیا گیا ہے جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کا جزو تھیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت قندوزی مجذوبؒ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاکؒ سے پہلی ملاقات۔ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاکؒ سے دوسری ملاقات۔ بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں درود ہندوستان سفر حرمین شریف۔ پیر و مرشد سے تبرکات معنوی اور خرقۂ خلافت پانا۔ درود بغداد شریف اور قطب صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کا داخل سلسلہ ہونا۔ شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح دربار غریب نواز رحمۃ اللہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی۔ سفر دہلی بار اوّل

دویم بعہد سلطان شمس الدین التمش۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے حضرت خواجہ عثمان مکی ہروی قدس سرہٗ کا دہلی تشریف لانا۔ ان تمام و دیگر واقعات مضمرات و متعلقات کو جواب تک شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ بلا تحقیق و تدوین لکھے گئے تھے۔ مخدومی حضرات نواب خادم حسن صاحب زبیری معینی گدڑی شاہی نے اختصار مگر مورخانہ شان اور محققانہ آن بان کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان تشریف لانے کے حالات جو چند سطور سے زیادہ کتابوں میں نہ ملتے تھے۔ یہاں دلکش پیرائے میں اجمالی طور پر سنین و مستند کتب کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات کا جو مقابلہ کیا وہ حالات معنی خیز طریق سے لکھے گئے ہیں۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ ہندوستان تشریف لائے تو اُن کے ساتھ نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی فوج تھی۔ بغیر تیر و کمان اور تیغ و تفنگ کے آپ نے ہندوستان فتح کیا ؎

نہ اُن کے ساتھ خیمے تھے نہ سامانِ رسد کوئی
نہ اُن کی پشت پر تھا جز خدا بہرِ مدد کوئی"

اور ؎

نہ زرہیں تھیں نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں
فقط خاموش تسبیحیں تھی۔ فقط پُرجوش تکبیریں

اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیات یہ بھی ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ طیبات کے ساتھ ہی ساتھ ایک علیحدہ حصہ میں اُن صوفیائے کرام و عقیدتمندان کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو یا تو ترک وطن کر کے اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے اور یا جن کو دربار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر و بیشتر حاضری کا شرف رہا ؎

یہی در ہے جہاں شاہانِ دُنیا سر جھکاتے ہیں
سوالی بنکے آتے ہیں۔ مرادیں لیکے جاتے ہیں

یہ کتاب برادر کشی۔ عناد پرور اور کشیدگی کے دور میں ستمبر ۱۹۴۲ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت

میں کچھ احباب کے اصرار پر کچھ اہل محبت کی ہمدردانہ روش سے متاثر ہو کر کچھ جذبات سے مجبور ہو کر لکھی گئی۔ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب داخلی حالات و ہنگامۂ شورش نے حاجی الحرمین۔ جامع علوم ظاہری منبع فیوض باطنی جناب نواب خادم حسن صاحب کو اجمیر شریف سے دور رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جناب قبلہ گاہی صاحب مدظلہٗ عالی کی تو یہ آرزو ہے کہ دیار یار میں خدمت یار کرتے رہیں اور وہیں پیوستۂ حق ہوں چنانچہ اس آرزو کو آپ نے خود ایک شعر میں اس طرح ادا کیا ہے ؎

"خواجہ نہ رکھنا دور تو خادم کی نعش کو
مٹی اِسے نصیب ہو تیرے دیار کی

مخدوم مخدیان جناب مصنف کو تو گدائے کوئے جاناں بننے اور رہنے میں فخر ہے لیکن رہنے یا نہ رہنے دینا بھی تو محبوب کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس لئے آپ خود ایک شعر میں ملتجی ہیں کہ ؎

"مجھے اپنے گداؤں میں پڑا رہنے دے یا خواجہ
گدائی تیرے کوچہ کی ہے بہتر بادشاہی سے

محبوب کی یاد نے آ ستایا۔ دل بھر آیا۔ کلیجہ منہ کو آیا۔ جدائی شاقہ نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ "معین الارواح" کا وجود عالم میں آیا۔ علاوہ ازیں اُن کو اس بات کا بھی خوب احساس تھا کہ ؎

"گئی دنیا سے آقائی محمدؐ کے غلاموں کی
بھلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کارناموں کی"

پس انہوں نے چاہا ؎

"سناؤں ان کو ایسے ولولہ انگیز افسانے
کرے تائید جس کی عقل بھی تاریخ بھی مانے"

اور ؎

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

جب لکھنے بیٹھے تو گنے چنے تذکرے سامنے آئے جن میں روایات کی تلبیس واقعات کی تنقید اور اخبار دمنین کی تحقیق کی مطلق کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن عارفانہ تجلیات نے ان کو خوب بتا دیا تھا کہ ؎

یہ دنیاوی وسائل کی طلب ہی کوئی حیلہ ہے
خدا پر رکھ نظر غافل خدا تیرا وسیلہ ہے

پس ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نیز محبت۔ عقیدت و جذبۂ خدمت نے اپنا کام کیا اور وہ کام جو بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کے واسطے علمی استعداد۔ تسلم میں زور خداداد روشن دماغی۔ وسعت خیال۔ وضاحت بیان صحبت صافی۔ تہیۂ سامان اور سب سے بڑھ کر وجاہت صوری نیابت معنوی کی ضرورت تھی۔ بحمداللہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا چند ماہ میں برسوں کا کام ختم ہو گیا۔

اس کے لکھنے میں مخدوم مکرم جناب چچا میاں دام مجدکم کو جو محنت شاقہ اٹھانی پڑی ہو گی وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے ؎

مری دنیا کا سرمایہ ہے عقبیٰ
بڑی تنخواہ کا مزدور ہوں میں

مجھے اُمید ہے کہ "معین الارواح" کا خیر مقدم خواص اور عوام میں پُرجوش ہو گا البتہ ان لوگوں کو میں سراپا معذور سمجھتا ہوں جنکی چشم خرد پر تعصب کی عینک چڑھی ہوئی ہے۔

اس کتاب سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جامع صفات اور مقبول شخصیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس طرح مختلف بلکہ متضاد جماعتوں میں

یکساں مقبول تھے۔
اُمید ہے کہ آپ کی مقبولیت کی طرح آپ کے سوانح حیات کو بھی قبول عام حاصل ہوگا

گل افشاں

مراد آباد
مورخہ ۵ مارچ ۱۹۴۸ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

ظہور الحسن شارب

ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی ڈائرکٹر اورینٹیل ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس

معروضہ

عرصہ سے احباب کا بار بار تقاضہ تھا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مرتب کروں مگر انہیں برابر یہ جواب دیتا رہا کہ سلطان الہند کے سوانح حیات تقریباً سیکڑوں کی تعداد میں ابتک لکھے جا چکے ہیں اور کوئی بات چھوڑی نہیں گئی ہے اب اس بابت میں میرا قلم اٹھانا بے سود ہے آخر ستمبر ۱۹۴۷ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت احباب کے اصرار اور اہل محبت کی ہمدردانہ روش نے ترغیب دی کہ یہ سعادت حاصل کروں مگر جب لکھنے بیٹھا تو وہی گنے چنے حالات سامنے آئے اور وہ بھی بکثرت اختلافات روایات کیساتھ ان متضاد بیانات نے بشکل چیستان نمودار ہو کر ہمت پست کر دی خیال ہوا کہ اب لکھوں تو کیا لکھوں کس کو غلط بتاؤں کس کو صحیح سمجھوں مگر غریب نواز کے تصرفات باطنی نے دستگیری فرمائی اور تاریخی اختلافات کے وہ فیصلے ذہن میں آئے جو ابتک کسی تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے تھے اب انکی تائید کا سوال پیدا ہوا آخر معتبر کتابوں نے اس انتقال ذہنی کی تائید فرما کر ہمت افزائی کی بالخصوص غریب نواز کے مرتبہ رسالہ کنجل اسرار المعروف بہ گنج الاسرار کے قلمی نسخہ نے میری بہت مشکلات حل کر دیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے حضور غریب نواز کی ملاقات۔ غریب نواز کے ورود ہند کے مختلف پتے۔ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی ہندوستان میں تشریف آوری۔ آنحضرت کی خدمت میں غریب نواز کی باریابی کا زمانہ۔ اور دیگر اختلافی امور ایک معمہ بنے ہوئے تھے۔ اور اس معمہ پر چونکہ بہ تعداد کثیر مؤرخین نے طبع آزمائی کر کے مختلف حل پیش کئے ہیں اس لئے یہ تمام حل ملکر بمصداق ؎ شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا۔ معمہ کی صحیح تعبیر ہونے کے بجائے خود معمہ در معمہ بن گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے حالات زندگی بجائے ظاہر ہونیکے اور زیادہ حجاب عظیم میں کنز مخفی کیطرح پردہ پوش ہو گئے اور اختلافات کے انبار نے ناظرین کو کسی صحیح نتیجہ پر آجتک نہیں پہنچنے دیا۔ مگر الحمد للہ کہ ان پریشان کن دیرینہ اختلافات کے فیصلے کیلئے معتبر کتب نے ایسے ثبوت فراہم کئے جنکے بعد کسی شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اولیا اللہ کے حالات مؤرخانہ طور پر مرتب نہ ہونیکے وجوہات اولیاء اللہ کا متبرک گروہ بخشندۂ تاج و تخت ہے نہ کہ حریص سلطنت

دنیاوی اس لئے ان مقدس حضرات کی حالات زندگی ملک گیری و جنگی کشت و خون سے مبرا ہیں نہ انمیں کہیں کسی ملک پر سلاطین کی طرح لشکر کشی کا واقعہ ہے نہ کسی اقلیم ظاہر کو فتح کرکے حکمراں بننے کا ذکر نہ ہزاروں بندگان خدا کے قتل کرنیکی حکایت میدان رزم کے خونین کارنامے نہ بزم نشاط کی پرلطف داستانیں انہیں وجوہات سے مؤرخین سنہ داران مقدس حضرات کے متبرک حالات لکھنے کے سلسلہ میں ضخیم کتابیں مرتب کرنے سے معذور رہے اور قتل و غارتگری کی طولانی داستان نہ پاکر طویل طور پر خامہ فرسائی نکر سکے اور جس طرح ایک ایک بادشاہ کے حالات میں ایک ایک دفتر لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا اس طرح اس مسکین صلح کل۔ متوکل۔ قانع تارک الدنیا طبقہ میں سے کسی کے حالات میں ضخیم کتاب نہ لکھ سکے بلکہ انہیں بحیثیت مورخ مجبوراً صرف حال و ولادت سال وفات اور کسی خاص واقعہ کی تاریخ یا سنہ لکھنے پر اکتفا کرنا پڑا

ان ملفوظات کی خصوصیات لہذا سنین ہونیکی وجہ سے اولیاء اللہ کے تذکرے زیادہ تر بشکل حکایات نظر آتے ہیں نہ کہ مورخانہ سوانح حیات۔ چنانچہ حضور غریب نوازؒ کے تذکروں (جو اسوقت کم و بیش ایک ہزار کی تعداد میں ہونگے) میں بھی سنہ ولادت۔ وفات۔ ورود ہند کے علاوہ کسی اور واقعہ کا سنہ مشکل سے دستیاب ہوسکیگا۔

لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمنے ایسی تاریخی گتھیاں جو سنین لکھنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں سلجھا کر قریب قریب ہر اہم واقعہ کا سنہ وقوع پیش کیا ہے اور ان سنین کی مطابقت صرف غریب نوازؒ کے متبرک حالات زندگی و روایات تک محدود نہیں بلکہ اس ذیل میں حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کا سنہ ولادت بھی جو اب تک پردۂ راز میں تھا برآمد ہوگیا نیز موصوف کے صحیح سنہ مریدی نے دستیاب ہوکر ان روایات کو جو اب تک تاریخی تطابق نہ ہونیکی وجہ سے معمہ بنی ہوئی تھیں صاف طور پر ظاہر کردیا ان انکشافات اور بعض پرانی مستند کتابوں کے قلمی نسخوں کی دستیابی نے قریب قریب تمام تاریخی گتھیاں سلجھادیں اور اس تذکرہ کو وہ مایہ ناز خصوصیت حاصل ہوئی جو اب تک غریب نوازؒ کے کسی تذکرہ میں نظر نہ آتی تھی یعنی ہر واقعہ سنین کیساتھ نظر آنے لگا۔

تقسیم ابواب ہم نے ان ملفوظات کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح حیات" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" سویم میں "آپکی درگا اور مراسم" حصہ چہارم میں "آپ کا حلقۂ ارادت" اور حصہ پنجم میں آپکے درباری اور خلفاء کے تاریخی حالات درج کئے گئے ہیں اور ایک نقشہ بھی قریب قریب ہر متعلقہ محل وقوع ظاہر کرنیکے لئے شروع کتاب میں لگایا گیا ہے تاکہ تاریخی معلومات کیساتھ ساتھ جغرافیائی سیر بھی ہوتی جائے۔

شکریہ و دعائے خیر غریب نواز کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ازراہ شفقت بے پایاں و کرم بیکراں اس ناکارہ خادم کو اپنی اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی کا شرف عطا فرمایا۔

جن عزیزان قلبی نے مسودات نقل کرنے مجھے بے سروسامان مسافر کیلئے کتابیں فراہم کرنے اور بعض اجمیر سے متعلق معلومات بہم پہونچانے میں سہولیت پہونچائی ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ بالخصوص عزیزی محمد حسن مراد آبادی (جن کے والد سے میرے والد کے مراسم تھے) امین الدین اکبر آبادی مولانا عبدالشکور اکبر آبادی۔ وہاب الدین اکبر آبادی۔ مولانا اخلاق احمد اکبر آبادی حبیب اللہ خاں اکبر آبادی حافظ نور محمد اکبر آبادی۔ ممتاز محمد اکبر آبادی ثم اجمیری۔ گگی شاہ اجمیری اور مولانا نیظر بخش اجمیری کے لئے بندو بوسیلہ غریب نواز بدربار ایزدی دین و دنیا میں بہتری کی التجا کرتا ہے۔

معذرت اگر صاحبان فن تاریخ کسی صحیح ترمیم کی طرف توجہ دلائیں گے تو وہ شکریہ کیساتھ قابل قبول ہوگی۔ اس مسافرت بے سروسامانی کی حالت میں حسب دیں کتابیں دستیاب ہوسکیں جن سے تذکرہ تیار کیا گیا۔ مگر بعض کتابیں جنکی ضرورت محسوس ہوئی مگر دستیاب نہ ہوسکیں۔ ممکن تھا اُن کے ملنے پر یہ تذکرہ اور زیادہ مشرح اور مفصل ہو جاتا تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

فہرست کتب جو دستیاب ہوئیں "مسالک السالکین"۔ سیر الاقطاب۔ انیس الارواح نفحات الانس۔ دلیل العارفین انوار العارفین۔ فوائد السالکین۔ خزینۃ الاصفیا۔ راحت القلوب۔ فوائد الفواید۔ تذکرۃ الاولیا۔ تذکرۃ الاولیاء ہند۔ تاریخ سلف عطائے رسول۔ اہتاب اجمیر۔ کامل سوانح عمری۔ خواجہ غریب نواز۔ تاریخ فرشتہ۔ منتخب التواریخ۔ روضۃ الاحباب۔ کامل و مکمل سوانحعمری غریب نواز۔ جواہر فریدی۔ احسن السیر۔ وقایع شاہ معین الدین چشتی اخبار الاخیار۔ کنجل اسرار۔ طبقات ناصری

فہرست کتب جو دستیاب نہ ہوسکیں تاج المآثر۔ تاریخ جلال۔ افضل الفواید۔ خیر المجالس۔ مونس الارواح۔ تاریخ نظامی معین الاولیا۔ اقتباس الانوار۔ مراۃ الاسرار۔ سیر المشائخ۔ تذکرۃ العاشقین۔ مخبر الواصلین۔ تواریخ فیروز شاہی۔ اکبر نامہ تواریخ پرتھوی راج۔ تواریخ بہادر شاہی۔ سیر العارفین۔

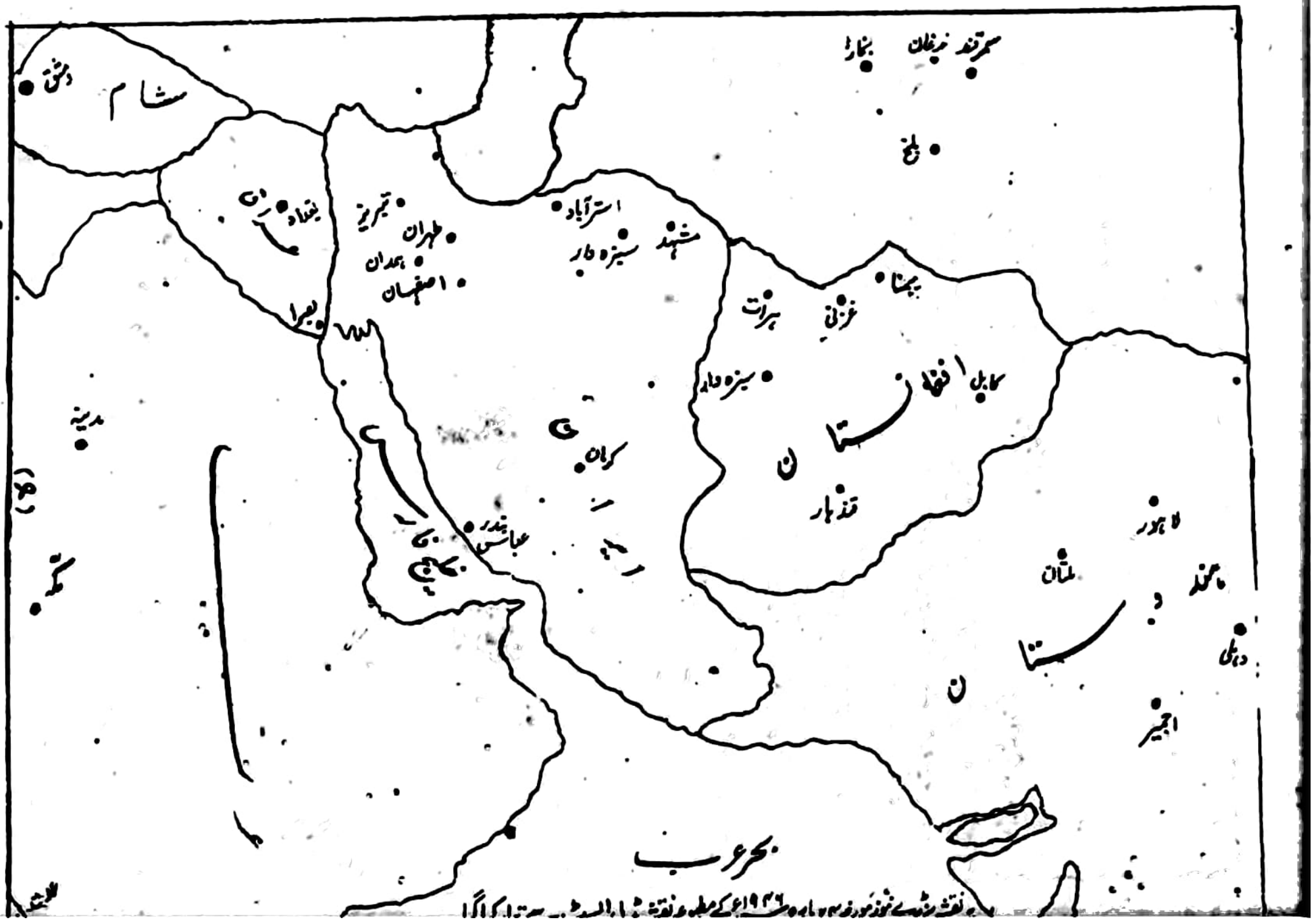
معجزۂ قرآنی غریب نواز کی سوانح حیات مکمل ہو جانیکے دن بتاریخ ۲۱ ذالحجہ ۱۳۶۶ھ بروز چہارشنبہ (شب پنجشنبہ) خیال ہوا کہ سرورق پر لکھنے کیلئے کوئی آیۃ شریفہ کلام ربانی میں سے منتخب کی جائے۔

حیات اللہ نے عزیزی کرم علیخاں سلمہٗ کا کلام مجید لاکر دیا کھولتے ہی یہ آیۃ جو سرورق پر لکھی گئی ہے برآمد ہوئی۔ آیۃ شریفہ محمد وسیم شاہ صاحب قادری جاؤردی نے دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ تو تصدیق غیبی ہے جو رحمت کاملہ سے اس کتاب کے مستند اور مفصل ہونیکے متعلق کی گئی ہے۔ چنانچہ اس آیۃ مبارکہ کے پیش نظر ملفوظات ہذا کے مستند اور مفصل ہونیکے باب میں تسکین قلبی ہوگئی۔

محمد خادم حسن قاضوی گدڑی شاہی مراد آبادی ثم الاجمیری

مقیم

تاج البلاد اکبر آباد۔ خانقاہ عثمانیہ


سمرقند
بخارا
بلخ
دمشق
شام
بغداد
تبریز
طہران
ہمدان
اصفہان
بصرا
استرآباد
مشہد
سبزہ وار
ہرات
غزنی
پشنا
کابل
افغانستان
سبزہ وار
مدینہ
کرمان
قندہار
عباسی بندر
بحر عرب
مکہ
لاہور
ملتان
دہلی
اجمیر

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

کتاب جسکے دلائل (آیات) مضبوط ہیں اور پھر مفصل بیان کئے گئے ہیں)

ایک حکمت والے خبردار کیطرف سے

سورۂ مبارکہ

حصّہ اول

معہ

جدید تاریخی انکشافات

خواجہ کے

حلقہ بگوش کی دعا بدرگاہ قاضی الحاجات

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم

آج سے سات سو سال پہلے تو نے اپنے حبیب کی مقدس پیشانی پر

ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ

کی مبارک مہر ثبت کی تھی اُس محبوب کے یہ ملفوظات بواسطہ رحمۃ اللعالمین تیرے دربار کریمانہ میں یہ حقیر فقیر بندۂ درگاہ محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی قاضوی پیش کر کے ملتجی ہے کہ شرف قبولیت سے قلب متمنی کو سرفراز فرما۔

اور اے مسبب الاسباب

تیرے سامنے یہ خاکپائے درویشاں دست بدعا ہے کہ جو اہل حاجت میرے آقا میرے مولا حضور غریب نواز کے عالم نواز سوانح کا یہ مجموعہ پڑھکر ہند النبی کی روح پر فتوح کو فاتحہ خیر سے یاد کریں اُن سب کے دینی و دنیاوی جائز مقاصد پورے کر کے دامن مراد اکرام مصطفوی اور فیوض معینی سے پُر کر دے۔

معروضہ مورخہ
۱۷ ذیقعد سنہ ۱۳۶۶ ہجری
مطابق
۳ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ عیسوی یوم جمعہ

سائل بینوا
محمد خادم حسن زبیری گدڑی شاہی قاضوی مرادآبادی
ثم اجمیری و مقیم تاج البلاد اکبرآباد
خانقاہ عثمانیہ۔ گدڑی منصور خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

آپ کے خاندانی حالات

آپ کے جد امجد سید حسن رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے عباسیہ کے مظالم سے تنگ آکر ترک وطن کیا اور سرمن رائے (یعنی سامرہ[۵۱] یا عسکر جو عراق میں ہے) سے ہجرت کرکے سنجر میں اقامت اختیار فرمائی۔ یہیں حضرت خواجہ غیاث الدین حسنؒ (پدر غریب نواز) کی ولادت شریف ہوئی اور آپ نے اپنے والدین کے سایۂ میں پرورش پائی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے آپ (غریب نواز) کے والد صرف عالم و فاضل ہی نہ تھے بلکہ ولی کامل بھی تھے۔ مشائخین خراسان میں عالی مرتبت تھے فقر کے ساتھ ساتھ صاحب دولت و ثروت[۵۲] بھی تھے۔ آپ کا مزار مقدس[۵۳] بغداد شریف میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

غریب نواز کی والدہ ماجدہ محترمہ کا اسم مبارک بی بی ماہ نور المعروف بہ ام الورع رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ حضرت داؤد بن عبداللہ الجنبلی کی صاحبزادی[۵۴] ہیں۔ آپکی جائے ولادت بلدۂ اصفہان[۵۵] ہے حضور خواجہ غریب نواز

---

[۵۱] سوانح محرقہ [۵۲] سیر الاقطاب و مسالک السالکین وغیرہ [۵۳] آپ کے مزار مقدس کی مولف نے ۱۹۲۵ء میں خود زیارت کی ہے۔ ایک حجرہ میں بیرون شہر واقع ہے وہاں ایک مجاور بھی رہتا ہے حجرہ بہت پرانا ہوگیا ہے اور مزار شریف پر چادر بھی بہت پرانی چڑھی ہوئی تھی۔ شکیلہ خاتون سلمہٗ برادر نسبتی کی نو سالہ بچی جو ہم سفر تھی مزار مقدس کی پرانی چادر دیکھ کر مجھ سے کہنے لگی "ابا یہ تو بڑی پرانی چادر ہے ہم تو خواجہ پیا کے والد کے مزار پر اپنی ڈوپٹیا کی چادر چڑھائیں گے اور تم حجرہ بھی نیا اچھا بنوانا" (ب) ممکن ہے یہ مقام بغداد شریف میں دروازہ شام کے نام سے مشہور ہو [۵۴] مسالک السالکین [۵۵] خزینۃ الاصفیا۔

دو حقیقی[1] بھائی تھے۔

حضور غوث پاک سے آپکا رشتہ قرابت

غریب نواز کے شجرہ مادری مندرجہ "مسالک السالکین" اور حضور غوث پاک کے شجرہ پدری مرقومہ "مرأۃ الانساب" کے بموجب حضور غوث پاک حضرت عبداللہ الحنبلی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضرت عبداللہ الحنبلی کی پوتی ہیں۔ مگر دونوں کے والد آپس میں حقیقی بھائی ہیں یعنی حضور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضور غوث پاک کی چچازاد بہن ہیں اور اس رشتہ سے حضور غریب نواز غوث پاک کے بھانجے ہیں۔

بغداد شریف میں بروایت زبانی مشہور ہے کہ حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اس رشتہ کے پیش نظر حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک کی مائیں آپس میں بہنیں ہیں۔ مگر اس کی تصدیق کسی کتاب سے نہیں ہوئی[2]۔

آپکا نسب نامہ مدنی

آپ کا نسب بارہ واسطوں سے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے بلحاظ شجرۂ پدری آپ سادات حسینی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین حسنؒ۔ غیاث الدین حسنؒ بن خواجہ کمال الدینؒ بن سید احمد حسینؒ بن سید نجم الدین طاہرؒ بن سید عبدالعزیزؒ بن سید ابراہیمؒ بن سید ادریسؒ[3] بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظمؒ بن سیدنا حضرت امام صادقؒ بن سیدنا حضرت امام باقرؒ بن سیدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ (مرأۃ الانساب)

---

[1] تذکرۃ الاولیائے ہند ۵۲ ۱۹۳۵ء میں مولف حاضر بغداد شریف ہوا اس وقت ایسا علم میں آیا ۵۳ کتاب مسالک السالکین

[2] سید ادریسؒ بن سیدنا موسیٰ کاظمؒ کی بجائے امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظمؒ کا اسم گرامی درج ہے۔

آپکا نسب نامہ مادری آپ کا نسب مادری حسب "مرۃ الانساب" گیارہ واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام ابن شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے آپ بلحاظ شجرہ مادری سادات حسنی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ بی بی ام الورع الموسومہ بہ بی بی ماہ نور ملقب بہ بی بی خانم (والدہ محترمہ غریب نواز) بنت سید داؤدؒ بن سید عبداللہ[۱] الحنبلی بن سید نا یحییٰ[۲] زاہدؒ بن سید نا محمدؒ بن سید نا داؤدؒ بن سید نا موسیٰ ثانیؒ بن سید نا عبداللہ ثانیؒ بن سید نا موسیٰ جونؒ بن سید نا عبداللہ محضؒ بن سید نا حسن مثنیٰ بن سید نا امام حسن علیہ السلام ابن شاہ ولایت سید نا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کی ولادت متبرکہ سنہ ۵۳۰ھ جس طرح لوگوں نے ذات صمدیت کے اوّل و آخر کے تجسس میں سرگرداں رہ کر طرح طرح کی روایات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح مورخین نے حضور غریب نواز کے عالم اجسام میں تشریف فرما ہونیکے سنین میں مختلف روایات کا ایک خاصہ مجموعہ پیش کیا ہے یہ تو خدا ہی جانے کہ انمیں صحیح سنہ ولادت کا پتہ لگ سکا یا نہیں۔ البتہ مختلف سنین کی متعدد روایات ضرور پیدا ہو گئیں۔

حالانکہ یہ لازمی ہے کہ سنہ ولادت تو صرف ایک ہی ہوگا۔ مگر مرقومہ سنین ۵۲۷ھ ۵۳۰ھ ۵۳۳ھ ۵۳۶ھ و ۵۳۷ھ ہیں ان میں سے صحیح سنہ برآمد کرنا آسان کام نہیں۔

اگرچہ اکثر مورخین نے سنہ ولادت ۵۳۷ھ لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک ۵۳۰ھ اور ۵۲۷ھ سے زیادہ روایات کی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک آپکی ولادت کے یہی دو سنہ ہو سکتے ہیں۔

ہر دو سنین پر غور کرنیکے بعد آخر ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ ۵۳۰ھ قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ صرف یہ سنہ

---

[۱] سید نا عبداللہ الحنبلی بی بی ماہ نور (والدہ ماجدہ غریب نواز) اور حضور غوث پاک کے بموجب کتب "مسالک السالکین" و "مرۃ الانساب" جد ہیں

[۲] مسالک السالکین میں سید نا یحییٰ زاہد کے بعد اسطرح درج ہے سید نا یحییٰ زاہد بن سید نا مورثؒ بن سید نا داؤدؒ بن سید موسیٰ جون۔

خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کے وصال (بموجب مسالک السالکین ۵۲۷ھ میں ہوا) کے تین سال بعد آپ (غریب نواز) کی ولادت ہونے کی روایۃ مندرجہ تاریخ السلف سے مطابقت کرتی ہے۔ پس بہزار جاہ وجلال خواجہ خواجگان قطب دوران فخر ہندوستان۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہٗ نے ۵۳۰ھ میں بمقام سنجستان[۵۱] نزول اجلال[۵۲] فرمایا۔

آپکا اسم گرامی معین الدین حسن (چشتی سنجری اجمیری قدس سرہٗ العزیز) ہے۔

آپکے خطابات ہند النبی[۵۳]۔ ہند الولی۔ خواجہ۔ خواجہ بزرگ۔ غریب نواز۔ سلطان الہند۔ معین الحق قطب المشائخ۔ معین الملت۔ رحمت ہند خواجہ غریب نواز۔ حبیب اللہ نائب رسول فی الہند۔

آپکے القابات سلطان العارفین۔ وارث الانبیا والمرسلین۔ قطب الاقطاب دوران محب الاولیائے زماں۔ امام شریعت والطریقت۔ مخزن معرفت والحقیقت مقتدائے ارباب دین۔ پیشوائے اصحاب الیقین۔ صاحب اسرار مہبط انوار۔ عالم علوم ظاہری وباطنی۔ واقف رموز صوری ومعنوی قدوۃ السالکین۔ برہان الواصلین۔ پناہ بیکساں۔ قدوۃ الاولیا۔ برہان الاصفیا۔ تاج المقربین سید العابدین۔ امام العاشقین۔

آپ کا عہد اوائل اور ملکی حالات آپ کے عہد اوائل میں ملک فتنہ وفساد کا مرکز بنا ہوا تھا خراسان کا بادشاہ سلطان سنجر (جو دولت سلجوقیہ کی یادگار تھا) کے خلاف خطائی تاتاریوں کا گروہ بہت جوش وخروش میں کھڑا ہو کر تخت وتاراج کرنے لگا سلطان سنجر اس فتنہ کی تاب نہ لاسکا یہی وہ علاقہ تھا جس میں ایک طرف تاتاریوں کے مظالم برپا تھے اور دوسری طرف ملاحدہ عقائد اسلام

---

۵۱ (الف) حسب "احسن السیر" یہ مقام بلاد غور سے ہے (ب) حسب مسالک السالکین سنجستان مغرب سیستان کا ہے اور اس کا مخفف بفتح سین وسکون جیم وزائے معجمہ ہے۔ مگر مولف نے یہاں عام طور سے سنجر بولتے سنا ہے ۵۲ بعض حال کے تذکروں میں آپکی ولادت ۱۴ جمادی الثانی اور ۱۴ رجب بروز دوشنبہ لکھی ہے۔ مگر اسکی کسی پرانے تذکرہ سے تصدیق نہیں ہوئی۔ مولف
۵۳ "خزینۃ الاصفیا"۔ "مسالک السالکین"

کے خلاف ارتداد و کفر پھیلا رہے تھے تاتاری علاقہ خراسان میں حملہ آور ہوئے۔ بلاد طوس۔ مشہد مقدس نیشاپور برباد کیا عورتوں کی بے عزتی کی لڑکی لڑکوں کو غلام بنایا۔ مساجد تباہ و برباد کر دیں۔ اسقدر قتل عام کیا کہ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ علماء و فقہا تک اس غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ محمد بن یحییٰ فقیہہ جو علم و فضل میں مرجع عالم تھے اور جن کے پاس صدہا شاگردوں کا مجمع رہتا تھا اس فتنہ میں شہید ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالصمدؒ نیشاپوری (جو بڑے فقیہہ اور عابد و زاہد تھے جن کے پاس سلطان سنجر حسن عقیدت سے حاضر رہتا تھا) نے بھی جام شہادت نوش فرمایا امام قشیری کے نواسے حضرت احمد بن حسینؒ کاتب ابو برکات فرادی امام علی صباغؒ اور بہت سے علماء و مشائخ و عباد و زہاد بیدردی سے شہید کئے گئے (ماہتاب اجمیر)

آپ کے والد کا وصال

آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات پائی اسوقت حضور غریب نوازؒ کی عمر پندرہ[1] سال کی تھی۔ آپ کے تین لڑکے تھے ترکہ پدری میں سے حضور غریب نواز کے حصہ میں ایک پن چکی اور ایک باغ آیا۔ اس سے آپ اوقات بسر فرماتے تھے۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

حضرت ابراہیم قندوزی مجذوب سے ملاقات ۵۴۵ھ

ایک دن آپ اپنے باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوزیؒ کا وہاں گذر ہوا۔ حضرت خواجہ نے ان کو نہایت عزت کیساتھ بٹھایا۔ اور خوشۂ انگور سے انکی تواضع کی۔ مجذوب بہت خوش ہوئے۔ اپنی بغل سے ایک کھل کا ٹکڑا نکالا۔ اور دانت سے کتر کر حضرت خواجہؒ کو دیا۔ اس کے کھانے کے بعد آپ کا دل دنیائے دنی سے متنفر ہو گیا۔ آپ نے باغ اور چکی فروخت کر کے قیمت موصولہ فقراء میں تقسیم کر دی (ماخوذ از مسالک السالکین)

۵۴۵ھ لغایۃ ۵۵۴ھ تحصیل علم ظاہر

ازاں بعد آپ نے سمرقند و بخارا کا سفر اختیار فرمایا۔ یہاں آپ نے علوم ظاہر تحصیل کئے۔ اور قرآن شریف حفظ کیا۔ (از مسالک السالکین)

آپ شاگرد مولانا حسام الدین بخاریؒ مولانا شرف الدین (صاحب شرع الاسلام) کے ہیں۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیا و تاریخ فرشتہ)

---

[1] صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے آپ کے والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف گیارہ یا چودہ لکھی ہے۔

صاحب "مسالک السالکین" نے مدت تحصیل علم چوبیس[۲۴] یا چونتیس[۳۴] برس لکھی ہے مگر ہماری رائے میں ایک ہونہار نوجوان اتنی مدت تک تحصیل علم میں مصروف رہنا قرین قیاس نہیں ہے اس لئے اغلب ہے کہ چوبیس[۲۴] یا پچیس سال کی عمر تک تحصیل علم میں مصروف رہے۔ مؤلف

پہلی بار ملاقات حضور غوث پاک سے

حضور غوث پاک سے ملاقات ہونے نہ ہونے کے متعلق مابین مورخین ایک معرکۃ الآرا بحث عرصہ سے چھڑی ہوئی ہے مگر ہمیں "سیر الاقطاب" و "مسالک السالکین" کے اس بیان سے اتفاق ہے کہ ملاقات حضور غوث پاک سے دو مرتبہ ہوئی اور حسب آرائش[۵۲] محفل پہلی ملاقات اسوقت ہوئی ہے جب آپ کی عمر بیس[۲۰] سال کی تھی حسب "سیر الاقطاب" قصبہ جبل[۵۳] میں ہوئی۔ جبکہ آپ کا ابتدائی زمانہ تھا نیز حسب "انیس الانواز" دوسری ملاقات اسوقت جیلان میں ہوئی جب آپ (بار اول) ہندوستان تشریف لے جا رہے تھے۔

مگر ہماری رائے میں "آرائش محفل" کے اس بیان کے پیش نظر کہ آپ بیس[۲۰] سال کی عمر میں حضور غوث پاک سے ملے ہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ آپ نے حضور خواجہ عثمان ہرونیؒ اور شیخ نجم الدین سے حضور غوث پاک کی خدمت میں بار اول حاضر ہونیکے بعد ملاقات کی ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے پہلی ملاقات کا زمانہ تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان ایام میں آپ کا حضور خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت بابرکت میں ڈھائی سال کا عرصہ رہنا قرین قیاس نہیں (مولف)

پس بزمانہ تحصیل علم بیس[۲۰] سال کی عمر میں آپ اپنے ماموں حضور غوث الاعظم غلام محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ یہ حاضری قصبہ جبل میں ہوئی۔ اس موقع پر آپ پانچ مہینے سات دن تک حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر رہے۔ غوث پاک نے آپ کو اس ابتدائی حال میں دیکھ کر

---

۵۱ اصحاب اجمیر میں بھی آپ کا چوبیس[۲۴] سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہونا لکھا ہے ۵۲ تاریخی تذکرہ ہے ۵۳ جبل کوہ جودی کے دامن میں آباد ہے۔ بغداد شریف سے اس کا فاصلہ سات منزل ہے۔ صاحب سیر العارفین لکھتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز جس حجرہ میں رونق افروز ہوئے تھے میں نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہ آج تک موجود اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ مرمت اسکی ہوتی رہتی ہے ۱۲

فرمایا "یہ مرد مقتدائے روزگار ہوگا۔ اور بہت لوگ اس سے منزل مقصود کو پہونچیں گے"
(ماخوذ از سیر اقطاب سالک السالکین وغیرہ)

بیعت سلسلہ وقیام

۵۵۴ھ لغایۃ ۵۵۷ھ تحصیل علم کے بعد آپ نے بتلاش پیر و مرشد سیر و سیاحت شروع فرمائی۔ آخر دُرِ مقصود سے دامن مراد پُر ہوگیا۔ قصبہ ہاروں[۵۱] میں پہونچکر خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان[۵۲] قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پر بیعت سلسلہ کی۔ اور ڈھائی سال تک آپ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر صاحب اجازت ہوئے
(ماخوذ از مسالک السالکین وغیرہ)

شجرہ بیعت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ العزیز وہو من حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت خواجہ قطب الدین مودودی رحمۃ اللہ علیہ وہو من خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہو من خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ وہو من خواجہ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری رحمۃ اللہ علیہ وہو من شیخ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ وہو من سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ وہو من سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ وہو من خواجہ ابو فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت خواجہ شیخ حسن بصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ وہو من حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
(ماخوذ از مسالک السالکین)

شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات وقیام

۵۵۷ھ بعد ازاں آپ قصبہ ہاروں سے قصبہ سنجار میں تشریف لائے یہاں آکر آپ نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کی اور پندرہ[۵۳] دن ان کے پاس قیام فرمایا
(از احسن السیر و مسالک السالکین)

---

۵۱ (الف) یہ مقام نواح نیشاپور میں ہے۔ (ب) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ہرون تحریر فرمایا ہے۔

۵۲ آپ کا وصال ۶۱۷ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

۵۳ دوسری روایۃ دو سال قیام کی بھی ہے۔ مگر وہ مطابقت نہیں کرتی (مولف)

حضور غوث پاک سے جیلاں میں بار دویم ملاقات ۵۵۷ھ

یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب حضور غوث پاک جیلاں[۵۱] میں تشریف رکھتے تھے اُس موقعہ پر جب غریب نواز بسلسلہ سیاحت ہندوستان تشریف لانے لگے تو حضور غوث پاک نے جناب باری میں آپ کے واسطے دعائے خیر فرما کر رخصت کیا ہے۔ (اقتباس الانوار)

اس ملاقات کے دوران میں آپ جیلاں سے بغداد شریف حضور غوث پاک[۵۲] کے ہمراہ تشریف لائے۔ (خزینۃ الاصفیا)

دوران ملاقات میں آپ نے حضور غوث پاک سے کہا کہ انحضرت خدائے تعالیٰ کا کچھ تذکرہ فرمائیں حضور غوث پاک نے فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے گوشہ درکار ہے غریب نواز نے کہا کہ گوشہ سے جانے میں فقیر کے لئے دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ مبادا یہ بات میرے پیر روشن ضمیر کے کانوں تک پہونچے اور غیرت سے ان کی خاطر شریف آزردہ ہو اور میرے حال کی خرابی کا باعث ہو کیونکہ میں کسی دوسرے کے کمال کو اپنے پیر[۵۳] کے کمال سے زیادہ اپنے عقیدہ میں نہیں جانتا ہوں نہ اُن کی ذات بابرکات میں کوئی قصور دیکھتا ہوں۔ اُن کو غیر ذات حق نہیں سمجھتا۔ بلکہ اکمل الاکملیں روزگار جانتا ہوں لہٰذا مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ (سیر الاقطاب)

اس کے علاوہ دوسرے اس وجہ سے بھی گوشہ گیری مناسب نہیں کہ اگر یہ گروہ محرم ہے تو اس سے کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر نامحرم ہے تو یہ کیا سمجھیں گے کہ آپ نے کیا فرمایا یہ سُنکر غوث پاک نے سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ (سیر الاقطاب)

جب آپ حضور غوث پاک کے یہاں مدعو ہوئے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں چشتی ہوں غذائے روحانی درکار ہے۔ چونکہ حضور غوث پاک کو آپ کی خاطر دل سے منظور تھی فرمایا کہ اگرچہ میرے مشرب میں

---

[۵۱] جیلاں وہ مقام ہے جو غوث پاک نے زمین خرید فرما کر اپنے فرزندان کی بود و باش کے لئے آباد فرمایا تھا ۱۲

[۵۲] حضور غوث پاک کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا (سیر الاقطاب)

[۵۳] اس سے ثابت ہے کہ غوث پاک سے اس بار دویم ملاقات سے پہلے آپ حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے بیعت کر چکے تھے۔

سماع نہیں ہے لیکن مجھے آپ کی خاطر منظور ہے۔ اس وقت بہت سے اولیائے اعظام مجلس عالی میں موجود تھے۔

حضور غوث پاک نے اپنی ردائے مبارک ایک خادم کو دیکر فرمایا کہ جس وقت میں مجلس سے باہر چلا جاؤں تو اس چادر کو حجرہ کے اندر بچھا کر باہر سے حجرہ کے کیواڑ بند کر دینا۔ پس جب حضور غوث پاک باہر تشریف لے گئے خادم نے ارشاد کی تعمیل کی حجرہ کے کیواڑ بند ہوتے ہی صدہا قسم کے راگ و ساز کی آواز آنے لگی اور مجلس سماع ایسی گرم ہوئی اور وجد حال کی یہ کیفیت ہوئی کہ دیکھنے والوں کی زبان پر کلمہ الٰہی خیر کیجیو جاری تھا حضور غوث پاک اپنے اعصائے مبارک سے زمین کو اس زور سے دابے ہوئے تھے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ صدہا آدمی بیہوش از خود رفتہ ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے زخمی ہوئے اور واصل بحق ہو گئے۔ آخر حسب ایمائے مبارک حضور غوث پاک سماع بند ہوا بعد ازاں حضور غوث پاک کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کیوں زمین کو زور سے دابے ہوئے تھے اور کیوں رونے مبارک سرخ و عرق آلود ہو رہا تھا فرمایا کہ جس وقت خواجہ صاحب پر وجد کی حالت طاری تھی اس وقت تمام زمین و آسمان شجر و حجر حالت وجد میں تھے اپنے عصا سے زمین کو اس لئے زور سے دابے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ایسی جنبش نہ کرے جس سے مخلوق کی جان و مال کو نقصان پہونچے۔ (مسالک السالکین)

۵۵۷ھ بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں

آپ نے دوران قیام بغداد شریف میں شیخ ضیاء الدین ابو نجیب رح (جن کا وصال بعمر ۷۳ سال ۵۶۳ھ میں ہوا) اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا وصال بعمر ۹۳ سال ۶۳۲ھ میں ہوا) کے پیر و مرشد حضرت عبد القادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ (ماخوذ از اقتباس الانوار و مسالک السالکین وغیرہ)

حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ابتدائی حالت میں تھے۔ (مسالک السالکین)

مگر خزینۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ آپ نے شیخ احد الدین[1] کرمانی سے کرمان پہونچکر خرقہ خلافت پایا

[1] حسب النفحات الانس، شیخ احد الدین کرمانی حضرت شیخ رکن الدین بخاری کے مرید تھے مگر دلیل العارفین کے اس بیان (شیخ احد الدین کرمانی آمد روئے برزمین اورد) سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ موصوف غریب نواز کا مثل پیر کے ادب کرتے تھے (مولف)

ہمارے نزدیک یہ واقع قطعی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حسب مسالک السالکین اسوقت شیخ موصوف کا ابتدائی زمانہ تھا۔ دوسرے غوث پاک سے جو گفتگو (مندرجہ ملاقات دویم) آپ نے کی ہے اس کے پیش نظر یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ آپ نے سوائے اپنے پیر کے کسی اور سے خرقہ خلافت لیا ہو۔ بلکہ بعض نے شیخ احمد الدین کرمانی کا آپ سے خرقۂ خلافت لینا لکھا ہے۔ مگر صاحب مسالک السالکین نے اُسے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔ (مولف)

صاحب مسالک السالکین بحوالہ سیر العارفین لکھتے ہیں کہ اُس وقت شیخ حسام الدین چلپی (خلیفہ بزرگ حضرت مولانا روم) مولانا موصوف کی خدمت میں مصروف مجاہدہ تھے۔ کہ آپ سے خرقہ خلافت پایا۔

صاحب "نفحات الانس" نے مولانا موصوف کا سنہ ولادت ۶۰۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے مندرجہ بالا روایتہ بھی اس موقع سے متعلق نہیں ہو سکتی (مولف)

البتہ ہمیں صاحب "وقایع شاہ معین الدین" سے اس باب میں اتفاق ہے وہ لکھتے ہیں "شیخ احمد الدین کرمانی با حضرت خواجہ اعتقاد و طرح پیدا شتہ۔ بلکہ شیخ حسام الدین خلیفہ مولانا جلال الدین رومی می نگارند کہ ایشاں مرید و خلیفہ خواجہ بودند۔

آپکی سیاحت کے متعلق چند ضروری امور کی تحقیقات

آپ نے مختلف اوقات میں ہندوستان وغیرہ کے سفر کئے ہیں (جن کی تفصیلات آگے درج ہیں) مگر ان سب سفروں میں گذرنے والے مقامات ایک ہی سفر ہند کے ذیل میں لکھدئے گئے ہیں نیز بعض ایسے مقامات جہاں بروایتہ دلیل العارفین وغیرہ آپ کا پہونچنا ثابت ہے) کا تذکرہ تک بھی اس سلسلہ سفر میں نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وجوہات سے بھی یہ سفر نامکمل معلوم ہوتا ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حسب خزینۃ الاصفیا وغیرہ تبریز سے اصفہان کا سفر اگر ۵۶۱ھ کے سفر ہند کے سلسلہ میں ملنا جائے تو اسوقت حضرت خواجہ قطب الاقطاب (بعمر ۴۷ سال ۶۳۳ھ یا ۵۳۳ھ میں وفات پانے کے پیش نظر بھی) کی عمر اکہتر یا دو سال کی تھی اس لئے اس سفر میں بمقام اصفہان قطب الاقطاب کا حضرت محمود اصفہانی کی طرف مرید ہی کے لئے رغبت کرنا اور غریب نواز کا اُن کی طرف راغب ہو کر مرید ہونا غیر ممکن ہے علاوہ ازیں حسب خزینۃ الاصفیا آپ کا سفر خراسان سے (۶۱۱ھ) میں واپس آنا اور حسب دلیل العارفین حضرت قطب صاحب کو ساتھ لیکر

دوبارہ حرمین شریف کا سفر کرنا۔ نیز بصرہ۔ ملتان۔ حصار وغیرہ کا ان میں کہیں نام نہیں ہے حالانکہ دلیل العارفین وغیرہ کی روایات سے ان مقامات پر آپ کا پہونچنا ثابت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ بعض سفر اس سلسلۂ سفر میں شامل بھی نہیں کئے گئے ہیں ان حالات میں ہمیں آپ کی سیاحت بسمت ہندوستان بار اول اور سفر ہندوستان بار دویم وغیرہ کا مطابق روایات قرین قیاس سفرنامہ مرتب کرنا لازمی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم سفرنامہ پیش کریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سیاحت میں کسی مقام سے پیچھے واپس جانا ممکن ہے مگر کسی خاص جگہ جانے کا عزم کر کے جانے میں اس کا امکان نہیں اس لئے ہماری رائے میں ۵۶۱ھ میں سفر بجانب ہند سیاحت کے ذیل میں ہے اور حرمین سے ہندوستان بار دیم جانا مرد عالم کے ارشاد کے مطابق سفر ہند کے سلسلہ میں ہے۔ اس لئے اس سفر میں بعجلت تعمیل ارشاد نبوی کے پیش نظر آپ کا کسی مقام پر زیادہ قیام کرنا یا راستہ سے ہٹے ہوئے مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان جانا قرین قیاس نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری رائے میں پیر و مرشد کے ساتھ سفر کرنے کے علاوہ بقیہ سیاحت و سفر کا حسب ذیل نقشہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ سیاحت بسمت ہندوستان براہ ہمدان۔ تبریز۔ منا۔ خرقان استرآباد۔ ہرات۔ سبزہ وار۔ حصار۔ بلخ غزنین۔ ملتان و واپسی بغداد درمیان ۵۵۷ھ و ۵۶۲ھ

۲۔ بغداد سے سفر دمشق و اصفہان ۵۸۲ھ

۳۔ بغداد سے سفر حرمین بعدہٗ مدینہ منورہ سے سفر ہندوستان براہ بصرہ۔ کرمان۔ ہرات۔ سبزہ وار۔ لاہور اجمیر۔ درمیان ۵۸۴ھ و ۵۸۶ھ۔

۴۔ ورود لاہور و دہلی ۶۰۲ھ

۵۔ خراسان سے ورود لاہور ۶۱۱ھ

نیز ایک ہی سلسلہ میں ہندوستان کے ہر چہار ورود کے زمانوں کے پتے اور حالات ایک ہی موقع کے متعلق متضاد بیانات نظر آکر چیستان بن گئے ہیں چونکہ اب تک ہندوستان کا ایک سفر تصور کیا جاتا تھا۔ اور مورخین کے لئے جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ اسی ایک سفر کے سلسلہ میں ایک جگہ آپ کے ورود ہند کا سنہ ۵۶۱ھ تحریر ہے پھر اسی سفر کے سلسلہ میں (جو دراصل ہندوستان کا دوسرا ورود تھا)

تحریر ہے کہ رائے پتھورا کا زمانہ تھا اور شہاب الدین غوری نے اس زمانہ میں اجمیر فتح کیا تھا بعد ازاں اسی ایک ورود ہند بود در اصل بار سوم ورود ہند تھا یعنی خراسان سے وارد ہند ہو کر لاہور سے دہلی آنے کا موقعہ تھا) کا پتہ یہ لکھا جاتا ہے کہ جب شہاب الدین غوری نے غزنی جاتے ہوئے انتقال کیا اور اس موقع پر آپ کا قیام گاہ دہلی میں راجہ کا محل بتایا جاتا ہے حالانکہ ان سنین میں دہلی تسخیر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ کے محل یا اس کے متعلق عمارت میں مقام کرنا قرین قیاس نہیں۔ نہ ان سنین میں شہاب الدین غوری کا انتقال ہوا بلکہ شہاب الدین کا سنہ وفات ۶۰۲ھ ہے۔ مگر بار چہارم ورود ہند کا (جو ۶۱۲ھ میں بعد سفر خراسان ہوا) اس سلسلہ میں کہیں تذکرہ نہیں جسکی تفصیلات آگے درج ہیں (مولف)

بغداد شریف سے بسلسلہ ساحت سفر ہند بار اوّل

سنہ ۵۵۰ھ بغداد شریف سے آپ سنہ ۵۵۳ھ میں بسلسلہ سیاحت ہندوستان روانہ ہوئے۔ دوران سفر میں آپ نے حسب ذیل مقامات پر ورود فرمایا۔

(ماخوذ از مسالک السالکین)

ہمدان میں پہونچکر آپ نے حضرت خواجہ یوسف[۵۲] ہمدانی کے مزار شریف سے فیض باطنی حاصل کیا۔

(خزینۃ الاصفیا)

تبریز میں آپ نے خواجہ ابوسعید[۵۳] تبریزی قدس سرہٗ العزیز (جو حضرت جلال الدین[۵۴] تبریزی کے پیر و مرشد ہیں) ملاقات کی۔

(خزینۃ الاصفیا)

سنہ ۵۵۸ھ - سنہ ۵۵۹ھ قیام منا

منا میں پہونچکر آپ نے شیخ ابوسعید ابوالخیر[۵۵] کے مزار اقدس پر دو سال قیام فرمایا اور فیوض باطنی حاصل کئے۔

(مسالک السالکین)

خرقان خرقان میں آپ نے شیخ ابوالحسن[۵۶] خرقانی کے مزار سے فیض باطنی حاصل کیا۔

(ماخوذ از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

---

۵۱ دہلی سنہ ۵۸۸ھ میں فتح ہوئی اور سنہ ۵۸۹ھ میں اسپر بذریعہ قطب الدین ایبک اسلامی قبضہ ہوا (فرشتہ) ۵۲ حضرت یوسف ہمدانی کا وصال ۱۲ رجب سنہ ۵۲۵ھ میں ہوا (مسالک السالکین) ۵۳ و ۵۴ حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہٗ بڑے عالی رتبہ شیخ تھے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی فرماتے ہیں شیخ ابوسعید تبریزی ایسے عظیم المراتب شیخ تھے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جیسے متبحر مرید انکی خدمت میں تھے (مسالک السالکین) ۵۵ شیخ ابوسعید ابوالخیر کا وصال ۴ شعبان سنہ ۴۴۰ھ میں ہوا (مسالک السالکین) ۵۶ شیخ ابوالحسن خرقانی کا وصال سنہ ۴۲۵ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

استرآباد یہاں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ ناصر الدین استرآبادی سے ملاقات کی یہ شیخ بزرگ عظیم القدر تھے اور دو واسطوں سے حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ سے نسبت رکھتے تھے۔ انکی عمر ایک سو ستائیس ۱۲۷ قول دیگر ایک سو ستر ۱۷۰ سال کی تھی۔ یہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین وخزینۃ الاصفیا)

ہرات استرآباد سے آپ ہرات تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آپ اکثر اوقات حضرت شیخ عبداللہ انصاری کے قبہ مبارک میں شب بیداریاں فرماتے تھے اور بیشتر عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین)۔

محمد یادگار کی دربار خواجہ میں باریابی سنہ ۵۶۰ھ جب آپ کی بزرگی اور کشف و کمالات کا شہرہ ہوا۔ اور خلقت کا ہجوم ہوا اور آپ ہرات سے اٹھکر سبزہ وار میں تشریف لائے۔ وہاں کا حاکم محمد یادگار نہایت ظالم و بدمزاج تھا اور رفض میں حد درجہ غلو رکھتا تھا اس کا ایک باغ حوالیٔ شہر میں تھا باغ میں ایک حوض پر آب نہایت صفائی اور لطافت سے واقع تھا۔ آپ اس باغ میں وارد ہوئے۔ اور حوض میں غسل کر کے دوگانہ بجالائے اور حوض کے کنارے بیٹھکر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوئے۔ اس وقت محمد یادگار کی آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ خادم نے اس خوف سے کہ شاید آپ کی جناب میں بے ادبی سے پیش آئے آپ سے عرض کیا کہ حاکم جابر آتا ہے باغ میں بیٹھنا مناسب نہیں بہتر ہے کہ باہر تشریف لے چلیں آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا کہ اگر تجھ کو خوف ہے تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھ اور قدرت کا تماشہ دیکھ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ فراشوں نے پہونچکر حوض پر آپ کے پہلو میں فرش و غالیچے بچھانے شروع کئے لیکن آپ کی عظمت و شوکت کی وجہ سے ان کو یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ یہاں سے اٹھ جائے ناگاہ محمد یادگار کی سواری آپہونچی اس نے آپ کو اس مقام پر دیکھ کر اپنے خدمت گاروں سے گھور کر کہا کہ اس فقیر کو یہاں کیوں رہنے دیا اور باغ سے باہر کیوں نہ کیا یہ سنکر آپ نے سر مبارک اٹھایا اسکی طرف دیکھا نظر کا چار ہونا تھا کہ وہ مثل بید کے کانپ کر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر اس کے ہمراہی حواس باختہ ہو گئے۔ دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور نہایت منت و سماجت سے طالب معافی ہوئے آپ نے خادم کو اشارہ فرمایا اس نے تھوڑا پانی حوض سے لیکر

پیش کیا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر محمد یادگار کے منہ پر چھینٹا مارا محمد یادگار کو ہوش آگیا اور اس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے مغفرت چاہی آپ نے چند کلمات نصیحت آمیز فرمائے جس کو سنکر یادگار محمدؐ اور اس کے ساتھی رونے لگے اور اسی وقت رفض اور جمیع منہیات سے تائب ہوئے۔ یادگار محمدؐ نے حسب ارشاد آپ کے وضو کرکے دوگانہ شکریۂ توفیق توبہ ادا کیا اور بہ عقیدت تمام معہ اپنے کل توابع کے مرید ہوئے اور اپنا کل مال و اسباب فقرا کو تقسیم کرکے اور لونڈی غلاموں کو آزاد اور بیویوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو گئے اور آپ کی خدمت میں صحبت اختیار کی۔ جب آپ تشریف لیجانے لگے تو حضار شادماں تک آپ کے ہمراہ آئے چونکہ وہ عرصہ قلیل میں آپ کی تربیت و برکت صحبت سے عارفان اور واصلان حق میں سے ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس نواح کو بالفعل ان کی حمایت میں چھوڑ کر انہیں وہاں مقیم کیا۔

(از مسالک السالکین)

محمد یادگار کے ہندوستان آنیکے متعلق متضاد بیانات اور انکا فیصلہ

فرشتہ اور صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے محمد یادگار سبزواری کا ہندوستان آنا تسلیم نہیں کیا۔ وقائع شاہ معین الدین چشتی کا بیان ہے "چند روز وہاں (سبزہ وار) قیام فرمانے کے بعد غریب نواز حصار تشریف لے گئے۔ اور اس سرزمین کو محمد یادگار کی سپرد فرمایا۔ خود بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد یادگار نے تمام عمر وہیں بسر کی ان کا مزار وہیں ہے" مگر صاحب مسالک السالکین غریب نواز کے ہمراہ بائیں وجہ ان کے آنے کے مقر ہیں کہ ان کی اولاد اجمیر میں موجود ہے نیز سیر الاقطاب میں پرتھوی راج کے زوال سے قبل (یعنی ۵۸۸ھ میں) ان کا غریب نواز کے لئے (جبکہ آپ سدا بہار پہاڑی پر لب آناساگر مقیم تھے) اجمیر کی آبادی میں جائے رہائش منتخب کرنے کے لئے جانا مرقوم ہے اس لئے ان کا غریب نواز کے ہمراہ ہندوستان آنا ثابت ہے ان کی اولاد آج تک بلقب شیخ زادگان اجمیر میں موجود ہے نیز صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند۔ اپنے آپ کو محمد یادگار کا ہم جد لکھتے ہیں۔ (مولف)

ان دونوں متضاد روایتوں میں اس طرح تطابق ہوتا ہے کہ غریب نواز نے بار اول ورود ہند یعنی ۵۶۱ھ کے موقعہ پر محمد یادگار کو مرید کیا۔ اور حسب روایۃ فرشتہ وغیرہ انہیں اسوقت وہیں چھوڑا مگر دوسرے

۱۵ (الف) روضۃ الصفا کی جلد ہفتم میں مرقوم ہے کہ مرزا یادگار محمد حاکم سبزہ وار کو سلطان معین بایقرا نے قتل کیا بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ پر

ورود ہند کے موقعہ پر یہ غریب نواز کے ساتھ (۵۸۶ھ) میں حسب روایت سالک السالکین وسیر الاقطاب اجمیر آئے (مولف)

بلخ میں حکیم ضیاء الدین کا مرید ہونا

سنہ ۵۶۰ھ

الغرض سبزہ وار سے آپ براہ حصار[1] بلخ پہونچکر چند روز حضرت احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم رہے اس وقت بلخ میں ایک فاضل حکیم مولانا ضیاء الدین تھے ان کو علوم فلسفہ میں پوری مہارت تھی لیکن عقیدہ اُن کا فاسد تھا۔ علم تصوف کو بدیان اور اہل تصوف کو مخبوط اور دیوانہ کہتے تھے بلخ کے قریب ان کا ایک باغ اور مدرسہ تھا اس میں لوگوں کو تعلیم علوم حکمت و فلسفہ کی دیتے تھے۔

حضور غریب نواز کے پاس حالت سیر و ساحت میں ہمیشہ تیر کمان۔ چقماق اور نمکدان رہتا تھا جب بیاباں اور غیر آباد مقام میں رہنے کا اتفاق ہوتا اور افطار کے واسطے کچھ بہم نہ پہونچتا تو طیور کا شکار کرکے روزہ افطار فرماتے تھے قضا کار ایک روز آپ کا گذر مولانا ضیاء الدین کے باغ میں ہوا۔ اُسروز آپ نے ایک کلنگ شکار کیا خادم سے اسکے کباب تیار کرنے کو فرمایا اور آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اس اثنار میں مولانا نے آپ کو نماز پڑھتے اور خادم کو کباب تیار کرتے پایا وہ آپ کے پاس آئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو باادب تمام سلام کرکے مودب بیٹھ گئے اتنے میں خادم کباب تیار کرکے لایا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ایک ران کلنگ کی مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران میں سے کسی قدر خود تناول فرمایا۔

کباب کا کھانا تھا کہ ظلمت انکاری اور زنگ علوم فلسفہ کا دل سے دور ہو گیا۔ اسرار الٰہی ان پر منکشف ہو گئے۔ اور یکایک بیہوش ہو گئے آپ نے اپنے پس خوردہ میں سے کسیقدر لیکر مولانا کے منہ میں دیا

بقیہ مضمون صفحہ ۱۶ اسلئے ممکن ہے ہم نام اور سبزہ دار ہونیکی وجہ سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ اور انکو غریب نواز کے ساتھ آنے والا یادگار محمد سمجھ کر ان کے ہندوستان آنیکی تردید کی ہو۔ حالانکہ ان کا سنہ شہادت ۸۵۹ھ ہے یعنی غریب نواز کے وصال سے دو سو بیالیس ۲۴۲ سال بعد کا زمانہ ہے۔ اسلئے یہ غریب نواز کے ساتھ آنے والے یادگار محمد نہیں ہو سکتے (مولف)

(ب) واضح رہے سبزہ دار دو جگہ ایک ایران میں دوسرا افغانستان میں مندرجہ بالا یادگار محمد سبزہ واری ایرانی ہیں اور غریب نواز کے ہمراہ آنے والے یادگار محمد سبزواری افغانی ہیں یہ سبزہ وار ہرات کے غرب اور ایرانی سبزہ وار موجودہ ریلوے اسٹیشن شاہرود کے قریب ہے۔ دیکھئے نقشہ ایران و افغانستان منسلکہ (مولف)

[1] حصار سبزہ وار اور بلخ کے درمیان ہے۔ (ماخوذ از وقایع شاہ معین الدین)

کہ ان کو ہوش آگیا۔ پھر مولانا نے تائب ہو کر کل کتابیں فلسفہ کی دریا میں غرق کرادیں معہ اپنے تلامذہ کے آپ کے مرید ہوئے اور آپ کی خدمت و صحبت اختیار کی جب آپ کی شہرت ہوئی اور لوگوں نے ہجوم کیا تو آپ نے مولانا کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر وہاں چھوڑا۔ خود سفر اختیار کیا۔ (ماخوذ از وقائع شاہ معین الدین و مسالک السالکین)

غزنین ۵۶۰ھ بلخ سے غزنی پہونچکر آپ نے حضرت شیخ عبدالواحد (جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر ہیں) سے ملاقات کی۔ (خزینۃ الاصفیا)

ورود ہند بار اول ۵۶۱ھ غزنین سے روانہ ہو کر آپ پہلی بار بروایات متواتر بتاریخ ۱۰ محرم الحرام ۵۶۱ھ ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اسوقت خسرو ملک[۱] بن خسرو شاہ غزنوی (جو بہرام شاہ کا پوتا تھا) لاہور میں حکمران تھا۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ وغیرہ)

مگر اس زمانہ میں چونکہ رونق اسلام صرف لاہور[۲] اور ملتان[۳] تک تھی اور یہی ہر دو مقامات شمالی ممالک سے آنیوالے کے لئے قیام و سیر کے قابل تھے۔ اسلئے قرین قیاس ہے کہ اس ورود ہند کے موقع پر آپ صرف لاہور و ملتان تک ہی تشریف لائے۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "در ملتان بودم از بزرگے شنیدم۔ (دلیل العارفین)

ہندوستان سے واپسی اور بیعت اتصالی ۵۶۲ھ ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز سے بیعت اتصالی کی۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہندوستان آکر آپ کا واپس جانا کسی

---

[۱] ۵۸۳ھ میں خسرو شاہ غزنوی نے انتقال کیا اسکا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت نشین ہوا۔ اسے شکست دے کر غیاث الدین محمد سام نے ۵۸۳ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ (روضۃ الصفا)

[۲] (الف) ۳۹۶ھ میں سلطان محمود غزنوی نے ملتان تسخیر کیا اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا۔ اسلئے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا سلوک رکھکر خدمات شایستہ بجا لاتا تھا۔

(ب) ۴۱۷ھ میں سومنات کی واپسی پر سلطان محمود غزنوی سندھ کے بیابان کی راہ سے ملتان جانا چاہتا تھا کہ ایک ہندو رہبر نے بسبب دشمنی سلطان کو معہ لشکر کے بے آب بیابان میں پہونچا دیا تاکہ ہلاک ہو جاوے۔ سلطان نے رہبر کو سزائے قتل دی اور خود غزنی روانہ ہوا۔ اور ۴۱۸ھ میں معہ ایک لشکر عظیم کے ملتان کی طرف رخ کیا اور وہاں پہونچکر ایک جنگ عظیم کے بعد ان جوٹوں کی گوشمالی

(ج) ۴۳۳ھ میں محمد مکول نے اپنے چھوٹے لڑکے کو سپہ سالار پشاور اور ملتان کا مقرر کیا۔

(د) ۴۴۱ھ میں علی بن ربیع غزنی سے پشاور کیطرف معہ ایک کثیر تعداد فوج و جواہر کے بھاگا وہ اسنے اپنے ہمراہ ہونگی۔ بقیہ مضمون صفحہ انیس پر

روایۃ سے ثابت نہیں۔ مگر ہمارے نزدیک ہر چہار روایات ورود ہند کے درمیان بعد عظیم ہونے نیز سباق روایات سے آپ کا چار مرتبہ ہندوستان تشریف لانا ثابت ہے جس کی تفصیل ہر چہار ورود ہند کے مواقع پر لکھی گئی ہے مجملاً حسب ذیل ہے۔ (مولف)

"آپ کا دوسری بار ورود ہند"

حسب دلیل العارفین آپکے ورود ہند کے وقت اجمیر ہندوں کی ملکیت تھی۔ اور حسب مسالک السالکین و تاریخ فرشتہ وغیرہ اجمیر میں پرتھوی راج کی حکومت تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج پر آخری بار حملہ کر کے اجمیر فتح کیا اور پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا چونکہ یہ واقعہ بالاتفاق ۵۸۸ھ میں ہوا ہے اسلئے آپ کا دوسری بار ورود ہند ۵۸۷ھ میں ہونا ثابت ہے۔

"آپ کا ورود ہند بار سوم"

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ جب معز الدین سام غزنی جاتے ہوئے (۶۰۲ھ) میں واصل بحق ہوا اس زمانہ میں آپ دار دلاہور ہوئے۔

آپ کا ورود ہند بار چہارم

حسب خزینۃ الاصفیا بموجب ارشاد حضرت قطب صاحبؒ جب آپ خراسان سے ہندوستان وارد ہوئے (جسکا مفصل حال آگے درج ہے) اسوقت قباچہ بیگ اور کفار مغلو نکے درمیان جنگ شعلہ زن تھی۔ اور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی استعانت باطنی سے قباچہ بیگ نے فتح پائی۔ چونکہ حسب منتخب التواریخ یہ جنگ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد قباچہ بیگ اور کفار مغلوں سے ۶۱۱ھ میں ہوئی۔ لہٰذا غریب نواز کا چوتھی بار وارد ہندوستان ہونے کا سال بھی یہی ہے۔

مندرجہ بالا بلا تفصیلات کے پیش نظر آپکا چار مرتبہ ہندوستان تشریف لانا بخوبی ثابت ہے اور مرقومہ سابقہ ہر چہار ورود ہند کی متضاد روایات (جو ایک ہی سفر ورود ہند میں لکھی گئی ہیں) کی مطابقت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۸ -

(د) مدد سے اس خط کو ملتان اور سندھ تک اپنے قبضہ میں لایا۔ وغیرہ وغیرہ (از فرشتہ)

(ہ) بوجوہات مندرجہ بالا ثابت ہے کہ ۵۷۱ھ میں یہاں رونق اسلام تھی (مولف)

مطابقت ہو جاتی ہے۔

واقعات بیعت اتصالی رسالہ "انیس الارواح" میں بیعت قریبہ کے مفصّل واقعات خود حضور غریب نواز اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

یہ مسلمانوں کا دعاگو معین الدین حسن سنجری بمقام شہر بغداد خواجہ جنید قدس سرہٗ العزیز کی مسجد میں دولت پابوسی حضرت خواجہ ہرونی قدس سرہٗ العزیز سے مشرف ہوا۔

اس وقت مشایخ کبار حاضر خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا پیر و مرشد کا ارشاد ہوا۔ دو رکعت نماز ادا کر میں نے ادا کی۔ فرمایا قبلہ رو بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا حکم دیا سورۃ بقر پڑھ میں نے پڑھی فرمان ہوا اکیس بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا۔ آ تا کہ میں تجھے خدا تک پہونچا دوں اور مقراض لے کر دعاگو کے سر پر چلائی۔ کلاہ چہار ترکی اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی۔ گلیم خاص عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا فرمایا ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج کے دن اور رات بھر مشغول رہ یہ درویش بحکم بشارت محرم مشغول رہا۔ دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جا اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی پھر فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا۔ فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک فرمایا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا اب کہاں تک دیکھتا ہے میں نے عرض کیا حجاب عظمت تک فرمایا آنکھیں بند کر میں نے بند کر لیں فرمایا کھول میں نے کھولیں۔ پھر مجھے اپنی دو انگلیاں دکھائیں اور فرمایا کیا دیکھتا ہے میں نے عرض کیا ہژدہ ہزار عالم دیکھتا ہوں فرمایا جا تیرا کام پورا ہوا۔

سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے لئے فرمایا کہ اسکو اٹھا میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ان کو لیجا کر فقراء میں صدقہ کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حاضر خدمت ہو گیا۔ ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں رہ۔ عرض کیا تابع فرمان ہوں" (ماخوذ از انیس الارواح)۔

۵۶۲ھ ۵۸۲ھ

مرشد کے ہمرکاب سیاحت

سفر حرمین شریفین حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں چند دن پیر و مرشد کی خدمت حاضر رہا پھر آنحضرت نے اس دعاگو کو ساتھ لیکر سفر خانہ کعبہ کا اختیار فرمایا الغرض ایک شہر میں پہونچے یہاں ایک جماعت درویشوں کی دیکھی جو شراب عشق الٰہی سے سرشار اور عالم سکر و حیرت میں از خود رفتہ تھی چند روز ان کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر وہ حضرات عالم صحو میں نہ آئے۔

(از انیس الارواح)

بعد ازاں مکہ معظمہ پہونچے اور زیارت و طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے۔ پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور زیر ناودان خانہ کعبہ دعاگو کے باب میں مناجات کی۔ آواز آئی ہمنے معین الدین کو قبول کیا پھر مدینہ منورہ آئے اور روضہ مقدسہ حضور سرور عالم رسول اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے مجھ سے فرمایا سلام عرض کر میں نے سلام عرض کیا آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بر و بحر یہ آواز سنکر حضرت خواجہ اعظم نے فرمایا اب تیرا درجہ کمال کو پہونچ گیا۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

ورود بدخشاں پھر بدخشاں پہونچے یہاں ایک بزرگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پیشکاروں[1] میں سے تھے اُن کی عمر ستّو سال کی تھی از حد مشغول تھے۔ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جب اُس کی نسبت دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ ایک موقع پر میں نے اپنی خواہش نفس سے اُس پاؤں کو صومعہ سے باہر نکالا تھا کہ یہ ندا آئی اے مدعی یہی عہد تھا جو فراموش کر دیا میں نے اُسی وقت اس پاؤں کو کاٹ کر پھینک دیا اس واقع کو گذرے چالیس سال ہو گئے اس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن کیونکر درویشوں میں منہ دکھاؤں گا (از انیس الارواح)

ورود بخارا بدخشاں سے آپ بخارا پہونچے اور یہاں کے صدر مشائخ سے ملے جو دوسرے عالم میں تھے جنکی تعریف و توصیف حد بیان سے باہر ہے۔ الحاصل دس سال تک میں حضرت

---

[1] ان حضرات سے مراد ہے جن کے ذریعہ اہل حاجت اپنے معاملات باطنی طور پر پیش کرتے ہیں۔

میں حضرت خواجہ اعظم کی ہمرکابی میں مسافر رہا۔ بعدازاں حضرت خواجہ اعظم واپس بغداد شریف تشریف لائے اور غزلت گزیں ہوئے۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

بقیہ مزید دس سال ۵۷۲ھ سے ۵۸۲ھ

غریب نواز فرماتے ہیں چند دن بعد آنحضرت نے پھر مسافرت اختیار فرمائی اور میں مزید دس سال تک آنحضرت کا رخت خواب اور پانی کی چھاگل سر پر لئے سفر میں ساتھ رہا اس دس سال کے دوران سفر میں آپ کا مرشد کے ہمرکاب حسب ذیل مقامات پر پہونچنا قرین قیاس ہے۔

اوش

فرمایا ایک وقت دعاگو اور شیخ عثمان ہارونی معہ ایک اور درویش کے مسافرت میں تھے ہم شیخ بہاءالدینؒ بختیار اوشی سے ملے یہ بڑے بزرگ تھے اور واصلانِ حق میں سے تھے ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی اُن کی خانقاہ میں آتا وہ محروم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا اسکو کپڑے دیتے اور ان کے لئے عالم غیب سے اور کپڑے آجاتے۔ الغرض کچھ دن ہم ان کی صحبت میں رہے۔ اُن درویش نے کہا کہ اوّل نصیحت یہ ہے کہ اے درویش جو کچھ تجھے ملے وہ خدا کی راہ میں دینا اور دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہونچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جائے (دلیل العارفین)

حضرت قطب صاحبؒ کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ ۵۷۵ھ

اس موقعہ پر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کو ان کی والدہ نے آپکی خدمت میں بھیجا۔ اسوقت حضرت قطب صاحبؒ کی عمر چار برس چار ماہ چار دن کی تھی۔ غریب نوازؒ نے چاہا کہ آپ کا تختہ لکھیں۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ قاضی حمیدالدین ناگوری آتا ہے۔ وہ ہمارے قطب کا تختہ لکھے گا اور تعلیم دیگا۔ پس قاضی صاحب طرفۃ العین میں آگئے۔ غریب نواز نے تختہ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ (مسالک السالکین)

سیوستان

غریب نواز نے فرمایا ایک وقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمرکاب سیوستان کے سفر میں تھا وہاں ایک صومعہ تھا اُس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے انکا نام شیخ سراج الدین محمد احمد سیوستانی تھا یہ بزرگ بہت مشغول تھے میں چند دن تک ان کی خدمت میں رہا جو شخص اُن کے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا اور عالم غیب سے کوئی چیز لاکر اسکے ہاتھ میں دیتے اور اُس سے کہتے کہ اس درویش

کو سلامتی ایمان کی دعا سے یاد کر کیونکہ اگر میں گور میں اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بہت بڑا کام کیا یہ بزرگ جب ہیبت مرگ اور گور کا تذکرہ سنتے مثل بید کے کانپنے لگتے اور ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمہ کی طرح جاری ہو جاتے اور سات دن تک روتے رہتے اور اپنی دونوں آنکھیں ہوا میں کھو لکر کھڑے ہو جاتے ہمیں اُن کے رونے سے رونا آجاتا اور کہتے یہ کیسا بزرگ شخص ہے جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے بیٹھ جاتے اور ہماری طرف منہ کر کے کہتے کہ اے عزیزاں مجھے مرگ درپیش ہے جسکا ملک الموت حریف ہو اور قیامت جیسا دن سامنے ہو اس کو سونے خوشدلی قرار وخندہ سے کیا کام اور اُسے کیسے کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا اچھا معلوم ہو۔ (دلیل العارفین)

دمشق فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ احدالدین کرمانی اور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ مدینہ منورہ کیطرف جارہے تھے۔ ایک شہر میں پہونچے جسے دمشق کہتے ہیں۔ دمشق کی مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے مزارات ہیں اور یہاں لوگوں کی حاجتیں برآتی ہیں انبیاء علیہ السلام کے مزارات کی زیارت کیں۔ اور یہاں کے بزرگوں سے ملے چنانچہ دمشق کی مسجد میں ایک دن دعاگو شیخ احدالدین کرمانی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ اور محمد عارف (جو بہت بزرگ عامل تھے) موجود تھے ان کے برابر چند اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا کہ قیامت کے دن درویش معذور ہونگے اور مالداروں سے حساب ہوگا ایک شخص پر یہ بات گراں گزری وہ ان سے اس بات میں بحث کرنے لگا اور کہا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے محمد عارفؒ کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ اس شخص کو دکھادو فرشتوں نے کتاب دکھادی وہ شخص کھڑا ہوا اور قدموں پر سر رکھا۔ (دلیل العارفین)

بعد ازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر تنکھائے زر نکال کر ایک درویش کو دیئے تاکہ حاضرین کیلئے حلوہ لائیں پھر شیخ احدالدین نے اپنے قریب کی لکڑی پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے وہ لکڑی زر ہو گئی۔ مگر اس دعاگو نے بسبب ادب مرشد کچھ نہ کیا حضرت خواجہ عثمان نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا بعد ازیں بحکم مرشد میں نے گلیم میں سے چار درم نکالے در ایک بھوکے درویش کیطرف بڑھادیئے اوس درویش اور خواجہ عارف نے کہا کہ جس درویش میں اتنی قوت نہو اسکو درویش نہ کہنا چاہیئے۔ (دلیل العارفین)

واپسی بغداد بعدازاں آنحضرت واپس بغداد شریف آکر معتکف ہوئے اور فقیر سے ارشاد فرمایا کہ اس مقام سے چند روز باہر نہ آؤں گا مگر تجھے حسب ہیئے کہ چاشت کے وقت آیا کر کہ تجھ سے ترغیب فقیر بیان کروں تاکہ مریدوں اور فرزندوں کے لئے میرے بعد یادگار رہے۔ یہ فقیر حسب الحکم روز آنہ حاضر خدمت ہوتا رہا اور جو کچھ آنحضرت کی زبان گوہر افشاں سے سنتا تھا۔ اس کو قلم بند کرتا تھا چنانچہ اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ الملوسوم بہ انیس الارواح مرتب کیا۔ (از انیس الارواح)

رسالہ انیس ارواح کا تکملہ اسی سال آپنے رسالہ انیس الارواح[1] مکمل کر کے شجرہ طریقت میں شامل فرمایا۔

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

---

[1] انیس الارواح میں غریب نواز نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات ارقام فرمائے ہیں اور حضرت قطب الاقطاب نے اپنے پیر کی سنت کے پیش نظر اپنے مرشد کے حالات دلیل العارفین میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے مرشد کے حالات فوائد السالکین میں اور حضرت شیخ للشیوخ نے اپنے مرشد کے ملفوظات راحت القلوب میں قلمبند فرمائے ہیں۔ چاروں رسالے ملفوظات خواجگان چشت کے نام سے مشہور ہیں ہر چند کہ ان ملفوظات سے مولانا حمید قلندر نے انکار کیا ہے اور خیر المجالس (ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی مرتبہ مولانا حمید قلندرؒ) میں صاف لکھا ہے کہ یہ ملفوظات آنحضرت کے نہیں ہیں کیونکہ انمیں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان حضرات کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہیں۔ نیز ان حضرات کی کوئی تصنیف نہیں مگر افضل الفوائد (جسمیں حضرت سلطان للشیوخ کے ملفوظات مرتبہ حضرت امیر خسروؒ ہیں) میں مرقوم ہے کہ خواجہ بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ جو کچھ اپنے پیر و مرشد سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ ان دونوں روایات کے اختلاف میں اسطرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ تک یہ رسالے بشکل رسالجات ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ تبرکاً شجرہ کیساتھ تھے اور جز شجرہ سمجھے جاتے تھے نہ کہ رسالجات۔ علاوہ ازیں کسی دوسرے شخص کو ان حضرات کی ملفوظات مرتب کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی غیر متعلق شخص اتنی محنت کر کے یہ رسالے کیوں مرتب کرتا۔ نیز حضرت امیر خسروؒ کے بیان کو اسیطرح غیر معتبر نہیں کہا جا سکتا وجدانی کیفیات اور عالم جذب کی واردات عوام کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اہل سلسلہ کیلئے ہوا کرتی ہیں جیسا کہ سرور عالم نے بی بی عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد فرمایا (کون عائشہ کس کی بیٹی عائشہ) لہذا ہماری رائے میں یہ رسالجات انہیں حضرات کے ہیں۔

(ماخوذ از مسالک السالکین و رائے مولف)

پیر و مرشد سے تبرکات مصطفوی اور خرقۂ خلافت مخصوصہ پانا

پیر و مرشد کے ہمرکاب بیس سال تک سیاحت میں رہ کر اور بشمول سابق ڈیڑھ سال یعنی کُل بائیس سال چھ ماہ (اصطلاحاً بائیس سال) پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہنے کے بعد بعمر ۵۲ سال آپ ۵۸۲ھ میں بغداد واپس تشریف لائے اس وقت حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے خرقۂ خلافت مخصوصہ یعنی سرورِ عالم کے تبرکات جو سلسلہ بسلسلہ خواجگانِ چشت میں چلے آتے تھے آپ کو عطا کئے اور امین و سجادہ نشین بنا کر ممتاز فرمایا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

غریب نواز بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا "اے معین میں نے یہ سب کلام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے تجھ کو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور فرزند (روحی فرزند) خلف وہی ہے جو اپنے گوش و ہوش میں اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو جگہ دے۔ اور اپنے شجرہ میں لکھے اور انجام کو پہونچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو"۔ اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو آنحضرت کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عنایت فرمایا۔ بعد ازاں خرقہ نعلین چوبیں اور مصلّے بھی عطا فرما کر سرفراز کیا پھر ارشاد فرمایا کہ یہ تبرکات ہمارے پیرانِ طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہونچے ہیں اور ہم نے تجھے دئے ہیں ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے ان کو رکھا ہے اور جس کو مرد پانا اس کو یہ ہماری یادگار دینا" غریب نواز فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد پیر و مرشد نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کیا" یہ فرما کر آپ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعا گو رخصت ہوا

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

"خرقۂ خلافت و علم معرفت کی ابتدا اور وجہ تسمیہ"

خرقہ اور علم معرفت

معراج شریف کے بعد سے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان صبح تک خلیہ رہتی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوتی ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے جہاں تخلیہ کا موقع نہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان دونوں

حدیثوں سے ثابت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ ترمذی میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم نے غزوہ طائف کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر سرگوشی کی لوگوں نے کہا بالتحقیق سرورِ عالم نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا "میں نے اُن سے سرگوشی نہیں بلکہ اللہ نے سرگوشی کی ہے"۔

۲۔ امام احمد حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا قسم ہے خدا کی سرورِ عالم کے آخر زمانہ میں آنحضرت کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قریب علی بن ابی طالب تھے۔ جب آنحضرت مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انتقال کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ پھر اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا۔

اس اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرورِ عالم کے آخیر زمانہ میں سب سے زیادہ قریب تھے یعنی اقرب العہد۔ یہ صحبتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں احکام شریعت کے متعلقہ معاملات کی بابتہ تھیں کیونکہ شریعت ظاہر ہے اور اس کے احکام علی الاعلان آئے ہیں اس لئے اُن کے اخفا یا ان کے واسطے صحبتہائے تخلیہ یا سرگوشی کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ صحبتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرارِ حقیقت و معرفت کی تعلیم کے لئے تھیں جن کا کتمان ضرور تھا۔ کیونکہ بہ سبب نافہمی ارباب ظاہر پر ان کا ظاہر ہونا موجب فسادات اور منافی شریعت ظاہر تھا یہ وہ علوم سینہ اور اسرار باطنی تھے جن کا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچانا گوارہ نہ فرمایا اور انہی اسرار کی تعلیم کے واسطے شب معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام میں جو مقام دنیٰ فتدلّیٰ سے بھی بالاتر تھا اور جہاں سوائے ذات مطلق کے اور کچھ نہ تھا یہاں تک کہ تحت فوق یمین و شمال سے بھی یہ مقام پاک و منزہ تھا۔ آپ اس صورت سے باریاب ہوئے۔

تَرَكَ نَفْسَهٗ فِي السَّمَاءِ فَتَدَلّٰى وَتَرَكَ قَلْبَهٗ فِي سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَتَرَكَ رُوْحَهٗ بِقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَبَقِيَ سِرُّهٗ وَرَبُّهٗ۔

ترجمہ۔ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمان پر اور آگے بڑھے پھر چھوڑا دل مطہر کو سدرۃ المنتہیٰ پر اور چھوڑا

روح کو قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر باقی رہا سر اس کا اور پروردگار اس کا (مسالک السالکین)
یہاں باطنی اور سرّ باطنی کی تعلیم فرمائی۔ اور اُس سے آپ کے فیض گنجینہ کو معمور کیا۔ اور خلعت ولایت مطلق اور خلافت خاصی اور خرقہ درویشی سے جو مخصوص بذات پاک تھا مشرف فرمایا۔

ان علوم و اسرار باطنی کے متعلق اپنے کلام پاک میں بھی صاف طور پر ظاہر نہ فرما کر صرف فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پر اکتفا فرمایا چونکہ سرور عالم خاتم الانبیاء و مرسلین ہیں آپ کے بعد رسالت و نبوت نہ تھی اس لئے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت شاہ ولایت امام الاولیاء ولی المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس علم سینہ و اسرار باطنی کا وارث بنایا اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ و تسلیم سے یہ اسرار مولائے کائنات کو پہونچا کر خلعتِ ولایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ عطائے خرقۂ درویشی اور بروز غدیر خم دستار عطا کرنے اور اس آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ترجمہ "اے رسول پہونچا دے لوگوں تک جو تیرے رب نے نازل کیا ہے"۔ اس طرح اس شمع نبوت سے جس کی شان میں سراجاً منیراً آیا ہے خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس شمع ولایت کو روشن کیا۔ جس شمع ولایت سے چراغ ولایت روشن ہے۔ اور سلسلہ بسلسلہ قیامت تک روشن رہے گا۔
(مسالک السالکین)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سرور عالم کے اُس ارشاد (میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے) کی حسب ذیل اشعار میں کیا خوب تشریح کی ہے۔

دو دہاں داریم گویا ہمچو نائے
یک دہاں پنہاست در لبہائے دے

یک دہاں نالاں خدا سوئے شما
ہائے دہے در فگندہ در شما

لیک واحد ہر کہ او را منظر ست
کیں نفساں این سر نے ہم زاں سر است

ولولہ این نالے از لبہائے اوست
ہائی و ہوئے روح از لبہائے اوست
(مسالک السالکین وغیرہ)

از مولف دراصل یہ سرگوشی تعلیم معرفت تھی۔ یہی علم آگے چل کر علم تصوف کہلایا۔ اور اولیا و اصفیا و عارفان اسی علم باطنی اور سر الٰہی کے حامل ہیں۔ (مولف)

اس خرقہ مقدسہ کے متعلق صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند کا بیان حسب ذیل ہے۔

جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے شب معراج میں حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو صبح کو مجلس اصحاب میں بموجب فرمان الٰہی وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ کو عطا فرمایا اور علم معرفت کی تعلیم دی وہ خرقہ گلیم سیاہ تھا۔ حضرت علی کرم نے ستر صاحبوں کو اپنا مرید فرمایا اور چار صاحبوں کو خلیفہ کیا وہ چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن علیہ السلام دویم حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سویم خواجہ کمیل بن زیاد قدس سرہٗ چہارم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ

ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وہ خرقہ درویشی عطیہ رسول مقبول عنایت فرما کر مقتدائے مشائخ بنایا۔ جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا تو وہ خرقہ خواجگان چشت کہلایا۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی تک یہ خرقہ سلسلہ وار پہونچا۔ (تذکرہ اولیائے ہند)

حصول ہدایات مرشد ۵۸۲ھ آپ کے جاتے وقت خواجہ عالم و عالمیاں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اے معین الدین ہرگز خلق سے طمع نہ رکھنا اور آبادی سے دور خلائق سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا

(مسالک السالکین)

۵۸۲ھ ۵۸۴ھ

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر سیاحت و واپسی بغداد

اس سفر کے متعلق سیر الاقطاب کا حسب ذیل بیان ہے۔

چوں آں حضرت از خدمت پیر و مرشد روشن ضمیر نعمت تمام یافت و مسافرت کرد

ترجمہ۔ جب حضرت نے پیر روشن ضمیر سے نعمت تمام پائی مسافرت اختیار کی۔

پنجاہ و دو سال بود — اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔

بعد حصول خلافت سفر اصفہان کے متعلق بحوالہ مولد عطائے رسول تاریخ سلف میں حسب ذیل روایت ہے:۔

إِنَّهُ رُوِيَ فِي كِتَابِ گلشن وغيره أَنَّ الشَّيْخَ رَحْمَةَ اللهِ عَلَيْهِ لَمَّا أَخَذَ مِنْ شَيْخِهِ الْخِلَافَةَ وَخِرْقَةَ السُّنَّةِ وَمَالَ مِنْهُ الْإِذْنُ وَالْبَرَكَةُ وَالْمِنَّةُ وَتَوَجَّهَ إِلَى الْخَرَابِ أَصْفَهَانَ الْمُشْتَمِلِ عَلَى بَلْدَةِ سَلْجَرَ وَمَعَ فَخْرِ الدِّينَ۔

کتاب گلشن نیز دوسری کتابوں سے روایت ہے کہ جب شیخ (خواجہ بزرگ) نے پیر و مرشد سے خرقہ خلافت و طریقت اجازت رخصت برکت و سعادت حاصل کی تو اطراف اصفہان کی جانب توجہ فرمائی بلدۂ سنجر انہی اطراف میں ہے۔ اسوقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ فخر الدین تھے۔

آپ کا اوش و اصفہان میں ورود سنہ ۵۸۲ھ

اوّل آپ اوش میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر اصفہان میں ورود فرمایا یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی۔ جب آپ اصفہان میں تشریف لائے اسوقت خواجہ قطب الدین اوشی شیخ موصوف کی طرف راغب تھے۔ مگر وہاں آپ کے تشریف فرما ہونے پر آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ اور سنہ ۵۸۳ھ میں آپکے دست اقدس پر بیعت ارادت کی

(از خزینۃ الاصفیا و مسالک السالکین)

سلہ ۱ اصفہان کے قریب ایک قصبہ ہے۔

سلہ ۲ ہر چند کہ کسی معتبر تذکرہ میں حضرت قطب الاقطاب کا سال ولادت درج نہیں ہے۔ مگر حسب مسالک السالکین سنہ ۶۳۳ھ میں آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ مگر بوقت وفات آپ کی عمر میں اختلاف ہے۔ مورخین نے بوقت وصال قطب صاحبؒ کی عمر ۶۲، ۶۴، ۶۷ اور ۷۰ سال لکھی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک بروایۃ احسن السیر بعمر ۶۴ سال آپ کا وصال پانا معتبر ہے۔ لہذا سنہ ۶۳۳ھ میں سے ۶۴ سال کم کرنے کے بعد ۶۹ برآمد ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت قطب صاحبؒ کا سنہ ولادت سنہ ۵۶۹ھ ہے۔ نیز اس سنہ سے حسب ذیل روایات متعلقہ قطب صاحب سے مطابقت ہوتی ہے۔

(الف) حسب احسن السیر بعمر ۶۴ سال سنہ ۶۳۳ھ میں وفات پانا۔

(ب) حسب دلیل العارفین (جسکی تشریح آگے تاریخی بحث میں ہے۔ بعمر ۱۴ سال (سنہ ۵۸۴ھ) میں بمقام بغداد آپکا مرید ہونا۔

(ج) اٹھارہ سال کی عمر میں جبکہ انیسواں سال جاری تھا۔ آپکا دہلی میں حسب روایۃ خزینۃ الاصفیا موجود ہونا جبکہ قاضی صادق و قاضی اعماد نے قطب صاحبؒ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ امرد کا محفل سماع میں ہونا خلاف قاعدہ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ پر

۵۸۴ھ
ورود بغداد شریف اور قطب صاحب کا داخل سلسلہ ہونا

واپس بغداد شریف پہونچنے پر حسب "دلیل العارفین" خواجہ قطب صاحبؒ نے مسجد ابولیث سمرقندی میں بتاریخ پنجم ماہ رجب آپکے دست حق پرست پر بیعت سلسلہ کی اسوقت حسب خزینۃ الاصفیا قطب صاحبؒ کی عمر شریف چودہ سال کی تھی (از دلیل العارفین وخزینۃ الاصفیا)

بقیہ مضمون صفحہ ۲۹ اور اُسی وقت ریش برآمد ہو کر آپ سے کرامت کا ظہور ہوا تھا۔

بوجہات مندرجہ بالا آپ کی ولادت ۵۶۹ھ میں وقوع پذیر ہوئی اور بعمر ۱۴ سال چند ماہ گذرنے پر بمقام بغداد ۵۸۴ھ میں آپ نے غریب نواز سے بیعت سلسلہ کی۔ اور بعمر ۱۷ سال (۵۸۶ھ) میں خرقہ خلافت پایا۔ اور ۵۹۴ھ میں قطب صاحبؒ نے بابا فرید الدین گنجشکر کو مرید کیا اس سنہ میں قطب صاحب کے مرید ہونیپر اعتراض ہو سکتا ہے کہ بابا صاحب نے خود رسالہ فوائد السالکین میں اپنا بیعت ہونا ۵۸۴ھ میں ارقام فرمایا ہے اسلئے اسمیں چون وچرا کا موقع نہیں مگر ہماری رائے میں اسمیں بھی یقیناً سہو کتابت ہوا ہی ہمارے اس کہنے کی تصدیق خود اس کتاب میں بابا صاحبؒ کے فرمان سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی مجلس میں آگے چلکر بابا صاحب فرماتے ہیں کہ قطب صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ آنجہ شیخ الاسلام دہلی برادرم شیخ جلال الدین تبریزیؒ دروغ رفع کردکہ او برامادہ نظر اور دعوی درویشی میکنند چنانچہ ایں خبر بسمع شمس الدین والیٔ ہند رسید پیغام برائے جلال الدین نگفت۔ پھر بابا صاحبؒ اسی مجلس میں فرماتے ہیں کہ سخن در صفت آب حوض شمسی می رفت خواجہ قطب الاسلام دام برکاتہٗ فرمود انچہ شمس الدین والیٔ ہند خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد بہ جمیع ارکان دولت نزدین از برائے راست کنانیدن حوض میدید۔ نیز اس روایت سے آگے قطب الاقطاب فرماتے ہیں "وقتے بجانب بدایوں بودم وشمس والیٔ ہم در بدایوں بود"

لہذا قطب صاحبؒ کے مندرجہ بالا ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشادات آپ نے اُسوقت فرمائے تھے جب اسلامی دور تھا۔ شمس الدین التمش والیٔ ہند تھا۔ اور تالاب شمسی تیار ہو گیا تھا۔

اس پر فرشتہ و دیگر مورخین کا اتفاق ہے کہ ۵۸۸ھ میں دہلی فتح ہوئی اور ۵۸۹ھ میں قطب الدین ایبک نے دہلی مسخر کرکے پایہ تخت بنایا اسوقت دہلی میں دور اسلامی شروع ہوا۔ چونکہ ۵۸۴ھ میں نہ اسلامی دور تھا نہ مسلمانوں نے دہلی پر قبضہ کیا تھا۔ نہ تالاب شمسی اسوقت تیار ہوا تھا۔ اور نہ شمس الدین زیر نگرانی شہاب الدین غوری یا قطب الدین ایبک یا بطور خود والیٔ دہلی تھا۔ لہذا ثابت ہوا یہ سب چیزیں ۵۸۸ھ یا اسکے بعد کی ہو سکتی ہیں۔ نیز چونکہ بدایوں حسب منتخب التواریخ ۵۹۱ھ میں فتح ہوا اسلئے حضرت قطب صاحبؒ کے یہ ارشادات ۵۹۱ھ کے بعد کے ہیں۔ لہذا یقیناً ناقل فوائد السالکین سے نقل کرنے میں سہو کتابت ہوا اور بجائے (اربع تسعین خمسمایہ) کے (اربع ثمانین خمسمایہ) لکھدیا ہے علاوہ ازیں چند پوری روایات غلط لکھنا ممکن نہیں۔ صرف ایک تاریخ میں غلطی ہونا زیادہ امکانی چیز ہے۔ (مولف)

۵۱ جب سرور عالم نے مکہ کی عزیمت فرمائی تو مکہ فتح ہونے سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں سرور عالم کو یہ خبر دی گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ سرور عالم نے یہ سنکر تمام اصحاب کو طلب کرکے تازہ بیعت کرنے کا حکم دیا تاکہ مکہ والوں سے حرب کریں۔ صحابہ کبار نے بتعمیل ارشاد تازہ بیعت کی اس موقع پر سرور عالم درخت کے تنہ کا تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

اس وقت ایک صحابی نے آکر از سر نو بیعت کرنیکے لئے درخواست کی سرور عالم نے فرمایا کہ تم نے پہلے بیعت کی ہے۔ اُن صحابی نے عرض کیا کہ اسوقت جبکہ ہم مکہ والوں سے جنگ کرنے جا رہے ہیں دوبارہ بیعت واجب ہے سرور عالم نے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۱ پر

تاریخی بحث یہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سال مریدی پر یہ ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے کہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے "دلیل العارفین" میں اپنا سال مریدی ۵۱۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے کسی کو اسمیں مجال دم زدن نہیں مگر ہمارے نزدیک اس کا جواب خود حضرت قطب صاحب رحؒ کے بیان سے واضح ہے یعنی آپ کا بیان ہی اس سنہ کی تصحیح کر دیتا ہے دلائل حسب ذیل ہیں :-

۱ے "دلیل العارفین" کی اسی پہلی مجلس میں (جس میں سال مریدی ۵۱۴ھ تحریر ہے) قطب صاحب رحؒ ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حاضر مجلس تھے۔ شیخ موصوف کا سال ولادت ۵۳۹ھ ہے علاوہ ازیں شیخ کی عمر اسوقت ضرور اتنی تھی کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سربرآوردہ مشائخ میں شمار کرکے شیخ موصوف کی موجودگی مجلس میں تحریر فرمائی ہے۔

۲ے ۵۱۴ھ میں حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اس وجہ سے بھی بالکل غیر ممکن ہے کہ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بلکہ حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کی ولادت بھی اس سال میں نہیں ہوئی تھی۔

۳ے علاوہ ازیں "رسالہ دلیل العارفین" ہی کی مجلس اول کے ارقام سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور غریب نواز رحؒ اس وقت (یعنی ۵۸۴ھ میں) اپنے پیر و مرشد کی خدمت آٹھ سال مجاہدہ شاقہ کے ساتھ کر چکے تھے (یعنی بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہکر آٹھ سال مجاہدہ شاقہ دوران سفر میں کر چکے تھے) مگر چونکہ اس سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) میں بالاتفاق حضور غریب نواز رحؒ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے یہ سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) کسی طرح سنہ مریدی قطب صاحب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بوجوہات مذکورہ خواجہ قطب صاحب رحؒ ہی کے مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ ناقل کتاب سے سہو کتابت ہوا۔ اور اس نے بجائے (بیست اربعہ عشرہ۔ بسنہ اربعہ ثمانین خمساۃ) کے اربعہ عشرہ خمسایۃ لکھدیا ہے علاوہ ازیں یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ کا دیکھو) اپنا ہاتھ دیا اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا پھر خواجہ قطب الاسلام رحؒ نے فرمایا کہ اجگر سے تجدید بیعت کا ہونا دار دے دعا گو (بابا فرید الدین گنج شکر رحؒ) نے التماس کیا کہ اگر پیر نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا کہ جامہ پیر سامنے رکھکر بیعت کرے خواجہ قطب الاسلام رحؒ نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین بھی اسی طرح بیعت فرماتے تھے۔ اور دعا گو بھی اسی طرح کرتا ہے۔ (از فوائد السالکین)

قطب صاحبؒ کے اس سنہ مریدی یعنی ۵۸۴ھ سے قطب صاحبؒ کی متعلقہ روایات سے بخوبی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے یہی ۵۸۴ھ مریدی صحیح ہے۔

۵۸۴ھ
آپکا معہ قطب صاحب سفر حرمین اور شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزند سے ملاقات

اس مبارک سفر میں حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں جبکہ میں خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ خانہ کعبہ کے سفر میں تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم روانہ ہوکر ایک شہر میں پہونچے وہاں ایک بزرگ کو دیکھا جو صومعہ کے اندر معتکف تھے اور ایک غار میں مثل سوکھی لکڑی کے کھڑے تھے۔ اور اپنی آنکھیں ہوا میں کئے ہوئے تھے۔ یعنی عالم حیرت میں اپنی آنکھیں کھولے کھڑے ہوئے تھے۔ ایک ماہ تک ہم اُن کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ بزرگ صرف ایک مرتبہ عالم صحو میں آئے۔ اور ہم نے اُٹھ کر انہیں سلام کیا جو ابدیا اور فرمایا اے عزیز تمھیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا۔ مگر تمہارے اس رنج سے مکافات میں تمہاری بخشش ہوگی کیونکہ اہل صفہ فرماتے ہیں کہ جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے الغرض اُنہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا ہم بیٹھ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں اور تیس سال سے عالم تحیّر میں مستغرق ہوں نہ مجھے دنکی خبر ہے نہ رات کی خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے تمھیں پھر آنے سے تکلیف ہوگی مگر یہ ایک بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے دُنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور خلقت سے عزلت رکھنا اور جو کچھ تمھیں تحفہ میں ملے اوسے صرف کر دینا۔ اور اُس میں سے کچھ نہ بچانا کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے اور سوائے حق کے مشغول نہونا تاکہ خاتمہ نہو جب ان بزرگ نے یہ نصیحت تمام کی پھر عالم تحیّر میں مشغول ہوگئے۔ (فوائد السالکین)

عطائے رسول یعنی دربار رسالت سے ولایت ہند کا عطیہ

زیارت خانہ کعبہ اور ادائے حج کے بعد آپ مدینہ منورہ میں ایک مدت تک مشغول عبادت رہے ان ایام میں ایک دن آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے۔ میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عنایت کی۔ وہاں ظلمت کفر و ضلالت کی

پھیلی ہوئی ہے۔ اجمیر میں اقامت کر کہ تیرے وجود سے ظلمت کفر و ضلالت کی دور ہو گی اور دین اسلام رونق پذیر ہو گا آپ یہ بشارت سُنکر بہت خوش ہوئے لیکن حیران تھے کہ الٰہی اجمیر کون سا مقام اور کہاں ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا۔

آنحضرت صلعم نے طرفۃ العین میں آپ کو تمام شہر قلعہ و کوہستان وغیرہ اجمیر کا دکھا دیا اور ایک انار بہشتی عطا فرما کر رخصت کیا۔ (ماخوذ از مسالک السالکین)

روانگی ہند ۵۸۵ھ آپ بفرمانِ رسالت مآب اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور عزم بالجزم اجمیر کا کر کے مدینہ منورہ سے ہندوستان روانہ ہو گئے۔ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے بصرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (از مسالک السالکین و دلیل العارفین)

بصرہ یہاں آپ ایک بزرگ سے ملے جو بہت مشغول تھے۔ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں اور وہ گورستان میں ایک قبر کے قریب بیٹھے تھے۔ اُنہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس قبر کے مُردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ جب اِن بزرگ نے یہ دیکھا نعرہ لگایا اور انتقال کر گئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پگل کر پانی ہو گئے۔ اور ناپید ہوئے جو خوف اُن بزرگ میں دیکھا وہ آج تک نہ کسی میں دیکھا نہ سُنا۔

(از دلیل العارفین)

کرمان بصرہ سے روانہ ہو کر حسب دلیل العارفین آپ معہ شیخ احد الدین کرمانی کے کرمان تشریف فرما ہوئے۔

ہرات کرمان سے روانہ ہو کر بروایت حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ معہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہرات میں تشریف فرما ہوئے۔ (از خزینۃ الاصفیا)

آپکا عالم رویا میں شہاب الدین غوری کو سلطانِ ہند ہونیکی بشارت دینا ۵۸۷ھ جب شہاب الدین غوری جنگ میں زخمی ہو کر ہندوستان سے خراسان پہونچا اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ وہ آپ (غریب نواز) کی خدمت میں کھڑا ہوا ہے

اور آپ از راہ کرم اُس سے فرما رہے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی جلد اس طرف توجہ کر اور اُس بدبخت (راجہ) کو زندہ گرفتار کر کے سزا دے۔ جب شہاب الدین بیدار ہوا۔ اُس کو اس واقعہ سے حیرت ہوئی اُس نے اپنا یہ خواب عقلاء و فضلاء سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کر کے اس کو تعبیر میں فتح کا مژدہ سنایا اور ہر طرح دلجمعی کی۔ آخر دل میں خواجہ سے استعانت کا طلب گار ہو کر ہندوستان روانہ ہوا۔ (سیر الاقطاب)

ورود لاہور و سفر اجمیر ۵۸۶ھ

بالآخر لاہور پہونچکر آپ نے حضرت شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت سعد الدین حمویہ کے پیر و مرشد ہیں) سے ملاقات کی اور دو ہفتہ[۵۱] تک حضرت مخدوم علی ہجویری الملقب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر معتکف رہے بعد ازاں اجمیر روانہ ہوئے (مسالک السالکین)

لاہور سے روانگی کے وقت حسب "دلیل العارفین" قطبؒ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے چشم پُر آب ہو کر فرمایا اب میرا سفر اس مقام پر ہوگا جہاں میرا مدفن ہوگا یعنی اجمیر شریف جا رہا ہوں

ہندوستان میں چشتی مبلغ بھیجنے کی مصلحت

اسوقت ہندوستان میں بت پرستی کا دور دورہ تھا ملک میں ہندوؤں کی آبادی باتعداد کثیر تھی راجہ پتھورا کے دارالسلطنت اجمیر میں بہت سے مندر تھے۔ جو تھوڑے سے مسلمان کہیں کہیں پائے جاتے تھے اُن سے تعصب برتا جاتا تھا۔ ہندو صبح کو مسلمانوں کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اُن کی پرچھائیں تک سے احتراض کرتے تھے ایسی صورت میں جبکہ کسی گروہ کو صورت دیکھنے اور پرچھائیں تک سے گریز ہو تبلیغ کا کام کیسے انجام ہو سکتا ہے تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ باہم صحبتیں رہیں اور تبادلۂ خیالات کا موقع ملے چونکہ ہندو صاحبان گائے سے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو عبادت تصور کرتے تھے چنانچہ اب تک یہی عالم ہے ان حالات کے پیش نظر ایسے گروہ کو برائے تبلیغ اسلام ہندوستان بھیجنا قرین مصلحت

---

[۵۱] تذکرۃ الاولیا میں دو ماہ لکھے ہیں۔

[۵۲] آپ کی ولادت ۵۳۰ھ میں ہوئی اور وفات ۶۳۳ھ یا ۶۳۴ھ میں ہوئی۔

تھا جو سماع سے ذوق رکھتا ہو۔ تاکہ گانے کے دلدادہ ہندو مجلس سماع[۵۱] میں بربنائے دلچسپی آئیں۔ اور بآسانی خیالات کا موقعہ حاصل ہو کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جا سکے بایں وجہ اس خدمت کے لئے چشتی بھیجے گئے۔ (مولف)

چنانچہ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں۔

صاحب سماع بود اکثر شنیدے دیچ کس از علماء فقہائے وقت انکار سماعش نہ کردے۔

ترجمہ۔ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے تھے اور علماء و فقہائے وقت میں کوئی آپ کے سماع سننے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔

آپ کے روکنے کے انتظامات

اجمیر کے راجہ کی ماں نے آپ کے آنے سے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت کر کے کہدیا تھا کہ اس شکل و صورت کا شخص تیرے ملک میں آئے گا اور تیرا راج تباہ کر دیگا۔ اس پیشین گوئی سے راجہ غمگین رہنے لگا اور آپ کی تلاش میں جا بجا مخبر مقرر کئے جب آپ کا گذر سمانہ[۵۲] گاؤں میں ہوا۔ ملازمان راجہ نے آپ کو مطابق حلیہ مشتہرہ پا کر از راہ دغا و فریب آپ سے بہ نیت بد ٹھہرنے کے لئے کہا مگر چونکہ آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہو چکی تھی کہ ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا لہذا آپ نے ان کی ایک نہ سنی اور اپنے ہمراہیوں کو اس بشارت سے آگاہ فرما کر اجمیر روانہ ہوئے (ماخوذ از تذکرہ مرتبہ قاضی مولوی شاہ محمد فاضل و دیگر کتب)

آپ کا دوبارہ وارد ہند ہو کر داخل اجمیر شریف ہونا

۵۸۷ھ

اسرار الاولیاء اخبار الاخیار کا بیان ہے کہ جب خواجہ بزرگ اجمیر شریف تشریف لائے اسوقت راجہ پتھورا فرماں روائے اجمیر تھا۔ حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں دعا گو دو مہینہ تک (غریب نواز) کے

---

۵۱ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کسی تذکرہ میں آپ کا ہندوستان میں سماع سننا ثابت نہیں۔
ایسے حضرات کیلئے یہ جواب کافی ہے کہ آپکی محافل سماع فی الہند کا تذکرہ ہماری رائے میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ اوکے ذیل میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ مگر حضرت خواجہ قطب صاحب کی محفل سماع کے متعلق چونکہ بعض خاص واقعات ہیں ان کا تذکرہ اسکے ذیل میں آیا علاوہ ازیں جبکہ حضرت قطب الاقطاب ہندوستان میں سماع سنتے تھے تو آپ کا سماع نہ سننا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ بلکہ یہی محافل غریب نواز کی محافل سماع فی الہند ہونے کا ثبوت ہیں۔

۵۲ ایک گاؤں پٹیالہ کے علاقہ میں ہے۔

ہمرکاب رہا بعد ازاں ہم (لاہور سے روانہ ہو کر) اجمیر پہونچے اور ان دنوں میں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت میں تھا اور اسلام کی روشنی ایسی نہ تھی۔ مگر جب آپ کے قدم مبارک وہاں پہونچے تو بہت زیادہ اسلام پھیلا۔

(دلیل العارفین)

بالآخر ۵۸۷ھ میں آپ معہ چالیس ہمراہیوں کے لاہور سے چل کر اجمیر میں رونق افروز ہوئے

۵۸۷ھ لغایۃ ۵۸۸ھ (مسالک السالکین)

آپ کا مہمات اجمیر سر کرنا الغرض اجمیر پہونچکر آپ نے شہر کے باہر ایک مقام پر سایۂ دار درختوں کے نیچے قیام فرمانا چاہا لیکن ملازمان راجہ مانع ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں اور آناساگر[1] کے کنارے جاکر قیام فرمایا جب اونٹ اپنی جگہ پر آئے تو سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے ان کو ایسا پکڑا کہ باوجود بہت کچھ کوشش کے نہ اٹھ سکے۔

منقول ہے کہ آناساگر و بسیلہ تالاب کے گرد اور آس پاس بہت سے بتخانہ تھے جن میں ہزاروں پوجاری پوجا کا کام انجام دیتے تھے اور ایک عالیشان مندر راجہ کا تھا جس میں خود راجہ پرتھوی راج اور عمائدین شہر پوجا کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین)

اس مندر کا اہتمام سادھو رام دیو کے متعلق تھا۔ جو سارے پوجاریوں کا سردار اور اپنے مذہب کا بڑا عالم و فاضل و سحر و فنون میں کامل تھا اس کو تمام ہندو مانتے تھے اور راجہ بھی اس کا معتقد تھا چونکہ لب اناساگر آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا اس لئے مسلمانوں کا طرز رہائش ہندوؤں پر بہت شاق گذرا۔ انہوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو وہاں سے اٹھانے کی غرض سے یورش کی اور سختی سے پیش آئے آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کی اور ان کی

---

[1] مقام ایک چھوٹی سی پہاڑی (جو سدابہار کے نام سے مشہور ہے) لب آناساگر واقع ہے اس میں ایک گھاٹی ہے جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔ یہ جگہ آجکل چلہ غریب نواز کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے چاروں طرف وسیع احاطہ ہے جس میں متعدد عمارات ہیں۔ اس احاطہ میں حضرت گدڑی شاہؒ حضرت قاضی گدڑی شاہؒ حضرت معصوم باباؒ حضرت احمد علی شاہؒ حضرت بخاری شاہؒ اور حضرت یعقوب شاہؒ کے مزارات ہیں (مولف)

طرف پھینکدی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہوگیا اور جس وحرکت کی قدرت جاتی رہی یہ حالت دیکھ کر ہندو جو اس باختہ ہوکر بھاگ گئے اور راجہ کے مندر میں سادھورام دیو کے پاس مجتمع ہوکر ساری کیفیت بیان کی۔

سادھورام ذیو کا مشرف بہ اسلام ہونا ۵۸۷ھ

سادھورام نے کہا کہ یہ درویش جو آیا ہے اپنے دین کا بڑا صاحب کمال ہے اس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے شاید کچھ کام سحر وفنون سے نکلے۔ الغرض ایک جماعت کثیر ہندوؤں کی جن میں بہت سے لوگ سحر وساحری میں مشاق تھے بہ سرکردگی سادھورام آپ کی طرف روانہ ہوئے جب نزدیک پہونچے اور آپ پر نظر پڑی تو سب کے پاؤں رفتار سے اور زبانیں گفتار سے عاری ہوگئیں۔ سادھورام دیو جمال باکمال دیکھ کر مثل بید کے تھرانے لگا۔ اور پھر یکایک اپنی جماعت سے علیحدہ ہوکر خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور صدق دل سے ایمان لایا۔ آپ نے اُس کا نام شادی دیو رکھا۔ (مسالک السالکین)

اجیپال جوگی کا مسلمان ہونا ۵۸۷ھ

اس کے بعد اجیپال جوگی نے جو فن ساحری میں طاق اور شہرہ آفاق تہا معہ اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے جو سحر وساحری میں کامل تھے آپ کا مقابلہ کیا اسی اثنار میں آپ کی کرامت سے کل پانی انا ساگر وبیسلہ تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں آگیا۔ کل تالاب وچشمے وکنویں وغیرہ خشک ہوگئے یہاں تک کہ عورتوں کے پستان اور چارپائیوں کے تھنوں میں دودھ تک باقی نہ رہا۔ پھر آپ کی رحمت سے تمام چیزیں (اپنی اصلی حالت پر آگئیں۔ اجے پال جوگی اور اُس کے چیلوں نے بہت کچھ سحر وفنون کئے مگر آپ کی کرامت کے مقابلے میں کسی کو پیش نہ آئی آخر اجے پال جوگی نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ کی ارادت میں داخل ہوکر کاملانِ وقت سے ہوئے اور عبداللہ بیابانی نام ہوا نیز آپ کی دعا کی برکت سے عمر جاودانی پائی لیکن خلق کی نظر سے پوشیدہ اور ہر شب جمعہ کی روضہ منورہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا اور درماندوں کی دستگیری کرنا ان کا کام ہے۔

(مسالک السالکین)

راجہ کا آپکے پاس قاصد بھیجنا اور اُس کا سلام لانا سنہ ۵۸۷ء

یہ تو اس جنگ کے حالات تھے جو ہنود نے بامداد جیپال جوگی اور رام دیو پجاری سحر و ساحری کے ذریعہ لڑی مگر اُس کے ساتھ ایک دوسری حاکمانہ جنگ بذریعہ اوا کین سلطنت بھی جاری تھی چنانچہ جب ساربانوں کے داروغہ نے راجہ سے عرض کیا کہ جب سے درویش نے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے کہا ہے اوسوقت سے اونٹ کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی راجہ کو یہ واقعہ سُنکر اپنی ماں کی یہ پیشن گوئی (تیرا راج ایک درویش کی بددعا سے برباد ہوگا) یاد آگئی اور گھبراکر ایک معتمد کو کہا جا ان ساربانوں کو ساتھ لیجا کر اُن فقیر سے معافی منگوا میری طرف سے بھی کہنا کہ آپ جہاں جی چاہے رہیں مگر ہمارے مذہبی قانون کے پیش نظر انا ساگر سے مچھلیاں پکڑکر تناول نہ فرمائیں راجہ کے اس قاصد کو جب حضور سے شرف ہمکلامی حاصل ہوا تو اس کے دل و دماغ پر ایک خاص نیاز مندانہ اثر مرتب ہوا شام کو اپنے فرائض منصبی سے فراغت پاکر بجائے گھر جانے کے دربار خواجہ صاحبؒ میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت لکڑی کے پیالہ میں ستّو گھول کر افطار کے لئے منتظر بیٹھے تھے کہ یہ راجپوت سردار بھی ایک کنارہ آکر بیٹھ گیا افطار کا وقت ہوا آپ نے دعائے افطار پڑھ کر پیالہ سے ایک گھونٹ نوش فرمایا اور سیدھے ہاتھ والے کو عنایت کیا نوبت بنوبت ستّو کا پیالہ راجپوت سردار تک پہونچا سردار نے پیالہ ہاتھ میں لے لیا اور کچھ سوچنے کے بعد جو کچھ اُس میں بچا ہوا تھا پی گیا ستّو کا گھونٹ حلق سے اُترنا تھا کہ راجپوت سردار کا سینہ نور ایمان سے منور ہوگیا شقاوت دور ہوئی نیاز مندانہ طور آپکے قدموں پر گر پڑا اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہ سردار بڑا خوش قسمت تھا جو راجپوتانہ میں شاید سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ (عطائے رسول)

راجہ کا غصّہ ہوکر آپکے پاس دوسرا قاصد بھیجنا ایکدن راجہ کے یہاں محفل عیش و نشاط گرم ہوئی حاضرین کم تھے راجہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک سردار کہنے لگا کہ جب میں اس پر غور کرتا ہوں تو غصہ سے میرا خون کھولنے لگتا ہے میں نے آج تک یہ ماجرہ نہیں کہا تھا مگر اب دریافت کیا ہے تو ظاہر کرتا ہوں یہ کہکر راجہ کو قلعہ کی برجی پر لا کھڑا کیا یہاں سے انا ساگر اور اُسکے کنارہ کی

سدا بہار پہاڑی صاف نظر آتی تھی راجپوت سردار نے غریب نوازؒ کے قیام گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھئے اُس پہاڑی پر کیا نظر آتا ہے راجہ نے دیکھا کہ غریب نوازؒ کے گرد اہل حاجت کا ہجوم ہے راجہ پر یہ امر شاق گذرا اور فرط غضب میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ ایک دستہ سپاہیوں کا لیجا کر ان تمام سرداروں کو جو وہاں ہیں گرفتار کرنا اور فقیر سے کہدینا (نعوذ باللہ) کل تک اجمیر چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ سزا دوں گا اور ڈھنڈھی کے ذریعہ شہر میں اعلان کرانا کہ جو شخص اوس مسلمان فقیر کے پاس جائیگا قتل کیا جاویگا اس کا گھر بار لٹوا دیا جائے گا۔

غریب نوازؒ کا جواب اور سرداروں کی گرفتاری

قاصد اور کوتوال راجہ کے حکم کی تعمیل میں جب فوج کا دستہ لیکر سدا بہار پہاڑی پر پہونچے اور راجہ کا حکم سنایا تو آپ نے فرمایا[1] کہ ہم تو خلق اللہ کی خوشحالی کے لئے آئے ہیں پتھورا گر ہمارے اس نیک کام میں حائل ہوتا ہے تو ہم نے اوسے بھی شہاب الدین غوری سے زندہ گرفتار کرادیا۔ راجہ کا گستاخانہ پیغام اور حاضرین سرداروں کی گرفتاری حضور پر شاق گذری آپ مغرب تک جانماز پر خاموش بیٹھے رہے جب ماہ و سال نو کا چاند نکلا تو آپ دربار ایزدی میں اس طرح ملتجی ہوئے۔

غریب نوازؒ کا جناب باری میں التماس

ترجمہ
اے مالک دو جہاں پروردگار انس و جاں	اے دونوں جہاں کے مالک اور پالنے والے جنات و انسان کے یہ تیرا نافرمان بندہ رائے پتھورا غرور تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو کر حد اعتدال سے نکلا جاتا ہے اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر مردم آزاری پر کمر باندھ لی ہے اور تجھ کو اور تیرے دین کو حقیر جانتا ہے اور تیرے بندوں پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے پس اے خدائے ذوالجلال
ایں بندۂ نافرمان تو رائے پتھورا ایراسپ کبر و غرور سوار شدہ از حد اعتدال بیروں رفتہ است و زنام عدل و انصاف از دست فروہشتہ کمر بر مردم آزاری و خونخواری بستہ است تا بہ حد رسیدہ کہ دین ترا حقیر شمردہ بندگان ترا مستحق زجر و تعزیر دانستہ پس اے خدائے تعالےٰ و ذوالجلال رائے پتھورا نہ لشکر رائے پتھورا از فیل اصحاب	

[1] مولد عطائے رسول میں مرقوم ہے کہ آپ نے راجہ کو جواب دیا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ میں نکلتا ہوں یا تو۔

فیل قوی تر اند نہ شہاب الدین و لشکر او از طیراً ابابیل کمتر پس امید وارم کہ ایں ماہ نو منقضی نہ گشتہ کردن رائے پتھورا در پنجۂ آہنی شہاب الدین باشد و سزائے این لعین زبردست آں خادم دین اہتمام پذیر باید۔

قوی ہے اور شہاب الدین اور اس کا لشکر ابابیل سے کم ہے پس میں تجھ سے امید وار ہوں کہ اس چاند کے گذرنے تک رائے پتھورا کی سزا کیواسطے شہاب الدین ناچیز کو جو دین کا خادم ہے قوت کلی اور اختیار عطا فرما۔

دعا کے بعد آپنے روزہ افطار فرمایا اور نماز مغرب ادا کی بعد نماز عشار تھوڑی دیر مراقبہ کیا پھر ہمراہیوں سے مصروف گفتگو ہوئے۔ اگرچہ چاند اب موجود نہ تھا مگر آپ کے روئے منوّر کے انوار اسقدر جلوہ ریز تھے کہ حاضرین واضح طور پر آپ کا چہرہ مبارک دیکھ رہے تھے چنانچہ دوران گفتگو میں ایک جاں نثار نے عرض کیا۔

آپکے ایک جاں نثار کا معروضہ

پیر و مرشد جانم فدایت امروز در رخ انوار درچین اطہر بجائے ماہ نو دو ہلال عیدمی بینم حضرت قبلہ گاہ بسیار مسرور و مجور باشد کہ در اثنائے مراقبہ از حضرت جل وعلیٰ در باب ایں مرد (پتھورا) نافرمان یافتہ باشد" در جواب فرمودہ شد بلے خبر کردہ شدم مالکانِ قضا و قدر زمام اختیار پتھورا را بدست شہاب الدین سپردند تا وفا از روزگار او رد بعد ازاں انچہ خدا خواستہ باشد آں خواہد شد۔

اے پیر مرشد میرے جاں آپ پر قربان آج ہم حضرت کے روئے مبارک اور پیشانی اطہر میں بجائے ایک چاند کے دو عیدوں کے چاندوں کے برابر انوار دیکھتے ہیں۔ اور حضرت قبلہ کو بہت مسرور پاتے ہیں کیا اثنائے مراقبہ میں خدا کی جانب سے نافرمان (راجہ) کے معاملہ میں کچھ خوشخبری پہونچی ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکم خدا سے رائے پتھورا کے اختیارات کی باگ شہاب الدین کے قبضہ میں دیدی گئی۔ بعد ازاں خدا جو چاہے کرے۔

راجہ آپکے تشریف لیجانیکے انتظار میں

آپ کے مکاشفہ کی صداقت راجہ کی گرفتاری اور آپ کا شہر اجمیر میں قیام فرمانا

پرتھوی راج کے تینوں احکام میں دو کی تعمیل ہو چکی تھی اب تیسرے حکم کی تعمیل کا بے چینی کیساتھ انتظار کر رہا تھا حالت اضطراب میں رات گذری دوسرے

دن تک آپ کے تشریف لے جانے کا منتظر رہا۔

آخر صبح ہوتے ہی راجہ قلعہ کے برج پر دیکھنے گیا کہ آیا آپ تشریف لیگئے یا نہیں راجہ نے سدا بہار پہاڑی کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ گوگرا گھاٹی کیطرف سے دو سانڈنی سوار بعجلت تمام اگڈم کی طرف آرہے ہیں راجہ کو انہیں دیکھتے ہی یہ خیال گذرا کہ یہ کھانڈے راؤ کے قاصد ہیں اور دہلی سے کوئی بُری خبر لیکر آئے ہیں دل میں یہ خیال آنا تھا کہ سب کچھ بھول گیا ان آنے والے قاصدوں کا خیال دل میں لئے ہوئے محل میں واپس آیا۔ اہل دربار کی طلبی کا حکم دیا اور خود قاصدوں کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر میں راجپوت سردار جمع ہوگئے۔ اور دونو قاصد بھی پہونچ گئے خریطہ سے ایک مکتوب نکالکر راجہ کو دیا خط کھولکر پڑھا تو غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا کیونکہ کھانڈے راؤ کے اس خط کے ساتھ شہاب الدین کا بھی اعلان جنگ تھا جو غوری سردار نے بتاریخ ۱۱ ذلحجہ ۵۸۷ھ تحریر کیا تھا۔ راجہ نے ان دونوں خطوط کے جواب میں پہلے کھانڈے راؤ کو جواب لکھ دیا کہ آس پاس کے راجاؤں کو بلاؤ اپنی طاقت جمع کرو ایک ہفتہ کے اندر روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ میں بھی معہ اپنے لشکر کے روانہ ہوتا ہوں پھر اُس نے اپنے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ٹھکانہ جاؤ اور ہر ممکن سامان جنگ سے آراستہ ہو کر ایک دن میں واپس آکر سامنے میدان میں جمع ہو جاؤ یہ حکم دیکر راجہ خود بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا۔

۵۸۷ھ
آپکا یادگار محمدؒ کو سدا بہار پہاڑی سے شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجنا

شادی دیو اور اجے پال نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب حضور شہر ہی میں قیام فرمائیں تاکہ مخلوق آپ کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہو آپ نے اُن کا التماس قبول فرمایا اور اپنے خاص خادم یادگار محمدؒ کو حکم دیا کہ شہر میں جاکر فقرا کے لئے مناسب جائے رہائش کا انتظام کرو یادگار محمدؒ نے بتعمیل ارشاد شہر میں وہ مقام پسند کیا جہاں اس وقت آپ کا روضہ منورہ ہے اس جگہ اسوقت شادی دیو رہتا تھا حضرت یادگار محمد نے معروضہ پیش کیا اور آپ وہاں تشریف لے گئے یہاں مقیم ہونیکے بعد آپنے چند لوگوں کے ذریعہ راجہ کو اسلام کی دعوت دی مگر اُسپر کچھ اثر نہ ہوا سب نے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپ نے جب حقیقت حال سنی مراقبہ کیا پھر آنکھیں کھول کر فرمایا کہ اگر یہ بدبخت

ایمان نہ لایا تو میں اس کو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرادوں گا۔

لشکروں کی تعداد چونکہ اس مرتبہ راجہ نے یہ قصد کرلیا تھا کہ صرف شہاب الدین کی شکست پر اکتفا نہ کردں گا بلکہ شکست دینے کے بعد بھی اُس کے تعقب میں غزنی تک تاخت و تاراج کرتا ہوا جاؤں گا۔ اس لئے اُس نے راجگان ہند کو اپنے ساتھ ملالیا تھا۔

راجہ کا لشکر ڈیڑھ لاکھ سوار ایک لاکھ پیدل تین ہزار جنگی ہاتھی سولہ ہزار سامان کے چھکڑوں (جن میں رسد تھی) پر مشتمل تھا لاجہ کی مخصوص اور ڈیڑھ سو راجگان کی فوج اس کے علاوہ تھی راجہ یہ جرار لشکر[1] لیکر شہاب الدین کے آنے سے پہلے دریائے سرستی عبور کرکے تراوڑی کے میدان میں فروکش ہوا۔ اور شہاب الدین بھی لاہور سے روانہ ہوکر تراوڑی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (شہاب الدین کے لشکر کی تعداد[2] ایک لاکھ سوا لاکھ کے درمیان تھی اگرچہ بہادر راجپوتوں کے مقابلہ میں یہ تعداد کچھ بھی نہ تھی تاہم شہاب الدین کو اطمینان تھا کہ خدا کے فضل سے فتحیاب ہوکر رہوں گا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جس کی تیاری بہت دن سے کی جا رہی تھی (ماخوذ از فرشتہ و عطائے رسول وغیرہ)

تاریخ ۲۷ محرم الحرام ۵۸۸ھ سورج نکلنے سے پہلے طرفین میں صف بندیاں ہوگئیں راجپوتوں نے صرف ایک بات طے کرلی تھی کہ ہم بیک وقت حملہ کرکے گھوڑوں کو ہاتھیوں سے روند کر رکھ دیں گے۔ اس لئے رائے پتھورا نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ آگے ایک لاکھ تیراندازوں کی قطار تھی اُن کے پیچھے ڈیڑھ لاکھ سوار صف بستہ تھے پشت پر ڈیڑھ سو راجاؤں کی فوجیں تھیں۔ اُن کے پیچھے راجہ خود معہ اپنے پچاس ہزار سوار اور بہادروں کے موجود تھا۔ اس نے اپنی پشت کی جانب ہاتھیوں کی قطار کھڑی کی تھی تاکہ جس وقت غزنوی لشکر میں شکست و ابتری کے آثار نمایاں ہوں تو ہاتھیوں کے ریلے سے انہیں روند کر ختم کردیا جائے (فرشتہ و عطائے رسول وغیرہ)

ترتیب لشکر شہاب الدین مگر شہاب الدین نے اپنے مختصر لشکر کو اور ہی طرح ترتیب دیا تھا۔ سب سے آگے ایک کمان کی شکل میں بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھے اون کے وسط میں قطب الدین ایبک تھا میمنہ پر اپنے بھتیجے عبداللہ کو اور میسرہ پر اپنے لڑکے محمود خاں کو مقرر کیا اور بقیہ

---

[1] حسب فرشتہ تین لاکھ فوج تھی۔ [2] حسب فرشتہ ایک لاکھ ستر ہزار فوج تھی۔

تقریباً ساٹھ ہزار سواروں کو بارہ بارہ ہزار کے پانچ دستوں پر تقسیم کیا۔ آخر کار راجپوتوں کے لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ادھر شہاب الدین غوری نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر پورے لشکر[۵۱] میں گشت لگایا۔ اور قلب لشکر میں ٹھہر کر ایک پرجوش تقریر کی۔

آغاز جنگ اتنے میں راجپوتوں کے ایک لاکھ تیر اندازوں نے یکبارگی تیر اندازی شروع کر دی سوار آگے بڑھے۔ ادھر غوری لشکر نے بھی اپنے نیزے ہلائے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر آپس میں مقابل ہو گئے اور صف جدال و قتال گرم ہوا۔ سر گردنوں سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور و بکا سے فضائے بسیط گونجنے لگی پورے گھنٹہ بھر سخت معرکہ رہا۔ شہاب الدین نے محسوس کیا کہ سپاہیوں کے شانے تھک گئے اور ان کے دار اب کمزور ہونے لگے تاہم وہ ثابت قدم ہیں اور راجپوتوں کا لشکر بڑھ بڑھ کر ان کے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے یہ دیکھ کر شہاب الدین نے بارہ ہزار کے ایک دستہ کو جو تازہ دم تھا آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک گھنٹہ بعد دوسرے دستہ کو آگے بڑھایا پھر ایک گھنٹہ بعد تیسرے دستہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس طرح ہر گھنٹہ کے بعد تازہ دم غوری لشکر کو کمک ملنے سے بڑی تقویت ہوتی رہی۔ برخلاف اس کے رائے پتھورا نے اپنی کثیر فوج کے زعم میں صبح سے سب کو بیک وقت لڑائی میں جھونک دیا تھا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے بہت جلد غوریوں کو روند ڈالے گا۔

بہادر راجپوتوں کا قسم کھانا اب آفتاب نصف النہار پر پہونچ چکا تھا۔ تمازت آفتاب موسمی حرارت اور زرہ کی گرمی سے تمام سپاہی خستہ ہو گئے تھے رائے پتھورا نے دیکھا کہ اگر ایک گھنٹہ اور لڑائی کی یہی حالت رہی تو راجپوتوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ اور سہارا دینے کیلئے کوئی تازہ دم فوج نہیں ہے اس لئے اس نے فوراً تمام راجاؤں اور راجپوت سرداروں کو اکٹھا کیا اور سب نے مل کر راجپوتی آن سے تلوار پر ہاتھ رکھ کر مرنے کا عہد کیا۔ تلسی کے پتے چبائے تلواروں کے میان توڑ ڈالے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔

۵۱۔ وقائع شاہ معین الدین وغیرہ نے ایک لاکھ بیس ہزار لکھا ہے۔

شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح

اُدھر شہاب الدین بھی غافل نہ تھا جنگ کا رنگ اور فوج کی مکمل حالت اُس کی نظروں میں تھی۔ صبح سے اسی پر غور کر رہا تھا اور ایک چھتری کے سایہ میں گھوڑے کی پشت پر اپنی خیالوں میں منہمک تھا کہ اُس نے زین کے آگے رکھے ہوئے ترکش پر اپنی پیشانی رکھدی یعنی بشارت دینے کے لئے غیبی سامان ہوا۔ آنکھ جھپکی اور آن واحد میں اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے جسمیں وہ خود بھی شامل ہے بعد نماز خطیب نے اسکی طرف رُخ کیا اور سیدھا بازو پکڑ کر ہلایا زین سے اُٹھایا اور کہا

اے معزالدین برخیز۔ ایں وقت خواب نیست
کہ معزدینی و کارپردازاں قضا و قدر رفتح و نصرت
را بنام تو معزکردہ اند من فتح ترا از خدا خواستہ ام
و ہلاکت رائے پتھورا را بدست تو سپردم غم نہ
کن خدائے عزوجل کارساز تست۔

ترجمہ اے معزالدین اُٹھ یہ وقت سونے کا نہیں ہے معزدینی اور کارپردازان قضا و قدر نے فتح و نصرت تیرے لئے مقرر کردی ہے میں نے تیرے لئے خدا سے فتح چاہی ہے اور رائے پتھورا کی ہلاکت ترے ہاتھ میں دی ہے غم نہ کر خدائے عزوجل تیرا کارساز ہے

شہاب الدین غوری نے خواب سے چونک کر فوج پر نظر ڈالی۔ مگر جس طرف دیکھتا ہے اس طرف اُنہی خواب والے بزرگ کو فوج کی نگرانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے حیران تھا الٰہی یہ کون بزرگ ہیں جو میری رہنمائی کر رہے ہیں کاش میں انہیں عالم مثال میں بھی دیکھتا۔

شہاب الدین غوری کی موقع شناسی

سلطان شہاب الدین نہ صرف بہادر سپاہی تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں ایک موقع شناس سپہ سالار بھی تھا صبح سے لشکر کی کمان قطب الدین ایبک کر رہا تھا اور شہاب الدین غوری خیر کا کام انجام دے رہا تھا جب شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ طرفین کے لشکر اس طویل اور گھمسان کی لڑائی سے اتنے تھک چکے ہیں کہ کسی فریق کی ادنیٰ حرکت دوسرے کے لئے باعث شکست ہو سکتی ہے کیونکہ اب سپاہ میں مزید حرکت کا دم نہ تھا۔ مئی کی گرمی میں پورے آٹھ گھنٹہ تلوار چلا کر وہ گرمی تکان اور پیاس سے خستہ جان تھے۔

میدان جنگ میں تازہ دم فوج

مگر شہاب الدین غوری کے پاس بارہ بلدہ ہزار کے ابھی دو تازہ

دم دستے اور موجود تھے۔ ان میں ایک دستہ عامہ لشکر کا تھا اُس کو شہاب الدین نے چھ چھ ہزار کے دو حصوں میں تقسیم کر کے راجپوتوں کے میمنہ و میسرہ کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں اشارہ نہ کروں حملہ نہ کرنا اب شہاب الدین غوری کے پاس خود اُس کی خاصہ فوج کے بارہ ہزار سپاہی تھے سب عربی گھوڑوں پر سوار لمبے لمبے میزوں یمانی تلواروں سے آراستہ زرہ پوش تھے۔ شہاب الدین خود اُن کو دو دو ہزار کی چھ صفوں میں ترتیب دیکر قلب لشکر سے نکلا اور راجپوتی لشکر کی طرف بڑھا رائے پتھورا کی نظر جب اُس تازہ لشکر پر پڑی تو اُسے اپنی شکست کا پورا یقین ہو گیا۔ تاہم وہ بھی راجپوت کا بچہ تھا۔ اور کارآزمودہ سپہ سالار تھا۔ فوراً سنبھلا اور ساتھیوں کو للکار کر کہا۔

شہاب الدین پر یورش "بہادر راجپوتوں! شہاب الدین تمہارے سامنے ہے ہر طرف سے اُسے گھیر لو خبردار بھاگنے نہ پائے۔ ادھر پیل بانوں کو حکم دیا کہ ان تین ہزار جنگلی ہاتھیوں کو (جو شراب پلا کر مست کئے گئے ہے) دشمن کی طرف بڑھاؤ

شہاب الدین غوری کا حملہ شہاب الدین نے زیادہ تامل نہیں کیا۔ بلکہ شہاب الدین ثاقب کی طرح اپنے دستہ کو بڑھا کر رائے پتھورا پر حملہ آور ہوا۔ اور ان دونوں دستوں کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی دو نیم کمانوں کی شکل میں دشمن کو گھیرے میں لے لیا۔ اب تین طرف سے رائے پتھورا گھر گیا تھا غوری اور کے خلجی نوجوانوں نے تھوڑی ہی دیر میں تھکے ہوئے راجپوت بہادروں کو پیچھے ہٹا دیا۔

فتح، ۱۲ محرم ۵۸۸ھ راجپوتی لشکر ابھی کچھ دور پیچھے ہٹا تھا کہ خود اپنے ہی ہاتھیوں سے دوچار ہونا پڑا جو عقب سے بڑھے چلے آرہے تھے۔ ان مست ہاتھیوں نے خود اپنے لشکر کو روندنا شروع کیا اور راجپوت چاروں طرف سے مصیبت میں گھر گئے راجپوت آخر دیوتا تھے نہیں البتہ بہادر انسان تھے ان میں سراسیمگی پھیل گئی۔ اور ایک گھنٹہ میں شہاب الدین نے تراوڑی کا معرکہ سر کر لیا۔ رائے پتھورا اور چند دیگر راجگان کا غوریوں نے تعقب کیا۔ اور کھانڈے راؤ اور چند راجگان دوران تعقب میں مارے گئے۔

رائے پتھورا دریائے سرستی[1] کے کنارے گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اور اس طرح غریب نواز کے مکاشفہ کی صداقت عالم میں اشکارا ہو گئی۔ (ماخوذ از عطائے رسول)

---

[1] سرستی ندی پنجاب میں ہے

شہاب الدین کی اجمیر شریف روانگی

۵۸۸ھ بعد فتح شہاب الدین غوری تراوڑی[۵۱] سے براہ کیکڑی[۵۲] عازم اجمیر ہوا۔ اور دیولی[۵۳] میں ان راجاؤں کے لڑکے جن کے باپ تراوڑی میں مارے گئے تھے۔ اطاعت و فرماں برداری کی دستاویزات لیکر معہ شاہانہ تحائف کے شہاب الدین کے استقبال کے لئے جمع ہوئے۔ یہاں شہاب الدین کی شاہانہ نظریں ہوئیں وفاداری کی دستاویزات پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے شہاب الدین سے درخواست کی گئی۔ اس گروہ میں رائے پتھورا کا لڑکا بھی تھا شہاب الدین سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا اور ہر ایک کی سند پر بہ عہد و پیمان دستخط کئے۔ جاگیریں واگذاشت کیں اور رائے پتھورا کے لڑکے کو بھی از روئے ترحم خسروانہ اس کے باپ کی گدی یعنی اجمیر کی حکومت عنایت کی اس خوشی میں راجپوتوں نے کیکڑی کے مشہور تالاب کے کنارے جشن منایا گیا کشتیاں تالاب میں چھوڑیں اور چراغاں کیا۔ (عطائے رسول وغیرہ)

اسلامی لشکر ان ایام میں مصروف عبادت رہا یہاں سے چوتھے دن روانہ ہو کر اجمیر شریف کا رخ کیا۔ شہاب الدین کو کیا معلوم تھا کہ جذبۂ پنہائی اُس مقدس ہستی کے قدموں کی طرف لئے جا رہا ہے جسے بمقام تراوڑی عالم رویا میں دیکھ کر عالم اجسام میں دیکھنے کی آرزو جاگزیں ہو گئی تھی۔ آفتاب غروب ہونے والا تھا اور شہاب الدین اجمیر شریف سے تین میل دور گھوڑے پر سوار بسمت اجمیر آ رہا تھا جلو میں مہاراج گان کے لڑکے ان کے دائیں بائیں وزراء امراء عقب میں شہاب الدین کا مشہور لشکر تھا (عطائے رسول وغیرہ)

دربار خواجہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی

جب شہاب الدین غوری کاشانۂ ولایت اور آفتاب معرفت (جہاں اسوقت غریب نواز کا روضہ ہے) کے قریب پہونچا تو آفتاب دنیا غروب ہو گیا اور کاشانۂ ولایت سے اذان کی آواز آئی۔ شہاب الدین متعجب ہوا کہ اس

---

۵۱ ترائین جس کا بعد کا نام تراوڑی ہے تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس پر سرستی ندی کے کنارہ ہے (منتخب التواریخ)

۵۲ (الف) کیکڑی اجمیر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔

(ب) مفتوحہ علاقہ کو دیکھتے ہوئے براہ کیکڑی شہاب الدین کا اجمیر آنا قرین قیاس ہے۔

۵۳ دیولی اجمیر سے ۷۰ میل ہے۔

اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے کسی سے پوچھنا چاہتا تھا کہ محل شناس رائے پتھورا کا بیٹا آگے بڑھا۔ سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ "جہاں پناہ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں" شہاب الدین نے کہا اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے لڑکے نے کہا کچھ مسلمان درویش سال بھر سے یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ روزانہ کئی مرتبہ ایسے پکار کر کچھ پوجا کرتے ہیں" یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ کاشانۂ ولایت آگیا۔

نماز پہلی صف کے وسط میں کچھ لوگ کھڑے ہو چکے تھے۔ تکبیر تحریمہ میں امام کے ساتھ صرف اٹھارہ آدمی تھے۔ مگر جب رکوع میں گئے تو بارہ ہزار تھے۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب امام نے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو شہاب الدین کی نظر حضرت خواجہ غریب نواز کے روئے اقدس پر پڑی پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی زیارت عالم رویا میں تراوڑی کے میدان میں پشت اسپ پر ہوئی تھی۔ اور میرے لشکر کی نگہبانی فرما رہے تھے۔

قدمبوسی ان خیالات کے آتے ہی شہاب الدین غریب نواز سے قدمبوس ہونا چاہتا تھا کہ حضور نے اوس کو اپنے بازوؤں کی طرف لیا اور بغلگیر ہوئے۔ شہاب الدین بہت دیر تک اپنے رخسار حضور کے سینہ مبارک سے لگائے رہا۔ اور جب حضور نے دعائیں دیکر بیٹھنے کے لئے فرمایا تو شہاب الدین کی ڈاڑھی خوشی کے آنسوؤں سے تر تھی۔

حسب روایت "آتشکدہ آذر" شہاب الدین غوری نے آپ کے دست حق پر بیعت بھی کی۔

جاسوسی کا الزام اور اُس کی تردید بعض کوتاہ بیں لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کے جاسوس کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس الزام کا قیاسی ثبوت صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے آنے کے کچھ ہی دن بعد ہی شہاب الدین غوری[1] نے پرتھوی راج پر فوج کشی کر کے اجمیر و دہلی فتح کر لیا۔ اس کے سوا اور کوئی تاریخی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا نہ کسی

---

[1] شہاب الدین غوری بہاالدین محمد سام کا بیٹا تھا۔ اور غیاث الدین غوری کا برادر عیانی تھا ۱۱۹۳ء میں اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو شکست دی بعد ازاں قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر مفتوحہ علاقہ میں چھوڑا۔ مفصل حالات تاریخ فرشتہ و تاریخ تاج المآثر میں دیکھئے۔ (مولف)

تاریخ سے شہاب الدین کے کسی محکمہ میں آپ کا ملازم رہنا معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو بعد فتح شہاب الدین کوئی انعام جاگیر یا کوئی عہدہ بطور حق المحنت آپ کو پیش کرتا اور آپ امیرانہ زندگی بسر کرتے مگر کسی تذکرہ اور تاریخ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔

اس کے سوا قرائن کا جہاں تک تعلق ہے اُن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک تارک الدنیا جو اپنا مال و زر خدا کی راہ میں لٹا چکا ہو۔ وہ ملک گیری اور زر و مال کے خزانے حاصل کرنے اور دنیاوی حکومت و شاہی پر قابض ہونیکے لئے کہاں تک تیار ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ درویش درویشانہ زندگی پر شاہانہ زندگی ہزار بار قربان کر دیا کرتے ہیں چنانچہ اسی خاندان چشتی کے شیخ اعظم حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ زبان حال سے ہمارا شاہد ثبوت اور دافع الزام ہے۔

بالفرض محال اگر آپ نے جاسوسی کی خدمات انجام بھی دیں تب بھی آپ کے مذکورہ بالا استغنا اور تارک الدنیا ہونے کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ کسی جاہ و حشم کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ جزو جہاد سمجھ کر تبلیغ و ترقی اسلام کے لئے آپ نے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ (مولف)

نکاح اوّل سنہ ۵۸۹ھ ایک روز امیر سید حسن[۵۱] نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالم رویا میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں "اے فرزند سرور عالم کا حکم ہے تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے کر دو" آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے خواب کا سارا ماجرا غریب نواز سے عرض کیا غریب نواز نے فرمایا اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بموجب ارشاد امام میں یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔ بالآخر (بعمر ۹۰ سال) امیر موصوف کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب)

---

۵۱ (الف) یہ سنہ نکاح حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ کی وفات (مندرجہ خزینۃ الاصفیا) بعمر ۶۳ سال سنہ ۶۵۳ھ سے مطابقت کرتا ہے (ب) "حسب سیر الاقطاب" پہلی بار دہلی کے سفر سے (بزمانہ نیابت قطب الدین ایبک) واپس آکر نکاح کیا (مولف) (ج) اسی زمانہ میں حضرت قطب الاقطاب حسب روایۃ خزینۃ الاصفیا بعمر اٹھارہ سال) دہلی موجود تھے۔

۵۲ (الف) حسب تاریخ فرشتہ و چمن گلشن حضرت امیر سید حسن رحمۃ اللہ علیہ سادات عظام سے ہیں اور حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد میں ہیں۔ (ب) سلطان شہاب الدین غوری کے افسر تھے۔ جب سلطان مذکور رائے پتھورا پر فتحیاب ہوا اور قطب الدین ایبک کو نائب سلطنت مقرر کر کے کوہ سوالک محالات کو ہستان غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا۔ سلطان قطب الدین ایبک نے حضرت سید حسن مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کو (جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تھے) اجمیر کا قلعدار کر دیا (از احسن السیر) (ج) آپ صوفیہ مذہب (یعنی تفضیلیہ) تھے اور حلیہ تقویٰ سے آراستہ اور اولیا اللہ کے مسلک میں انتظام رکھتے تھے۔ (از فرشتہ)

اولیا مسجد اور کاشانہ ولایت ۵۹۲ھ

آپ نے جھالرہ سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ایک کچی مسجد عبادت کے لئے بنوائی۔ آپ کے ہمراہیوں نے مسجد کے آس پاس اپنے جھونپڑے بنائے۔ ان جھونپڑوں کے گرد تہور کے درختوں کی قطار قائم کر دی گئی۔ یہ تھا سلطان الہند باولایت کی مقدس قیام گاہ کا سادہ منظر۔ (ماخوذ از عطائے رسول)

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور آپکا شہدا کو دفن کرنا ۵۹۲ھ

آپ کے خسر امیر سید حسن اور برادر نسبتی[۵۱] امیر سید حسین مشہدی[۵۲] خنگ سوار کی ہدایت سے بہت سے مرد و زن مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔

ہر دو حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دیتے تھے یہ تبلیغ از راہ حکومت نہ تھی بلکہ جو ایمان نہ لاتا اس سے کچھ تعرض نہ تھا۔ (از سیر الاقطاب)

بسبب روز افزوں ترقی اسلام اہل ہنود عداوت قلبی رکھتے تھے۔ آخر جب قطب الدین ایبک کی غلط خبر وفات اجمیر میں پہونچی تو راجپوت علاقہ داران ایک کثیر جماعت کے ساتھ کمندوں کے ذریعہ داخل قلعہ ہوئے۔ اور شب خون کیا۔

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اس شب قلیل جماعت کے ساتھ قلعہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لشکر کے اکثر آدمی پرگنوں میں زر شاہی کے لئے گئے ہوئے تھے۔ الغرض بتاریخ ۱۸ رجب (اٹھارویں شب) سنہ ۵۹۲ھ[۵۳] میں حضرت امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ مع جماعت مسلمین شہید ہوئے۔ مگر کفار بھی آپکے اور آپ کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے بہت مارے گئے (ماخوذ از وقائع شاہ معین الدین و احسن السیر و عطائے رسول)

صبح کی نماز کے بعد جب غریب نواز جانماز پر تشریف فرما تھے۔ کہ تاراگڈھ کی طرف سے ایک جھونکا

---

[۵۱] یعنی غریب نواز کی اہلیہ بی بی عصمت کے چچازاد بھائی (مولف)

[۵۲] (الف) حسب "خزینۃ الاصفیا" آپ اجمیر میں غریب نواز کے سب سے پہلے عقیدت مندوں میں ہیں۔
(ب) آپ اکثر غریب نواز کے پاس آیا کرتے تھے اور استفادہ حاصل کرتے تھے (وقایع شاہ معین الدین)

[۵۳] "احسن السیر" وغیرہ میں آپ کا سنہ شہادت ۵۹۳ھ "عطائے رسول" میں ۵۹۲ھ مگر دونوں نے بعد وفات سلطان قطب الدین لکھا ہے لیکن فرشتہ کے بیان سے ۵۹۳ھ میں انتظامی جنگ ہونا ثابت ہے اس لئے میراں صاحب کی شہادت کا سنہ ۵۹۲ھ ہے (مولف)

ہوا کا آیا آپ نے مراقبہ سے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے فرمایا "ایں ہوائے ہیچ بوئے بمشام شمایاں رسیدہ" یعنی اس نسیم صحر سے تمہارے دماغوں میں کوئی خوشبو آئی۔ سب نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "بلے بوئے شہدا آوردہ بودم" یعنی اس ہوا میں شہدا کے خون کی بو آتی ہے (از عطائے رسول)

بعد ازاں اپ معہ مریدین و معتقدین تارہ گڈہ تشریف فرما ہوئے۔ اور میراں سید حسین خنگ سوار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بلند مقام پر دفن کیا۔ اور بقیہ شہدا کو اس مقام کے نیچے پچاس پچاس کی چار قطاروں میں سپرد خاک کیا۔ (از عطائے رسول)

بار سوم ہندوستان میں تشریف آوری اور ورود لاہور دہلی بعہد قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ

صاحب مسالک السالکین کا بحوالہ سیر المعارفین بیان ہے کہ جب آپ لاہور پہونچے ہیں تو ان ایام میں سلطان معزالدین سام نے دہلی فتح کیا اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر خود غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور اثنائے راہ میں واصل بحق ہوا۔

چونکہ حسب تاریخ فرشتہ و منتخب التواریخ وغیرہ معزالدین سام کی وفات ۱۳ شعبان ۶۰۲ھ میں ہوئی اس لئے ۵۸۰ھ کے بعد آپ کا پھر لاہور ۶۰۲ھ میں تشریف لانا ثابت ہے۔

ورود ہند کے متعلق مختلف اوقات کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی پرورش گاہ (یعنی خراسان جو بمنزلہ وطن تھا) آنے جانے کا سلسلہ اجمیر آنے کے بعد بھی قائم رکھا۔ اور آپ کی خراسان میں متعدد تصانیف کا ہونا یہ امر ثابت کرتا ہے کہ آپ کا وہاں وقتاً فوقتاً قیام رہا ہے۔ چونکہ آپکے لئے تصنیف کا موقع اجمیر آنیکے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اسلئے اغلب گمان ہے کہ آپ اس مرتبہ بھی خراسان ہی سے وارد لاہور ہوئے (مولف)

اس ورود ہند کے متعلق صاحب مسالک السالکین کی رائے معہ تفصیلات

جب معزالدین سام واصل بحق ہوئے اسوقت آپ (لاہور سے) دہلی تشریف لائے اور کئی مہینہ قیام فرمایا۔ وثاق متبرکہ یعنی حرم سرا آپ کا اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشیدی کی قبر ہے اور آج تک اس زمانہ کی نشانیوں[۵۱] میں سے انکی مسجد کی محراب قائم ہے۔ جب خلق کا زیادہ ہجوم ہوا تو آپ دہلی سے اجمیر تشریف لے گئے۔

---

[۵۱] غالباً یہ وہی کھنڈرات ہیں جو قطب مینار کے قریب پائے جاتے ہیں۔ (مولف)

اگرچہ اس وقت اجمیر میں رونق اسلام شروع ہو گئی تھی۔ لیکن کفار کا غلبہ بہت تھا اور سلطان قطب الدین[۵۱] ایبک کی طرف سے حضرت سید حسین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ داروغہ اجمیر تھے۔

فرشتہ وغیرہ کا بیان ہے۔ کہ سلطان شہاب غوری نے ۵۸۸ھ[۵۲] میں راجہ پتھورا پر فتح پاکر دہلی پر قبضہ کیا اور ۶۰۲ھ میں وفات پائی اور قطب الدین ایبک مستقل بادشاہ ہوا۔" اسرار الاولیاء و اخبار الاخیار" اور دیگر کتب معتبرہ سے ظاہر ہے کہ جب آپ رونق افروز اجمیر تھے اس وقت فرماں روائے اجمیر راجہ پتھورا تھا۔ اس لئے یہ روایت آپکے بار اوّل (یعنی ۵۸۷ھ میں) اجمیر آنے کی نہیں جیسا سیاق روایت سے ظاہر ہے۔ (مسالک السالکین، و دلائل مولف)

---

۵۱ قطب الدین ایبک بروز دوشنبہ ۱۸ ذی قعدہ ۶۰۲ھ میں دہلی سے لاہور آکر تخت نشین ہوا۔ منتخب التواریخ)

۵۲ (الف) دہلی ۵۸۹ھ میں نسخیر ہوا (فرشتہ)

(ب) سرستی اور ہانسی کے قلعے فتح کرنیکے بعد ۵۸۹ھ میں شہاب الدین غوری نے قصبہ کہرام (جو دہلی سے ستر کوس ہے) میں قطب الدین ایبک کو چھوڑ کر خود کوہ سوالک کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تاخت و تاراج کرتا ہوا غزنین چلا گیا (منتخب التواریخ)

سنہ ۶۱۱ھ

سفر خراسان سے واپسی اور بار چہارم ورود ہند

سنہ ۶۱۰ھ میں اجمیر شریف آنیکے بعد یہ آپ کا دوسری مرتبہ خراسان کی طرف سفر تھا۔ اس موقعہ پر بھی اغلب گمان ہے کہ آپ نے اس نواح میں کافی عرصہ قیام کرکے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا۔ جیسا کہ حسب روایۃ "سبع سنابل" آپ کی متعدد تصانیف وہاں موجود ہونے سے ثابت ہے۔

سفر خراسان کے بعد بار چہارم ورود ہند کا تاریخی ثبوت

آپ کا بار چہارم ہندوستان وارد ہونا منظر عام پر نہیں آیا۔ اسلئے ممکن ہے عوام پر اس کا انکشاف گراں گذرے۔ مگر مورخین اور باریک بین نظریں اس انکشاف کی قدر کریں گی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

"خزینۃ الاصفیا" کا بیان ہے کہ جب حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی علیہ الرحمۃ خراسان سے وارد ہندوستان ہوئے ہیں۔ اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین تبریزی دونوں ملکر شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے تشریف لے گئے تھے۔ اور جبکہ یہ تینوں حضرات (یعنی شیخ بہاالدین علیہ الرحمۃ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے اسوقت قباچہ بیگ (ناصرالدین[۵۱] قباچہ) حاکم ملتان خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ لشکر کفار مغل[۵۲] ملتان تسخیر کرنے آیا ہے۔ لشکر بے شمار ہے۔ مجھے مقابلہ و مجادلہ کی طاقت نہیں ہے۔ خدا کے لئے میری امداد فرمایئے۔

اتفاقاً اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا وہ حضرت قطب صاحبؒ نے حاکم ملتان (قباچہ بیگ) کو دیا۔ اور فرمایا یہ تیر رات کے وقت دشمن کے لشکر میں پھینکدینا اور مطمئن ہو جانا۔ قباچہ بیگ نے یہ عمل کیا اور دشمن کے لشکر میں سے کوئی متنفس ایسا نہ بچا جو

---

[۵۱] ناصرالدین قباچہ اور شمس الدین التمش سے لڑائی ہوئی۔ جب قلعہ بھنگرہ فتح ہوگیا تو ناصرالدین قباچہ پنجاب کے کس دریا کے اندر ۶۱۵ھ میں ڈوب کر مرگیا (منتخب التواریخ)

[۵۲] مغل اصلی قوم ترکستان کا ایک فرقہ ہے بمعنی عمدہ (مولف)

تیر خوردہ نہ ہوا ہو۔ تمام کفار نے راہ فرار اختیار کی

چونکہ صاحب "منتخب التواریخ" کا بیان ہے کہ ۶۱۱ھ میں مغلوں نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک ملتان کا محاصرہ کیا اس لئے یہی سنہ یعنی ۶۱۱ھ غریب نواز کی خراسان سے واپسی ہندوستان اور ورود لاہور کا ہے۔ (مولف)

آپکا لاہور سے اجمیر شریف پہونچنا اور قطب صاحبؒ کی درخواست حاضری

ادہر آپ لاہور سے اجمیر پہونچے اُدہر حضرت قطب الاقطابؒ نے ملتان سے پہونچکر آپ کی خدمت میں درخواست لکھی اور اجمیر حاضر ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ نے جواب دیا کہ دہلی کا کار ولایت تمہارے سپرد ہے۔ تم وہیں سکونت رکھو۔ کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے (از خزینۃ الاصفیا)

ورود دہلی بار اوّل بعہد شمس الدین التمش

خواجہ غریب نواز اجمیر شریف سے دہلی تشریف[1] فرما ہوکر قطب صاحب کی خانقاہ میں ٹھیرے قطب صاحبؒ نے چاہا کہ سلطان کو خبر دیں مگر غریب نواز نے بوجہ کثرت اژدہام خلقت آپ کو منع فرمادیا قطب صاحبؒ خاموش ہو گئے

(مسالک السالکین)

مگر باوجود اس کے بھی سلطان شمس الدین التمش اور خواص وعام کو دہلی میں خبر ہو گئی سب حضرات خواجہ علیہ الرحمۃ کی زیارت اور دیدار فرحت آثار کو غنیمت سمجھ کر حاضر خدمت بابرکت ہوتے رہے۔

مگر نجم الدین صغریٰ بوجہ رشک وحسد آپکے پاس نہ آئے خواجہ علیہ الرحمۃ کی شیخ نجم الدین سے خراسان کی ملاقات تھی اور آپ خلق محمدی بدرجہ غایت رکھتے تھے اس لئے خود شیخ نجم الدین صغریٰ سے ملنے کے لئے اُن کے گھر تشریف لے گئے اسوقت نجم الدین صغریٰ اپنے صحن خانہ میں ایک صفہ تعمیر کرا رہے تھے جب حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اُن کے پاس پہونچے تو انہوں نے نہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا استقبال کیا نہ اُن کی

---

[1] آپ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دو مرتبہ دہلی تشریف لائے (سیر الاقطاب وغیرہ)

[2] شمس الدین التمش آخر ۶۰۷ھ میں تخت دہلی پر مسند نشین ہوا۔ بڑا نیک بادشاہ تھا (فرشتہ و سیر الاقطاب) غریب نواز سے استفادہ حاصل کیا قطب صاحب سے مرید تھا۔ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے تجدید بیعت کی بتاریخ ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ میں وصال ہوا عقب مسجد قوۃ الاسلام دفن کیا گیا۔ (فرشتہ۔ منتخب التواریخ و خزینۃ الاصفیا)

جانب متوجہ ہوئے یہ بات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ پر گراں گذری اور آپ نے فرمایا کہ اے نجم الدین صغریٰ تجھ پر کیا ایسی بلا آئی ہے کہ شیخ الاسلامی کے نشہ میں انسانیت سے درگذرا اور راہ و رسم دیرینہ و وضع داری قدیم کو یکبارگی ترک کر دیا۔ یہ سُنکر شیخ نجم الدین صغریٰ بہت شرمائے اور خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ کر معذرت کرنے اور کہنے لگے کہ میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب صاحبؒ نے میری قدر و منزلت بالکل برباد کر دی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام خلائق اُسی کی طرف رجوع ہے میں شیخ الاسلام برائے نام ہوں کوئی میری پرسش نہیں کرتا یہ سُنکر غریب نواز نے تبسم فرمایا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ اجمیر لیجاؤں گا یہ فرما کر آپ وہاں سے چلے آئے۔ ہر چند نجم الدین صغریٰ طعام حاضر کی نسبت کہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا جب آپ اجمیر تشریف لیجانے لگے تو قطب صاحبؒ کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ چونکہ سکنائے دہلی کو قطب صاحبؒ سے محبت قلبی ہو گئی تھی۔ جب بقصد اجمیر آپ شہر سے باہر آئے تو کوئی شخص آپ کے فراق کی تاب نہ لا سکا۔ تمام شہر میں یکبارگی شور و غوغا اور ماتم عظیم برپا ہو گیا اور شہر کی خلقت دیوانہ وار آپ کے پیچھے ہوئی جہاں آپ قدم رکھتے تھے لوگ اُسی جگہ کی خاک اٹھا کر تیمناً و تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔

جب سلطان نور اللہ مرقدہٗ نے آپ (قطب صاحبؒ) کی روانگی اجمیر شریف کی خبر سُنی بے اختیار دوڑے آئے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بالکمال منت و زاری عرض کیا کہ حضور قطب صاحبؒ کو اجمیر شریف نہ لے جائیں برائے خدا یہیں چھوڑ جائیں۔

جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ معاملہ بچشم خود معاینہ فرمایا اور تمام اہل شہر کو آپ کا فریفتہ و شیفتہ پایا تو التجا سلطان کی قبول فرمائی۔ اور کہا "بابا قطب الدین تم یہیں رہو۔ تمہارے جانے سے سارے اہل شہر پریشان و بے قرار ہیں میں نہیں چاہتا کہ اسقدر مخلوق کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کروں میں نے اس شہر و دیار کو تمہاری حمایت میں چھوڑا" یہ فرما کر خود حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔

(از مسالک السالکین حالات قطب صاحبؒ)

بابا فرید الدین گنج شکر پر آپ کا کرم فرمانا

جب غریب نواز اجمیر سے دہلی تشریف لائے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق آپ سے نعمت حاصل کی بعد ازاں غریب نواز نے حضرت قطب صاحبؒ سے دریافت کیا کہ تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی اور نعمت پانے سے رہ گیا ہے۔ قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ ایک مسعودی (بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ) نامی فقیر رہ گیا ہے وہ چلّہ میں بیٹھا ہے۔ غریب نواز کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آؤ اُسے دیکھیں۔ دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا صاحبؒ ضعف کی وجہ سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے ناچار چشم پر آب ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ غریب نواز نے جب یہ دیکھا فرمایا "اے قطب الدین کب تک اس بیچارہ کو مجاہدہ میں مبتلا رکھو گے۔ آؤ تاکہ اُسے کچھ عطا کریں۔ پس داہنا بازو حضرت غریب نواز نے اور بائیاں بازو حضرت قطب صاحبؒ نے پکڑ کر اُٹھایا۔ پھر غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا "جل جلالہٗ ہمارے فرید کو قبول فرما۔ اور اکمل درویشوں کے مرتبہ پر پہونچا آواز آئی ہم نے فرید کو قبول کیا اور فرید وحید عصر ہوگا۔ یہ سُنکر بابا صاحبؒ کا حال دگرگوں ہوا جب غریب نواز نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ فرید کو اسم اعظم (جو خواجگان چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا) تلقین کرو اسوقت علم الدنی منکشف ہو گیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اُٹھ گئے پس غریب نواز نے بابا صاحبؒ کو خلعت عطا فرمایا۔ نیز حضرت قطب الاقطابؒ نے دستار مثال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے اس محفل میں انعام و اکرام میں قاضی شیخ حمید الدین ناگوری۔ مولانا علی کرمانی فرید الدین غزنوی۔ مولانا مبارک شیخ نظام الدین ابو المؤید مولانا شمس الدین ترک خواجہ مؤید موینہ دوز اور دیگر مشائخین صاحب نظر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم موجود تھے۔ ایک شاعر نے فی البدیہہ مطابق حال یہ شعر کہا۔

---

۵۱ سیر الاقطاب میں حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ کا بعمر پچانوے سال ۶۶۴ھ میں وفات پانا مرقوم ہے۔ اس حساب سے بابا صاحب کا سنہ ولادت ۵۷۰ھ برآمد ہوتا ہے (مولف)

۵۲ و ۵۳ صاحب مسالک السالکین نے قتلغ بیگ سے مغلوں کی جنگ ہونے اور بابا فریدؒ کے شرف ارادت (ہماری رائے میں بیعت خلافت) سے مشرف ہونیکا ایک ہی زمانہ لکھا ہے چونکہ جنگ مذکور حسب منتخب التواریخ ۶۱۱ھ میں ہوئی نیز حسب سیر الاقطاب یہ واقع دہلی میں ہوا ہے اسلئے غریب نواز کے دہلی آنے اور بابا صاحبؒ کو خرقہ عطا کرنیکا سنہ بھی یہی ہے (مولف)

"بخشس کونین از شیخین گرفتہ فرید بادشاہی یافتہ از بادشاہانِ جہاں"

بعد اذاں حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ بابا قطب الدین بڑے شاہباز کو دام میں لائے ہو کہ جس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا (سیر الاقطاب تذکرہ بابا فرید الدین)

سفر دہلی بار دوئم بعہد شمس الدین التمش ۶۱۲ھ

دوسری بار پھر آپ بعہد شمس الدین التمش اجمیر سے بزمرہ خدمت خلق دہلی تشریف فرما ہوئے اور دوران قیام دہلی میں آپ نے حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان مکی قدس سرہٗ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جس کی تفصیلات آگے درج ہیں (ماخوذ از گنج الاسرار وقائع شاہ معین الدین حسن)

کتاب تاریخ السلف میں بحوالہ جامع الکلیم مرتبہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ حسب ذیل روایت ہے خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی تشریف لائے شیخ قطب الدینؒ نے سنا تو استقبال کیا۔ اور جس طرح کہ مرید کو خدمت پیر و مرشد میں ہونا چاہیئے اس میں ذرہ بھر کمی نہ کی۔ جب خواجہ بزرگؒ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا عرض کیا کہ خدائے برتر نے کس سبب سے حضور کے قدوم سے اس شہر کو روشن فرمایا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ بابا بختیار میں نے کھیتی کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرمان طلب کرتا ہے لڑکوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا۔

اِدھر بھوا دیا تم یہاں مجھ سے پہلے سے ہو کوئی تدبیر بتاؤ۔ صاحب وقائع معین الدین چشتی نے مندرجہ بالا روایات سے ان وجوہات کی بنا پر انکار کیا ہے اور ایک دوسری روایت لکھی ہے۔

وجہ اوّل سلطان شمس الدین چونکہ داخل سلسلہ تھا اس لئے بجائے خود تشریف لانے کے اگر آپ اپنے کسی خادم کو اس کام کی انجام دہی کے واسطے روانہ کر دیتے تو سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔

دوسری وجہ یہ کہ اکثر اولیا اللہ نے حکومت اور مشیخت کو قبول نہیں فرمایا

دوسری روایت وقائع شاہ معین الدین چشتی زہ

جب آپ اجمیر میں قیام پذیر ہوئے تو ایک کاشتکار نے آکر آپ سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار یہاں کے حاکم نے ضبط کر لی ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہیں پا سکو گے لہٰذا حضرت کی امداد کا خواہاں ہوں۔ تاکہ اس سال کے خرچ سے نجات ملے کیونکہ میری روزی کا وسیلہ سوائے اس کے

اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بعد ازیں حاکم کیا کرے گا۔ اُس نے عرض کیا کہ جو حکم ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرے گا آپ نے فرمایا کہ اگر استمراری فرمان دستیاب ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر حضور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو سفارشی خط تحریر فرمادیں تو استمراری یا میعادی فرمان مل جائے گا آپ نے غور و تامل کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگرچہ سفارش سے تیری مقصد برآری آسان ہے مگر اللہ نے مجھے تیرے کام پر متعین فرمایا ہے لہٰذا میرے ساتھ چل اور آپ اوسی وقت دہلی روانہ ہو گئے پہلے جب آپ تشریف لے گئے تھے تو حضرت قطب الدینؒ کو پیشتر مطلع فرمادیا تھا اور تاریخ مقرر پر بادشاہ اور قطب صاحبؒ کی پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے تھے مگر اس مرتبہ آپ نے اپنی دہلی پہونچنے کی اطلاع نہیں دی لیکن اتفاق سے ایک شخص آپ کو ملا اور اُس نے دوڑ کر حضرت قطب الاقطابؒ کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع کردی قطب صاحبؒ متعجب ہوئے اور فوراً بادشاہ کے پاس جاکر آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کی خود آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے بادشاہ نے بھی معہ افواج دجلی نس شاہی سے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ قطب صاحبؒ بلا اطلاع تشریف آوری کا سبب دریافت کرنے کے لئے مضطرب تھے لوگوں کے چلے جانے کے بعد قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ بلا اطلاع یکبارگی حضور کے تشریف لانے کا سبب کیا ہے آپ نے کسان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس شخص کے کام کیلئے آیا ہوں۔ قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ اگر حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض کرتا تو اس کا کام حسب دلخواہ ہو جاتا اس کام کے لئے حضور کے تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے مگر ہر اہل اسلام ذلت و غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔

جب یہ شخص میرے پاس آیا تھا بہت رنجیدہ تھا جب میں نے مراقب ہو کر درگاہ ایزدی میں عرض کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی اور عبادت ہے اس لئے میں باری تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر یہاں تک آیا ہوں۔ (وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ)

ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ جب حضور غریب نوازؒ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کسان کو ساتھ لے کر اجمیر سے دہلی کو چلنے لگے تو آپ کے صاحبزادگان نے بھی اپنی کاشت

کے داگذاشت ہونیکے متعلق آپ سے فرمان شاہی لانے کی درخواست کی ہے اور آپ نے بزمرہ خدمت خلق صاحبزادگان کے معاملہ کے متعلق بھی حضرت قطب صاحبؒ سے مشورہ کیا۔ (مولف)

غریب نواز سے ملنے کیلئے خواجہ عثمان کا دہلی تشریف لانا

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان قدس سرہ کے ہندوستان تشریف لانیکے متعلق مدت سے مورخین میں اختلاف چلا آتا ہے۔

بعض حال کے تذکروں میں آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا گیا ہے فرشتہ اور صاحب "سیر العارفین" آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے تو متفق ہیں لیکن غریب نواز سے دہلی ہندوستان میں ملاقات ہونے کے متعلق متامل ہیں نیز "سیر العارفین اور مسالک السالکین" کے مندرجہ ذیل بیان سے حضور خواجہ اعظم کا ہندوستان کی طرف سفر کرنا تو ثابت ہے مگر ہندوستان پہونچنا اور غریب نواز کو اپنی ملاقات سے مشرف فرمانے کا کچھ پتہ نہیں چلتا عبارت حسب ذیل ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خواجہ اعظم حضور شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے خواجہ بزرگ غریب نواز کی محبت و طلب میں سفر فرمایا تو اثنائے سفر ہندوستان میں آپ علاقہ گجرات کے ایک ایسے مقام پر پہونچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا۔ وہاں ایک آتشکدہ جس میں بیس گاڑی لکڑیاں اور بروایۃ صاحب تاریخ فرشتہ سو خروار لکڑیاں روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رکھی جاتی تھی۔

آپ ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے مصلے بچھا کر نماز میں مشغول ہوئے اور اپنے خادم سید فخر الدین رحمۃ اللہ (کہ یہ بزرگ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمرکاب رہتے تھے) سے فرمایا کہ آگ لاکر افطار کیلئے روٹی تیار کرو"۔ وہ آگ لینے آتشکدہ پر گئے۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے" خادم واپس آئے اور ساری کیفیت خواجہ اعظم

لہ چونکہ حسب "گنج الاسرار" معروف بہ گنج الاسرار حضور خواجہ اعظم نے ہندوستان تشریف لاکر تین سال تک دہلی میں قیام فرمایا اور حسب "مسالک السالکین" ۶۱۲ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اس لحاظ سے آپ کا ہندوستان تشریف لانا ۶۰۹ھ میں قرین قیاس ہے۔ (مولف)

سے خواجہ فخر الدین سادات میں سے ہیں۔ آپ کو غریب نواز سے نہایت ارادت و محبت تھی۔ اپنا وطن ترک کرکے اجمیر میں قیام کیا آپکی اولاد آجتک خدمات آستانہ غریب نواز بجالاتی ہے (تذکرۃ الاولیائے ہند بحوالہ اقتباس الانوار و مراۃ الاسرار)

قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بیان کی۔ آپ تجدید وضو فرما کر خود تشریف لیگئے۔ دیکھا کہ ایک پیر مرد مخیشا نام ایک تخت چوبی پر بیٹھا ہے۔ ایک ہفت سالہ لڑکا اسکی گود میں ہے۔ اور بہت سے آتش پرست اُس کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے آگ کی پرستش کر رہے ہیں۔

آپ نے اُس پیر مرد سے فرمایا کہ "آگ پوجنے سے کیا فائدہ یہ حق تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے اور تھوڑے پانی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے کیوں اُس خالق کی پرستش نہیں کرتے جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ کارآمد ہو"۔ اُس نے جواب دیا کہ "آگ ہمارے دین میں بہت بزرگ اور ہمارے لئے باعثِ نجات ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ "تم اس کو بہت دنوں سے پوجتے ہو اور اس کی خدمت کرتے ہو۔ آؤ اُس میں ہاتھ ڈالو۔ اگر باعث نجات ہے تو میں دیکھوں تم کو جلنے سے نجات دے"۔ اُس نے کہا "جلانا آگ کی خاصیت ہے۔ کس کی مجال ہے جو اُس میں ہاتھ ڈالے اور سلامت رہے"۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ تابع حکم خالق ہے اس کی کیا مجال کہ بلا حکم اُس کے بال بھی جلا سکے"۔ یہ فرما کر اُس کی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ" کہکر آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر سارے آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے آپ چار ساعت کامل آتشکدہ میں رہ کر معہ اُس لڑکے کے صحیح و سالم باہر تشریف لائے۔ آگ نے جسم یا ملبوس مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ اُس لڑکے کو کچھ ضرر پہونچایا۔ پیر مرد اپنے لڑکے کو صحیح و سالم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُس سے پوچھا کہ "آگ میں کیا حالت پیش آئی" اُس نے کہا کہ "میں تو شیخ کی بدولت باغ میں سیر کر رہا تھا"۔

یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہوئے آپ نے مخیشا کا نام عبد اللہ اور اُس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ ڈھائی برس تک آپ وہاں مقیم رہے۔ اور سب کو طریق اسلام سے واقف و آگاہ کیا۔ اور شیخ عبد اللہ کو خرقۂ خلافت پہنایا کہ وہ اور اُن کے صاحبزادے ابراہیم اولیا اللہ سے ہوئے۔ اور آتشکدہ کو مسمار کر کے ایک عالیشان مسجد وہاں تیار کرائی۔ اور مقبرہ شیخ عبد اللہ و شیخ ابراہیم کا اُس مسجد کے پہلو میں ہے نیز دیگر بہت سے متبرک لوگوں کی قبریں وہاں ہیں۔ اور ان سے فیض جاری ہے آپ کا حجرہ بھی وہاں موجود ہے ہر سال وہاں عرس شریف

ہوتا ہے اور زائرین و حاجتمند وہاں جمع ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں صاحب "سیر العارفین" لکھتے ہیں کہ میں نے اُس مقام کی زیارت کی ہے۔ اور دو ہفتہ وہاں مقیم رہا ہوں" (از مسالک السالکین)

بحمد اللہ "مسیح گنج الاسرار" مصنفہ خواجہ غریب نواز نے حضور خواجہ اعظم کے ہندوستان تشریف لانے نہ لانیکی طویل بحث کو ختم کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ امر ظاہر ہو گیا کہ حضور خواجہ اعظم نے باکمال شفقت و محبت ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔

تین سال قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے اور دہلی میں خواجہ غریب نواز کو خواجہ اعظم سے شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ گنج الاسرار کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

اصلی عبارت کنجل اسرار	ترجمہ
مصنف ایں ملفوظ معین الدین سنجری گوید کہ مدت بست و دو سال در مسافرت خدمت حضرت ملازمت برائے تلقین ارشاد و یافتن معرفت جذبۂ اصلاح باطن صحبت تربیت مرشد کامل رکاب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بودم۔	اس ملفوظ کے مصنف خواجہ معین الدین سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بحالت مسافرت بائیس سال اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی خدمت میں بسلسلہ حصول معرفت اور اصلاح باطن حاضر رہا۔
بدل بعد از مدت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ در شہر دہلی رسید مقام عشرت گاہ در عشر ماہ ذی الحجہ معتکف گشت ایں مصنف برائے عزلت و خلوت و سکونت گرفتن مقام التماس نمود۔ خواجہ فرمود معین الدین مدت چند روز دیگر صحبت ما باش	جبکہ عرصہ دراز کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ دہلی پہونچے اور بتاریخ ۱۰ ماہ ذی الحجہ (۶۱۲ھ) ایک تنہائی کی جگہ حضرت نے اعتکاف فرمایا۔ اس مصنف نے اپنے لئے مقام خلوت و سکونت کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ "اے معین الدین چند روز اور ہماری صحبت میں رہو

۵۱ (الف) کتاب کا صحیح نام غالباً کنجل اسرار ہے ناقل کے سہو کتابت سے گنج الاسرار لکھا گیا اور اُسی کی نقل ہوتی چلی آئی۔
(ب) کنجل بمعنے ہر چیز درہم کشیدہ شدہ (از برہان قاطع)

۵۲ حضور خواجہ اعظم کا سنہ ورود (آپکے سہ سالہ قیام دہلی اور دہلی سے کہ منظر ہو نیکے پیش نظر ہماری رائے میں ۶۱۲ھ ہے

تا از تربیت تلقین استقامت عالم سیر و طیر کمالیت
رسانیم بعد ازاں در مقام اجمیر سکونت گیرند"۔

ہم دریں حکایت دویم ماہ ذی الحجہ سلطان شمس الدین
التمش طالب صادق را ملاقات خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہٗ آمد بعد ملاقات متکلم شد۔ بعد گفت سوال
کرد گفت "بحق آنخدائے کہ شمارا جان داد براہ حقیقت
سوئے معرفت الٰہی راہ راست نمودہ است
بصدق آمدہ ام مارا براہ حقیقت سوئے معرفت
حق تعالیٰ نماید و لطف بیعت ارادت از تربیت
قبول کند" چوں خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سلطان را
طالب صادق و انسان کامل شناخت بعد صحبت
تربیت کلاہ ارادت حوالت کرد۔

چوں خلیفہ دہلی مدت از صحبت خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہٗ رموزات تلقین ارشادات و حرز ہائے
علم لدنی و استقامت معرفت باطن و اطاعت و
پاسبانی عالم جبروت و ملازمت عبادات خفیات و
تلاوت حفظ قلوب باطن بدل و جان گرفت
و بعد مدت سہ سال از مہمات اعراض خواجہ
عثمان ہارونی قدس سرہٗ اصفت العباد معین الدین حسن

تاکہ تربیت تلقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر
کے کمال تک تجھے پہونچا دوں اُسکے بعد اجمیر میں سکونت کرو"
اس گفتگو کے دوران میں بتاریخ دو ماہ ذی الحجہ (۶۱۲ھ)
طالب صادق سلطان شمس الدین[1] حضرت خواجہ عثمان
قدس سرہٗ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ملاقات کے بعد قسم
کے ساتھ اُس نے سوال کیا کہ اُس خدا کیلئے جس نے
تمھیں جان دی ہے اور حقیقت کے راستہ سے معرفت الٰہی
دکھائی ہے۔ میں صداقت کیساتھ حاضر ہوا ہوں مجھے
حقیقت کا راستہ معرفت حق کی طرف دکھلائے اور
لطف بیعت ارادت سے ترتیب فرما قبول فرمائیے
خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے سلطان کو طالب
صادق اور انسان کامل پاکر بعد صحبت تربیت کلاہ ارادت اسکو عطا فرمائی
اور خلیفہ دہلی نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے
فیض صحبت سے رموزات تلقین ارشادات و حرز ہائے
علم لدنی اور معرفت باطن کی نیز عالم جبروت کی اطاعت
و پاسبانی و ملازمت عبادت خفیات تلاوت حفظ
قلوب باطن بدل و جان حاصل کئے تین سال قیام
کے بعد حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے
مصنف سے فرمایا کہ برائے استقامت

[1] سلطان شمس الدین نے دہلی میں بطور بادشاہ بخطاب سلطان ۶۰۷ھ میں سلطنت کی اس سے قبل یہ بدایوں وغیرہ میں حاکم رہے
(منتخب التواریخ و غیرہ)

سنجری را فرمود کہ برائے تربیت استقامت تربیت طالب صادق سلطان شمس الدین از تربیات حضرت رسالت مآب تغیرات و از آیات و حدیثات و اقوال مشائخ رحمۃ اللہ علیہم و تعریفات معنی ابیات و نظمات منقولات اولیاء و از سخنہائے کبار ملفوظات تصنیف کن کہ در سفر و حضر ملازمت کند تا ول سلطان از تفرقۂ خطرات غیر اللہ و نفسانی تمام باز ماند و بسوئے اطاعت باطن اعمال روحانی و رحمانی یاد حق تعالیٰ عبادات خفیات کعبۂ حقیقی و ملازمت حفظ قلوب قرب حضرت بکشف و کرامات کمالیت رسید

مصنف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ تا برائے تصنیفات ملفوظات از تغیرات معانی آیات و حدیثات حضرت رسالتمآب و تعریفات و قول مشائخ دریافتن معانی اسرار حقیقت بروایت صحیح از ہفتاد و چند نسخہائے سلوک برائے استفہام سالکان متعدد طالبان راہ حقیقت آغاز بتاریخ دہم ماہ محرم احدے و اثنین و ستمایۃ ۶۲۱ھ کردم و این ملفوظات را بربست و پنج معرفت جمع آوردم و گنج الاسرار (کنجل اسرار) نام نہادم و بخدمت سلطان شمس الدین[1] رسانیدم۔

تربیت طالب صادق حضرت رسالت مآب تربیات آیات و حدیث کی تغیرات مشائخین کے قول اولیا اللہ کی تعریفوں اشعار منقولات اور اولیا اللہ کے سخنہائے کبار سے ایک ملفوظ تصنیف کرو۔ تاکہ سفر و حضر میں کام آوے۔ اور بادشاہ کا دل غیر اللہ اور نفسانی خطرات سے بالکل باز رہے اور باطن کی عبادت روحانی اور رحمانی اعمال جو حق تعالےٰ کی یاد میں کعبۂ حقیقی کی پوشیدہ عبادت سے متعلق ہیں ملازمت حفظ قلوب خدا کے قرب و کشف و کرامات کے ذریعہ سے کمال حاصل ہو۔

مصنف نے بہ تعمیل ارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ ایک مدت واسطے ملفوظات تغیرات معانی اور حدیثات رسالت مآب و تعریفات و قول مشائخین حقیقت و اسرار معانی کے معلوم کرنے میں صحیح روایتوں سے سلوک کے سو سے زیادہ نسخہائے برائے استفہام سالکان و متعدد طالبان راہ حقیقت بتاریخ ۱۰ محرم ۶۲۱ھ لکھنا شروع کرکے ان ملفوظات کو پچیس ۲۵ معرفتوں پر مرتب کیا اور نام گنج الاسرار (کنجل اسرار) رکھا۔

[1] حسب تحقیق مولوی ذکاء اللہ پروفیسر کلکتہ یونیورسٹی کی شمس الدین التمش ہے مگر عام طور سے کتابوں میں شمس الدین التمش مرقوم ہے۔

چنانچہ سلطان مذکور از دریافتن رموزات ملفوظات سالک راہ گشت و بہ عنایت اللہ تعالیٰ عنقریب الایام بکشف و کرامات کمالیت یافت دیگے از واصلان گشت بعدہٗ مصنف بر حکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ در مقام اجمیر سکونت گرفت۔

پھر سلطان شمس الدین کے پاس بھیجا چنانچہ سلطان مذکور رموزات و ملفوظات حاصل کرکے سالک راہ ہوا اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے عرصہ میں کشف و کرامات کے مدارج بھی حاصل کرلئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگیا۔ بعد ازاں مصنف نے حسب الارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ اجمیر میں قیام کیا۔

نکاح ثانی

سنہ ۶۱۵ھ دہلی سے اجمیر آنے کے بعد آپ نے دوسرا نکاح[1] کیا جسکی تفصیل باب ازدواج و اولاد میں مرقوم ہے اس نکاح کے تطبیق "سیر الاقطاب" کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ نکاح کے بعد ۱۷ سال تک حیات ظاہری میں رونق افروز رہے۔ (مؤلف)

آپکا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرمانا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ "دلیل العارفین" کی بارہویں مجلس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ نے یہ فوائد تمام کئے تو چشم پرآب ہوکر فرمایا اے درویش مجھے اس مقام میں اس لئے لائے تھے کہ میرا مدفن اسی مقام میں ہوگا۔ اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں۔ پھر خواجہ علی سنجری سے فرمایا کہ مثال تحریر کرو یعنی خلافت سجادگی قطب الدینؒ کو عطا کی۔ دہلی اس کا مقام ہے جب فرمان تیار ہوا دعاگو (قطب صاحبؒ) کو عطا فرمایا۔ دعاگو زمین بوس ہوا فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک گیا تو دعاگو کے سر پر دستار و کلاہ مبارک رکھا اور خرقہ پہنایا۔ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا عنایت فرمایا۔ پھر مصحف و مصلے اور نعلین عطا فرمائیں۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ یہ امانت حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو پہونچتی رہی ہے۔ میں اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں جیسا کہ اس کا حق میں بجا لایا تجکو بھی لازم ہے کہ اسی طرح تو بھی اس کا حق بجا لائے تاکہ مجھے کل قیامت میں خواجگان اسرار ہم کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ پھر دعاگو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک آسمان کی طرف کرکے فرمایا کہ میں نے تجھے حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور منزل گاہ غیب پر پہونچایا۔ پھر میں نے زمین

---

[1] تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ دہلی سے پھر شمس الدین التمش دوسری مرتبہ آنیکے بعد آپ نے نکاح کیا مگر ہمیں یہ نکاح بی بی عصمت اللہ کے ساتھ ہونے سے اتفاق نہیں کیونکہ حسب روایت خزینۃ الاصفیا خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (بی بی عصمت کے صاحبزادے) نے ۶۵۳ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اس لئے دوسری مرتبہ دہلی سے آکر آپ کا بی بی امۃ اللہ سے نکاح کرنا مطابق روایت ہے (مؤلف)

خدمت چومی۔ آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ جاؤ جہاں رہو مرد رہو۔ میں رخصت ہو کر دہلی آیا۔ اور سکونت پذیر ہوا۔"

چالیس دن بعد ایک شخص اجمیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آنیکے بیس[۲] دن بعد خواجہ علیہ الرحمۃ حق سے واصل ہوئے" (از دلیل العارفین)

وفات سنہ ۶۳۳ھ بتاریخ ۱۴ رجب المرجب (سنہ ۶۳۲ھ[۲] بعد نماز عشا آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر لیا اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمائی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں تمام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب وہ صدا بند ہو گئی (از مسالک السالکین و سیر الاقطاب و خزینۃ الاصفیا)

جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ کا دروازہ نہ کھلا تو خدام نے دستکیں دیں مگر کچھ جواب نہ ملا ناچار دروازہ توڑ کر کھولا۔ دیکھا کہ آپ واصل حق ہو چکے۔ اور جبین مبارک پر بخط قدرت ھٰذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ منقوش ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (سالک السالکین)

شب وصال چند اولیا نے سرور عالم کو عالم رویا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا "معین الدین حق تعالیٰ کا دوست ہے۔ آج ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں"۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ جس روز حال وفات حسرت آیات کا معلوم ہوا اُس شب مجھے حالت غم و الم میں مُصلّے پر غنودگی سی آگئی۔ آپ کو دیکھا کہ زیر عرش استادہ ہیں۔ میں نے اپنا سر آپکے قدمو نپر رکھا اور استفسار حال کیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے بخشدیا۔ اور نزدیک کر و بیان اور ساکنان عرش کے جگہ دی میں اس مقام میں رہتا ہوں (از مسالک السالکین)

نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور انبیاء کی سنت کے مطابق آپ بمقام اجمیر اُسی حجرہ مبارکہ میں خلوت نشین ہوئے

---

[۱] سیر الاولیاء کے حاشیہ پر یہ روایت مرقوم ہے "شیخ معین الدین در سوئے اجمیر رواں شد ہنوز شیخ معین الدین در اجمیر نرسیدہ بود کہ شیخ قطب الدین بختیار در شہر رحمت حق پیوست) اس روایت کے بناپر بعض مورخین نے حضور غریب نواز کا قطب صاحبؒ کے بعد وصال پانا لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ غریب نواز نے قطب صاحبؒ سے قبل وصال پایا ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت میں جن معین الدین کے اجمیر پہونچنے سے قبل قطب صاحبؒ کا وفات پانا روایت میں درج ہے وہ شیخ معین الدین حضور غریب نواز کے مریدوں میں ہیں۔ اور اُن کا نام بزمرۂ خلفائے حضور غریب نواز صاحب مسالک السالکین وغیرہ نے لکھا ہے۔ (مولف)

[۲] سیر الاقطاب میں آپ کا سال وفات ۶۳۳ھ ہے۔

جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا۔

اگرچہ بظاہر آپ کے جنازہ کی نماز میں حاکم شہر عائدین مقامی اور مسلمانان اطراف شامل تھے۔ مگر اہل نظر نے ایک اور جماعت کو بھی آپکے جنازہ کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس جماعت کے مقتدی تین حصوں میں تھے پہلی صف رجال الغیب کی تھی دوسری صف ابدالوں کی تھی اور تیسری صف میں اقطاب زمانہ تھے۔ امامت حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔

راویوں نے لکھا ہے کہ آپکی تدفین کے بعد عرصہ دراز تک روضۂ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ ہم کہتے ہیں آج کل بھی وہ ہی مشام جاں کو معطر کرنیوالی خوشبو عطر و پھول کی خوشبو میں ملکر آتی ہے۔ اور اُس سے لطف اندوز ہونیوالے اب بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (عطائے رسول)

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادہ
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادہ (جامی علیہ الرحمۃ)

آپ کی ازواج واولاد

آپ کے متاہل اور صاحب اولاد ہونے کے ثبوت میں "خزینۃ الاصفیا" نے حسب ذیل روایت پیش کی ہے۔

"ثابت ہے کہ حضرت غریب نواز کی دو نیک وپارسا بیویاں تھیں پہلی سید وجیہ الدین صاحب کی صاحبزادی بی بی عصمت بنت سید وجیہ الدین اور ان کے بطن سے تین صاحبزادے تھے پہلے خواجہ ابوسعید دوسرے خواجہ فخرالدین اور تیسرے خواجہ حسام الدین"۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب لاولد تھے۔ اُن کی یہ بات ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہے اسواسطے کہ شیخ فرید جو سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز خواجہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمید الدین میں اولاد ہونے سے پہلے جوان و توانا تھا۔ اور اسوقت بغیر مانگے ہر بات پوری ہوتی تھی۔ اب میں بوڑھا و صاحب اولاد ہو گیا ہوں اور جب مانگتا اور دعا کرتا ہوں تب پورا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ "حضرت پر سب ظاہر و روشن ہے چنانچہ جب تک حضرت عیسٰی علیہ السّلام اپنی والدہ بی بی مریم کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے تھے بی بی مریم کو جاڑے کے میوے گرمی میں اور گرمی کے جاڑے میں بغیر طلب اور خواہش کے ملتے تھے۔ اور جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہو گئے تو وہ رزق کا انتظار کرتی تھیں۔ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ کھجور کے درخت کی شاخوں کو ہلاؤ اُس سے تازہ کھجوریں گریں بس جب بیوی مریم نے ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں پائیں اسی طرح پہلی اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہے خواجہ صاحب نے اس بات کو سُنا اور بہت پسند کیا"۔

اس باب میں مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں۔ (خزینۃ الاصفیا)

نکاح اوّل ۵۸۹ھ

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے آپ نے پہلا نکاح بی بی عصمت اللہ بنت سید وجیہ الدین مشہدی رحمۃ اللہ سے ۵۸۹ھ میں کیا ہمارے نزدیک یہی سنہ نکاح اول کا صحیح ہے

وہ بات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ (مولف)

بی بی عصمت اللہ کے بطن سے خواجہ فخر الدین[1] ابو الخیر۔ خواجہ ضیاء الدین[2] ابو سعید اور خواجہ حسام الدین[3] ابو صالح تولد ہوئے۔

حضرت خواجہ فخر الدین ابو الخیرؒ

سنہ ۵۹۰ھ - سنہ ۶۵۳ھ

آپ کی ولادت سنہ ۵۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ غریب نواز کے فرزند اکبر[4] ہیں۔ خواجہ غریب نواز کے وصال کے بعد تیس[30] سال بعد تک آپ حیات ظاہری میں رہے۔ آپ نے موضع مانڈل میں (جو اجمیر سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے) بود و باش اختیار فرمائی۔ وہاں آپ زراعت کر کے اکل حلال سے قوت بسری فرماتے تھے۔

آپ بزرگ عالی مرتبت اور صاحب مقام عالیہ ہیں۔ اور علوم ظاہر و باطن اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے (از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا) آپکے پانچ صاحبزادے تھے۔

(تذکرۃ الاولیا)

آپ کا وصال بعمر ۶۳[63] سال سنہ ۶۵۳ھ[5] میں ہوا۔ مزار مبارک قصبہ سروار[6] شریف میں ہے (از احسن السیر)

آپ کا عرس شریف سالانہ ۳ شعبان لغایۃ ۱۰ شعبان سروار شریف میں ہوتا ہے بتاریخ ۳ شعبان المکرم حضور غریب نواز کی درگاہ شریف سے باہتمام خدام صاحبان چادر شریف جلوس کے ساتھ جاتی ہے اور

---

[1] صاحب "آفتاب اجمیر" نے حضرت خواجہ فخر الدینؒ کی کنیت ضیاء الدین لکھی ہے "تاریخ سلف" نے خواجہ ابو سعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے

[2] صاحب "آفتاب اجمیر" نے خواجہ ابو سعید کا نام گرامی محی الدین لکھا ہے۔ مگر صاحب "مسالک السالکین" نے ضیاء الدین ابو سعید لکھا ہے

[3] حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز سے ایک روایتوں کی جماعت کے ناقل ہیں کہ ہر سہ صاحبزادگان بی بی عصمت کے بطن سے ہیں مگر شمس الدین ظاہر سے ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ ابو سعید بی بی عصمت کے بطن سے ہیں اور بقیہ ہر دو صاحبزادگان و بی بی حافظہ جمال بی بی امۃ اللہ کے بطن سے ہیں مگر تمام روایات متعلقہ کے پیش نظر حضرت سید محمد گیسو دراز کا قول مستند معلوم ہوتا ہے (مولف)

[4] (الف) صاحب خزینۃ الاصفیا نے حضرت خواجہ ابو سعید کو فرزند اکبر لکھا ہے۔ مگر "احسن السیر" نے "خواجہ فخر الدینؒ کو خلف اکبر لکھا ہے ہمیں بھی صاحب "احسن السیر" سے اتفاق ہے۔ (مولف)

(ب) کامل سوانح عمری غریب نواز مرتبہ مفتی انتظام اللہ نے خواجہ محی الدین محمد کا سنہ وفات ۶۶۱ھ لکھا ہے اور خواجہ ضیاء الدین کو ابو الخیر لکھتے ہوئے آپ کا سنہ وصال ۶۹۵ھ تحریر کیا ہے۔ شاید موصوف کی مراد خواجہ محی الدین محمد سے خواجہ فخر الدین ہیں۔ (مولف)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خدام صاحبان کی طرف سے لنگر کا انتظام ہوتا ہے۔ خادمی وقف سے محفل سماع کیلئے چار بنتی ہے اور چند دیگر مراسم ادا ہوتے ہیں (مولف)

خواجہ ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز کے فرزند اوسط[۵۱] ہیں آپ کی عمر شریف پچانوے سال کی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مزار شریف غریب نواز کی درگاہ شریف میں لب جھالرہ سایہ گھاٹ پر ہے (از خزینۃ الاصفیا و احسن السیر)

آپ کا عرس شریف سالانہ بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ہوتا ہے (مولف)

خواجہ حسام الدین ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں آپکے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں آپ بعمر ۴ سال ابدالوں کی صحبت میں شامل ہو گئے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کا مزار بھی لب جھالرہ چبوترہ پر اپنے بھائی خواجہ ابو سعیدؒ کے مزار کے قریب ہے (خزینۃ الاصفیا و احسن السیر)

مگر زبانی روایات کے مطابق یہ مزار حضرت غریب نواز کے برادر نسبتی کا ہے (مولف)

نکاح دوم سنہ ۶۱۵ھ بی بی امتہ اللہ حوالی اجمیر کے ایک راجہ کی بیٹی تھیں۔ جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں ملک خطاب حاکم قلعہ بٹیلی نے انہیں آپکی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ عقد ثانی کیا۔ ان کے بطن سے تاج المستورات بی بی حافظہ جمال[۵۲] تولد ہوئیں (از خزینۃ الاصفیا)

تاج المستورات بی بی حافظہ جمال بڑی عابدہ و زاہدہ پاک و پارسا تھیں۔ آپ اپنے والد (غریب نواز) کی خدمت میں مصروف مجاہدہ رہیں۔ اور غریب نواز کے خلفاء کاملین میں سے ہوئیں آپ کی شادی شیخ رضی الدین (ساکن موضع مانڈ علاقہ ناگور) سے ہوئی آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر ان کا طفلی میں انتقال ہو گیا۔ (از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۷ کا ۵۵ "تذکرۃ الاولیا" نے عمر ۶۰ سال لکھی ہے۔ "خزینۃ الاصفیا" میں ستر سال درج ہے۔

۵۶ شروار شریف اجمیر شریف سے تقریباً ۴۴ چوالیس میل کے فاصلہ پر ریاست کشن گڈھ میں واقع ہے۔

۵۱ "خزینۃ الاصفیا" نے آپ کو خلف اکبر لکھا ہے۔

۵۲ عوام کا کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ غریب نواز کی صاحبزادی نہیں تھیں (سیر الاقطاب)

آپ کا مزار شریف غریب نواز کے پائیں میں ایک چھوٹے سے قبہ کے اندر زیارت گاہ خلائق ہے۔ غریب نواز کے خدام صاحبان بی بی کی بھی خدمت کرتے ہیں ہر وقت ایک خادم حاضر خدمت رہتا ہے (مولف)

آپ کے نبیرے اور ان کی اولاد

حضرت خواجہ حسام الدین[1] سوختہ آپ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ غریب نواز کے نبیرہ ہیں۔ آپ بڑے کامل اکمل ہوئے ہیں۔ اور حضرت سلطان المشایخ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ کا مزار شریف قصبہ سامر (جہاں نمک کے پانی کی جھیل ہے جس میں سے نمک حاصل کیا جاتا ہے) نواح ریاست جودھپور میں ہے (از تذکرۃ الاولیا و خزینۃ الاصفیا)

آپ کا عرس شریف سالانہ ۱۴ چودہ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ دیوان درگاہ غریب نواز عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں (مولف)

حضرت خواجہ احمدؒ رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے نبیرہ ہیں بہت صالح و نیک تھے۔

(از تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت خواجہ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خواجہ احمدؒ کے برادر حقیقی اور غریب نواز کے نبیرہ ہیں جب آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ کے پاس مرید ہونے گئے۔ بابا صاحب نے فرمایا میں نے یہ نعمت تمہارے خاندان سے پائی ہے۔ میری کیا مجال جو تمہارا ہاتھ پکڑوں۔ آخر بہت اصرار کے بعد بابا صاحبؒ

---

[1] حضرت حسام الدین سوختہ کا پسر خواجہ حسام الدین ابو صالح ہونا قرین قیاس نہیں کیونکہ بالکل دادا کے نام پر نام رکھنا خلاف رواج ہے ہمیں اس روایت سے اتفاق ہے کہ آپ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ خواجہ فخر الدینؒ نے اپنے بھائی کے اولادوں میں شامل ہو جانے کی بعد اُن کا نام برقرار رکھنے کیلئے اپنے صاحبزادے کا نام اُن کے نام پر رکھ دیا ہو۔ عرب میں بھی ایسا دستور تھا۔ (مولف)

نے آپ کو مرید کیا (تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت خواجہ معین الدین خوردؒ آپ حضرت شیخ حسام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں۔ مرید ہونے سے قبل ہی آپ غریب نواز کی روح پُرفتوح سے فیض حاصل کر لیتے تھے۔ آپ نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے خرقۂ خلافت پایا آپ سے بہت اولاد ہوئی۔ وفات آپ کی ۶۱۱ھ میں ہوئی

(احسن السیر و تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت شیخ قیام الدینؒ آپ حضرت خواجہ معین الدین خورد کے برادر اور حضرت حسام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں آپ بھی کثیر الاولاد تھے۔ (تذکرۃ الاولیا)

شیخ قطب الدین المخاطب بہ چشت خوانیؒ آپ خواجہ معین الدین خورد کے صاحبزادے ہیں غیاث الدین خلجی کے پاس آپ بارہ ہزار سواروں پر افسر تھے۔

(احسن السیر و سوانح عمری غریب نواز)

تصدیق فرزندی چونکہ حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ برسوں کے بعد بیعت اللہ شریف سے واپس آئے اس لئے ایک جماعت نے آپکی فرزندی سے انکار کیا۔ اور یہ قصہ سلطان محمود خلجی تک پہونچا۔ بادشاہ نے مشائخین و علمائے وقت سے اس امر کی تصدیق کی شیخ حسن ناگوری اور مولانا رستم اجمیری و دیگر علمائے عصر و اجمیر نے شہادت دی اور حضرت بایزید فرزند حضرت شیخ قیام الدین[۵۲] بن حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین[۵۳] ثابت ہوئے اور حضرت حسن ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزند[۵۴] کو اپنا

---

[۵۱] (الف) کتاب "سوانح عمری غریب نواز" میں حضرت خواجہ معین الدین خورد کو خواجہ حسام الدین سوختہ کا صاحبزادہ لکھا ہے۔
(ب) صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے غریب نواز کے حالات کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ فخر الدین کا پسر اکبر لکھا ہے اور خلفائے خواجہ نصیر الدین دہلوی کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ حسام الدین سوختہ کا فرزند لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

[۵۲] آپ کی عمر سو برس کی ہوئی (تذکرۃ الاولیائے ہند)

[۵۳] (الف) خواجہ فخر الدین کا سنہ ولادت کتاب "سوانح عمری غریب نواز" نے بحوالہ "فوائد الفواد" ۶۱۱ھ لکھا ہے مگر یہ حوالہ دستیاب نہیں ہوا
(ب) صاحب کتاب سوانح عمری غریب نواز نے خواجہ غریب نواز کی اولاد کا سلسلہ خواجہ فخر الدین علیہ الرحمۃ سے جاری ہونا لکھا ہے۔
(ب) تذکرۃ الاولیائے ہند میں مرقوم ہے کہ حضرت شیخ حسین ناگوری نے حضرت بایزید سے اپنی دختر کا نکاح کیا ہے اور حضرت حضرت [illegible] بن خواجہ حسام الدین کی اولاد اجمیر شریف میں آج تک چلی آرہی ہے۔

خویش بنانا۔

اولاد غریب نواز[1] کا مختصر شجرۂ نسب[2]

ھو المعین

حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہٗ

بی بی عصمت زوجۂ غریب نواز

بی بی امۃ اللہ اہلیہ غریب نواز

خواجہ سید فخر الدین ابو الخیر

خواجہ ضیاء الدین ابو سعید

سید حسام الدین ابو صالح

آپ کے دو صاحبزادے تھے

آپ کے سات صاحبزادے ہوئے

بی بی حافظ جمال اہلیہ رضی الدین رح

دو صاحبزادے جن کا طفلی میں انتقال ہو گیا

خواجہ حسام الدین سوختہ

سید خواجہ معین الدین خورد

شیخ قیام الدین رح

شیخ قطب الدین المخاطب بہ چشت خوانی

شیخ نافع الدین بایزید رحمۃ اللہ

(ماخوذ از مسالک السالکین و تذکرۃ الاولیاء وغیرہ)

---

[1] حضرت خواجہ احمدؒ اور خواجہ وحید غریب نواز کے پوتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء و فوائد الفوائد)

آپ کے خلفا و ممتاز مریدین

(الف) آپ کے ممتاز خلفا

بزمانہ سیاحت و قیام اجمیر بہت سے بندگانِ خدا نے آپ سے دولت عرفان و ایمان حاصل کرنے کا شرف پایا آپ کے خلفا قدم بہ قدم آپ کی تعلیم و مقاصد کی اشاعت کا کام برابر کرتے رہے جو آج تک سلسلہ بہ سلسلہ جاری ہے فہرست خلفا[1] معہ مختصر تفصیلات حسب "مسالک السالکین" و "سیر الاقطاب" حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلیفہ اوّل و اعظم ہیں آپ کی ولادت قصبہ اوش میں (حسب تحقیق مولف) ۵۵۹ھ میں ہوئی ۵۸۳ھ میں آپ نے اصفہان میں غریب نواز سے بیعت ارادت کی پھر آپ نے بمقام بغداد شریف ۵۸۴ھ میں بیعت سلسلہ کی اور بعمر سترہ سال خرقۂ خلافت پایا۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۴ چودہ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ میں غریب نواز کے وصال کے آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد ہوا۔ آپ کا مزار متصل دہلی مہرولی شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سالانہ عرس شریف بھی ہوتا ہے (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۔ حضرت صوفی حمید الدین ناگوری سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ میں ہوا۔ (خزینۃ الاصفیا)

۳۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (خلف اکبر خواجہ غریب نواز) آپ کے حالات پیچھے لکھے جا چکے ہیں۔

۴۔ شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر شریف پہونچنے

---

[1] شیخ احمد الدین کرمانی۔ سلطان مسعود غازی اور محترمہ بی بی حافظ جمال کے خلیفہ ہونیکی روایات کو صاحب مسالک السالکین نے ضعیف لکھا ہے۔ مگر صاحب "سیر الاقطاب" نے بی بی حافظ جمال کا خلیفہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ بقیہ ہر دو صاحبان کا خلیفہ ہونا تسلیم نہیں کیا۔

نہ پائے تھے۔ کہ قطب الاقطابؒ کا وصال ہو گیا۔ ان کا نام صاحب "مسالک السالکین" نے غریب نوازؒ کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۵۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ یہ خلیفہ و مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے مگر غریب نوازؒ کی طرف سے بھی مجاز تھے۔ صاحب "خزینۃ الاصفیا" نے آپ کی تاریخ وصال دہم ربیع الثانی و بقول دیگر دہم رمضان المبارک ۶۷۸ھ لکھی ہے

(از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

۶۔ حضرت شیخ وجیہ الدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ "ماہتاب اجمیر" نے آپ کی تاریخ وصال ۹ جمادی الآخر ۶۴۵ھ لکھی ہے آپ کا مزار شریف ہرات میں ہے۔

۷۔ حضرت برہان الدین عرف بدو رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۶۶۴ھ میں ہوا مزار شہر اجمیر میں ہے۔

۸۔ حضرت شیخ احمد قہر[1] رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ محرم ۶۶۳ھ میں ہوا مزار اجمیر میں ہے

۹۔ شیخ محسن رحمۃ اللہ علیہ۔ (مسالک السالکین)

۱۰۔ حضرت شیخ سلمان غازی رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین)

۱۱۔ حضرت شیخ شمس الدین فوقانی رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۷ صفر ۶۷۴ھ میں ہوا۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

۱۲۔ حضرت شیخ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین)

۱۳۔ اجیپال جوگی عرف عبد اللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ۔ غریب نواز کی دعا سے تا قیامت زندہ رہیں گے۔ (از مسالک السالکین)

---

[1] شیخ احمد قہر کی تاریخ وصال "سوانح غریب نواز" میں ۱۲ شوال ۶۲۱ھ لکھی ہے غالباً یہی شیخ احمد شیخ احمد قہر کے نام سے بھی موسوم ہیں۔

صاحب "خزینۃ الاصفیا" نے حسب ذیل حضرات کو بھی آپ کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۱۴- حضرت شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز آپ سے خلافت نامہ لکھا کر دیا کرتے تھے (ماہتاب اجمیر) آپ کو قطب الاقطابؒ سے بہت محبت تھی۔ خاندان چشت کے تذکروں میں آپ کا ذکر اکثر آیا ہے۔ آپ کا مزار شریف زیر مینار مسجد قوۃ الاسلام واقع ہے۔
(تذکرہ اولیائے ہند)

۱۵- خواجہ یادگار محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ وصال ۲۵ رجب ۶۴۸ھ ہے مزار اجمیر میں ہے (سوانح غریب نواز)

۱۶- حضرت شیخ مہتا یا متار رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز نے ان کے لئے دعائے اکرام کی تھی مخلوق میں اتنے عزیز ہوئے کہ لوگ ان کا بول براز تک بطور تبرک لیجاتے تھے (از خزینۃ الاصفیا)

۱۷- شیخ وحید الدین خراسانی عرف شیخ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۹ جمادی الآخر ۶۴۵ھ میں ہوئی مزار شریف ہرات میں ہے (سوانح غریب نواز)

۱۸- سلطان مسعود غازی[۵۱] رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ نہیں ہیں جن کا مزار شریف بہرائچ میں ہے) بلکہ یہ ایک سپاہی تھے اور یہ درویشی سے ناآشنا تھے (خزینۃ الاصفیا و سیر الاقطاب) سوانح غریب نواز میں ان کا مزار اجمیر میں درج ہے۔

۱۹ بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز آپ کا تذکرہ پیچھے گذر چکا ہے۔

۲۰- شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ حسب "خزینۃ الاصفیا" آپ کا وطن ترکستان ہے۔ وہاں سے آکر نارنول (علاقہ ریاست پٹیالہ) میں قیام فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ ہیں مگر آپ نے غریب نواز سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ آپکی وفات ۶۴۲ھ میں ہوئی مزار شریف نارنول میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ مولف کو علم ہے کہ آپ کا سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔

---

[۵۱] غالباً یہ وہی ہیں جن کا نام بعض کتب میں سالار مسعود غازی بھی لکھا گیا ہے۔

۲۱۔ شیخ صدرالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (خزینۃ الاصفیا)

آپ کے مزید خلفا یا ممتاز مریدین[1] ہر چند کہ صاحب "سیر الاقطاب" "مسالک السالکین" اور "خزینۃ الاصفا" نے صرف انہیں حضرات کو آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے مگر صاحب "ماہتاب اجمیر" نے مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ لکھا ہے اور ان کی تاریخ ہائے وفات و مقامات مدفن بھی تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں بھی ان حضرات کا خلفا یا ممتاز مریدوں ہونا قرین قیاس ہے۔

مگر تاریخ و مقام حصول خلافت جو صاحب "سوانح عمری سلطان الہند غریب نواز" نے لکھے ہیں۔ وہ کسی پرانے تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے اس لئے ہمیں اُن سے اتفاق نہیں۔ تفصیلات بموجب "ماہتاب اجمیر" وغیرہ حسب ذیل ہیں۔

۲۲۔ حضرت امیر برہان جی سدا سہاگ رحمۃ اللہ علیہ۔ مبلغ اسلام تھے بتاریخ ۱۶ محرم ۶۰۰ھ میں وصال فرمایا مزار اجمیر شریف میں ہے حضرت اصغر قندہاری و حضرت احمد قہر آپ کے معاصرین ہیں۔

۲۳۔ حضرت اصغر قندہاری کی تاریخ وفات ۱۷ ذی الحجہ ۶۱۵ھ ہے۔

۲۴۔ مولانا ضیاالدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۵۔ حضرت امام الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اشاعت اسلام میں حصہ لیتے تھے وطن سے ہندوستان آئے یہاں پیر کی خدمت میں رہکر فیوض حاصل کئے۔ بتاریخ ۱۰ ربیع الاوّل آپ کا وصال ہوا۔ مزار مقدس اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۲۶۔ نیاز اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلفا میں سے ہیں خراسان میں پیدا ہوئے

---

[1] صاحب "ماہتاب اجمیر" مفتی انتظام اللہ صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے غریب نواز کے خلفا کی تاریخ ہائے وصال زیادہ تر ایک پرانی قلمی کتاب الموسوم بہ مواقیت الفواتح سے نقل کی ہیں (مولف)

تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں بتاریخ ۱۵ ربیع الاوّل دار فانی سے انتقال[1] کیا۔ مزار شریف اجمیر میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۲۷۔ حضرت احمد شہاب کوفیؒ آپ حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہمعصر ہیں (ماہتاب اجمیر)

۲۸۔ حضرت خواجہ محی الدینؒ۔ آپ بھی حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہمعصر ہیں۔ (ماہتاب اجمیر)

۲۹۔ حضرت داؤد الدینؒ آپ بھی خلفا میں سے ہیں آپ کی سپرد اجمیر کے ہنود میں تبلیغ اسلام کا کام تھا آپ کے ذریعہ سے راجپوت غریب نواز کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تاریخ انتقال ۲۸ محرم ۶۰۲ھ ہے مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۰۔ حضرت غلام ہادیؒ۔ آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ بڑے مجاہد تھے آپ نے جہاد میں حصہ لیا۔ غریب نواز کے ورود سے پہلے اجمیر تشریف لائے اور بعد حصول خلافت آپ نے اشاعت اسلام کی خدمت بھی انجام دی۔ بتاریخ ۱۱ شوال ۵۸۵ھ[2] میں وصال ہوا۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۱۔ حضرت سلطان شاہ متوفیؒ آپ کی تاریخ وصال ۱۹ جمادی الاوّل ۵۹۳ھ ہے۔ آپ حضرت غلام ہادیؒ کے معاصرین میں سے ہیں (ماہتاب اجمیر)

۳۲۔ حضرت احمد خاں دُرّانیؒ۔ آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کا وصال بتاریخ ۴ شعبان ۶۰۲ھ میں ہوا۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۳۔ حضرت قرآن احمد متوفیؒ۔ آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کی وفات چار ۴ رمضان ۶۲۱ھ میں ہوئی (سوانح عمری غریب نواز)

۳۴۔ حضرت قادر سعیدؒ۔ آپ بھی غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی خدمات بھی اسلام کی اشاعت میں قابل قدر ہیں۔ آپ کا وصال ۱۹ رجب ۶۰۷ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے (ماہتاب اجمیر)

---

[1] آپ کا سنہ وفات "ماہتاب اجمیر" نے ۵۸۵ھ لکھا ہے مگر چونکہ اس سنہ تک غریب نواز اجمیر میں بھی نہیں آئے تھے اسلئے ۵۸۵ھ میں آپ کا بمقام اجمیر شریف انتقال کرنا قرین قیاس نہیں [2] قرین قیاس ہے کہ آپ نے شہاب الدین غوری کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا ہو اور ۵۸۵ھ تک غریب نواز کے ساتھ رہکر تبلیغ اسلام کی خدمت بھی انجام دی ہو۔

۳۵۔ حضرت شیخ احمدؒ کابلیؒ۔ آپ نے بنارس کی طرف تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ آپ حضرت قادر سعیدؒ کے ساتھی ہیں۔ وفات آپ کی محرم ۵۹۷ھ میں ہوئی۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۶۔ حضرت اطہر خاں ترک دہلویؒ۔ آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۶۰۷ھ ہے (ماہتاب اجمیر)

۳۷۔ حضرت سید حسن علیخاں جعفریؒ۔ آپ کا وصال ۹ ذوالحجہ ۶۱۹ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے

۳۸۔ حضرت فقیر محمد حمیرودیؒ غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ ۶۱۱ھ میں وصال ہوا

۳۹۔ حضرت احمد خاں غلزیؒ۔ آپ نے غریب نواز کا فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ قنوج میں تبلیغ اسلام کی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تاریخ وصال ۱۸ ذی قعدہ ۶۰۳ھ ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۰۔ حضرت ہادی محمد غفرتؒ۔ آپ کا ۱۶ ذوالحجہ ۶۰۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۱۔ حضرت نظام خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲ رجب ۶۲۱ھ میں وصال ہوا (ماہتاب اجمیر)

۴۲۔ حضرت سوغی بہادر شاہؒ۔ آپ کا ۱۱ رجب ۶۱۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۳۔ حضرت مراد بیگ مغلؒ۔ آپ کا ۲۷ شوال ۶۱۴ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۴۔ حضرت محمد اصغر بہاریؒ۔ آپ کا ۲۷ رجب کو وصال ہوا۔ سنہ نہ معلوم مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۵۔ حضرت شعبان خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۷ ربیع الاوّل ۶۹۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۶۔ حضرت مرد خاں ترکؒ۔ آپ کا ۱۶ شعبان ۶۱۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۷۔ حضرت نعمت احمد صفاؒ۔ آپ کا ۱۴ جمادی الآخر ۶۶۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۴۸۔ حضرت محمود احمدؒ۔ آپ ۱۹ رمضان المبارک ۶۲۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۹۔ حضرت رماد اکبر شاہؒ = آپ کا ۲۱ صفر المبارک ۶۰۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۰۔ حضرت غریب اصغرؒ = آپ کا ۱۸ شعبان ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۱۔ حضرت شہاب دلیؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۲۔ حضرت سرور احمدؒ = آپ کا ۱۸ رمضان المبارک ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۵۳۔ حضرت ظہیر الدینؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک ۶۰۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۴ حضرت سفیا احمدؒ = آپ کا ۱ رجب المرجب ۶۱۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۵۔ حضرت معروف شہاب قریشیؒ = آپ کا ۱۹ صفر المبارک ۶۰۳ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۶۔ حضرت عبداللہ اصغرؒ = آپ کا ۱۱ شعبان ۶۴۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۷۔ حضرت عبدالغفارؒ = آپ کا ۵ رجب المرجب ۶۶۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۸۔ حضرت عزیز احمد شاہؒ = آپ کا ۱۶ صفر المبارک ۶۹۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۹۔ حضرت موشیوخ اعراقیؒ = آپ کا ۲۳ محرم الحرام ۶۷۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۰- حضرت کریم شعیبؒ = آپ کا ۲۷ محرم الحرام ۶۹۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۶۱- حضرت یعقوب خانؒ = آپ کا ۲۴ صفر المبارک ۶۹۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف ملتان میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۲- حضرت حسن داؤد جیؒ = آپ کا ۴ ذالحجہ ۶۱۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۳- حضرت کریم احمد شاہؒ = آپ کا ۱۴ ذیقعدہ ۶۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۴- حضرت ابوالفرج قریشیؒ = آپ کا ۲۳ صفر المبارک ۶۸۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۵- حضرت خواجہ احمد شاہؒ = آپ کا ۵ محرم الحرام ۶۴۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۶- حضرت شیخ محمد زاہد ترک آپ کا ۱۱ محرم الحرام ۶۳۴ھ میں وصال ہو۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۷- حضرت فتح محمد فتارؒ = آپ کا ۹ رجب المرجب ۱۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۸- حضرت خواجہ یادگار خرمؒ = آپ کا وصال ۱۰ محرم ۶۴۰ھ میں ہوا (سوانحغریب نواز)

۶۹- حضرت خواجہ سبز پاکاریؒ = آپ کا وصال ۱۲ ذالحجہ ۶۴۵ھ میں ہوا (سوانحعمری غریب نواز)

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرکہ

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہیں ملے گا جہاں آپ کی روحانی اولاد موجود نہو۔ شہر کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی اسلامی بستیوں تک میں یہ سلسلہ مبارکہ پہونچا ہوا ہے اگر کہیں چشتی نظامی کے نام سے معروف ہے تو کہیں چشتی صابری کے لقب سے مشہور ہے۔

آپ کے اس مقدس سلسلہ کی بے تعصبی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر آپ کی روحانی اولاد میں داخل نظر آتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی مثلاً شاہ نظام الحق صاحب چشتی صابری کے حلقۂ مریدین میں ہنود صاحبان بھی نظر آتے ہیں اور جادرادے عبدالشکور شاہ صاحب چشتی صابری اور حافظ شاہ رضا علی خاں صاحب چشتی ٹونکی وغیرہ وغیرہ کے مریدین میں آج بھی ہنود صاحبان بدستور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے حلقہ مریدین میں شامل پائے جاتے ہیں۔ صرف ہنود ہی نہیں بلکہ پارسی وغیرہ بھی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو کر فیوض روحانی حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد تو بہت ہے جس کا تذکرہ مجملاً پیچھے آچکا ہے مگر وارث و صاحب سلسلہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز ہیں

حضرت قطب الاقطابؒ کے بھی بہت سے خلفاء ہوئے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ہیں

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلفاء کی بھی تعداد خاصی ہے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت سلطان الشائخ حضرت نظام الدین دہلوی اور حضرت شیخ علاؤالدین صابر کلیری ہیں۔

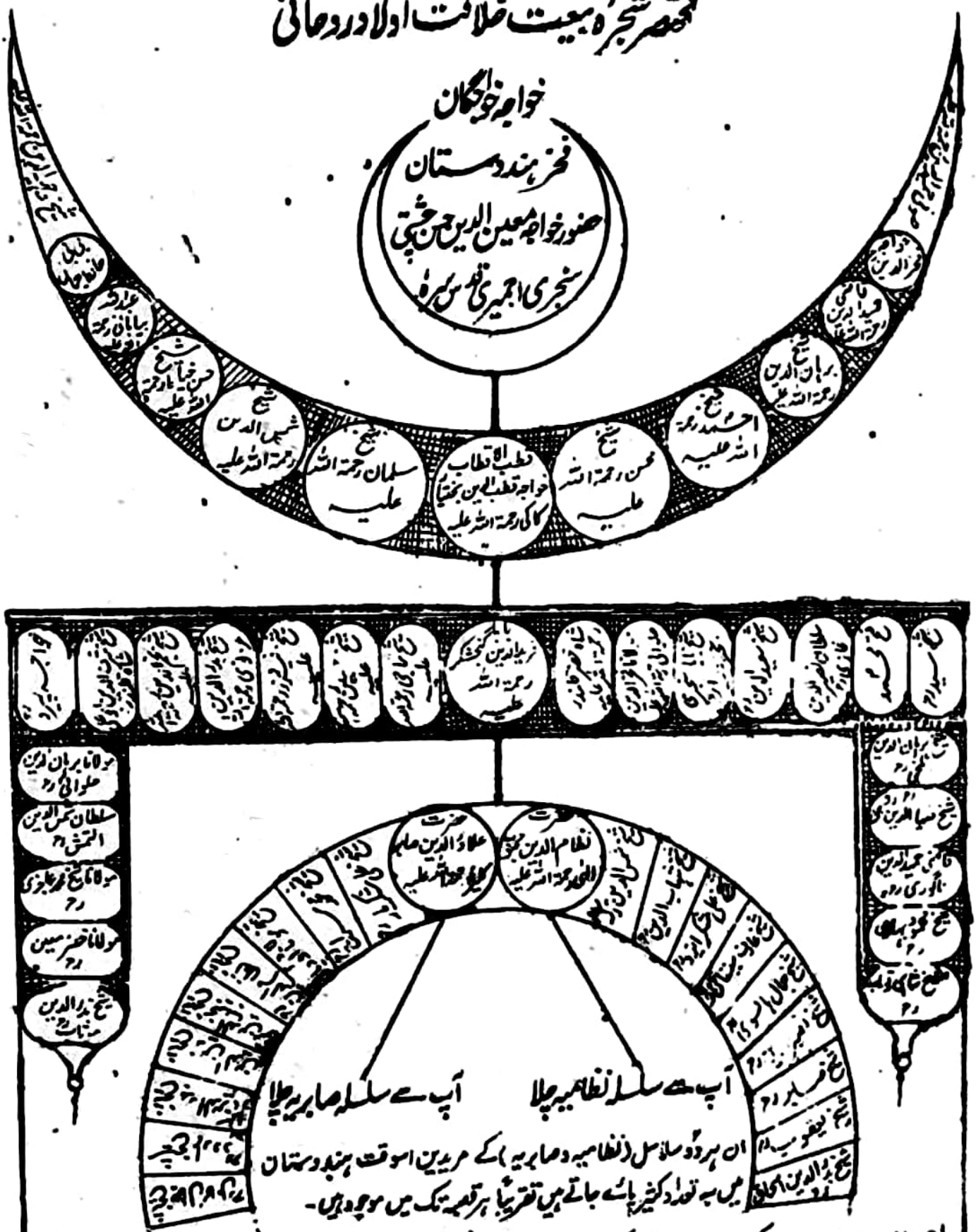
یہاں سے سلسلہ چشتیہ کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ نظامی کے نام سے مشہور ہوئی دوسری صابری کہلائی۔

آگے چل کر حضرت مولانا فخرالدین دہلوی الموسوم بہ مولانا فخر صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں ایک شاخ حاجی نور محمد شاہ صاحب مہاروی سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے۔

دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے جاری ہے یہ نیازی کہلائی۔ جس طرح آپ کے سلسلہ کے مختصر حالات اوپر بیان کئے گئے اسی طرح یہ مناسب ہے کہ یہاں آپ کی روحانی اولاد کا ایک مختصر شجرہ بیعت بھی درج کیا جائے تاکہ دلچسپی اور وقفیت کا باعث ہو۔

ترتیب صاحبان سلسلہ حسب ذیل ہے۔

مختصر شجرۂ بیعت و خلافت اولاد روحانی



ان ہر دو سلاسل (نظامیہ و صابریہ) کے مریدین اسوقت ہندوستان میں بہ تعداد کثیر پائے جاتے ہیں تقریباً ہر قصبہ تک میں موجود ہیں۔

(الف) ان حضرات کے علاوہ غریب نواز کے خلفاء اور بھی ہیں جن کا مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

(ب) حضور غریب نواز حضرت قطب الاقطاب اور بابا فرید گنج شکر کے مندرجہ بالا خلفا کی تعداد کے پیش نظر ان حضرات کے مریدین کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں کی قوی قیاس ہے۔

حصہ دوم

سیرۃ مقدسہ

شان فقر و درویشی

آپ کی بزرگی حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہر سال اجمیر شریف سے واسطے زیارت خانہ کعبہ کے (بقوت روحانی) تشریف لیجاتے تھے۔ مگر جب آپ کا کام کمال کو پہونچا تو بظاہر آپ اپنے حجرہ میں معتکف رہتے تھے لیکن جو لوگ حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ شریف میں ہوتے ہیں اور صبح ہونے سے قبل واپس آکر نماز فجر اپنے جماعت خانہ میں ادا کرتے ہیں۔

(مسالک السالکین)

آپ کی مقبولیت ایک دن آپ حرم کعبہ میں حاضر تھے۔ ندا آئی اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں اور تجھے بخشدیا۔ اور جو کچھ چاہے مانگ تاکہ عطا کریں آپ نے عرض کیا خداوندا! معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخشدے۔ ارشاد ہوا اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے انہیں بخشدوں گا۔

حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ معین الدین اسوقت تک جنت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں (جو قیامت تک میرے سلسلہ میں ہوں گے) کو جنت میں نہ لیجائے گا۔

(سیر الاقطاب)

عبادات و مجاہدات بمصداق ان اقوال نبویؐ کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں" "ومن تمکن عرفانہ تمکن عبادتہ" یعنی "جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں کامل ہوتا ہے" آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک آپ نے شب میں استراحت نہیں فرمائی۔ اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا اور اس عرصہ میں سوائے قضائے حاجت کے برابر باوضو رہے آپ عموماً عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔

سفر و حضر تک میں آپ دو قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک رات میں

پڑھ لیتے تھے۔ (مسالک السالکین وغیرہ)

عشق خدا چہرہ مبارک پر غمگینی اور اداسی چھائی رہتی تھی۔ حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک حاضر خدمت رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ اب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "خداوندا جہاں کہیں درد (محبت) ہو اپنے بندہ معین الدین کو عطا فرما"

میں نے ایک بار از راہ گستاخی عرض کیا کہ "یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں فرمایا کرتے ہیں" ارشاد ہوا "جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ عفو ہوتے ہیں اور ابتلا مسلمان کے لئے دلیل صحت ایمان ہے" (مسالک السالکین)

ذوق سماع آپ کو سماع کا بہت شوق تھا کبھی محفل عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی آپ اکثر حالت ذوق و شوق میں بیہوش ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء فضلاء و مشائخ کبار آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتے تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس عالی میں ایک بار بھی سماع سنتا تھا صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا کبھی کوئی آپکے سماع پر معترض نہ ہوا۔ بلکہ اکثر علماء و فضلاء واسطے کسب فیوض کے حاضر مجلس ہوتے اور آپ کی حضوری کو سعادت جانتے تھے

(مسالک السالکین)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ حضرت شیخ محمد کرمانیؒ شیخ محمد اصفہانیؒ۔ مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتیؒ۔ حضرت مولانا بہاؤ الدین بخاریؒ۔ مولانا محمد بغدادیؒ خواجہ اجل سنجریؒ۔ شیخ سیف الدین ماجوزیؒ۔ شیخ احمد بن محمد اصفہانیؒ و شیخ جلال الدین[51] تبریزیؒ (مرید شیخ ابو سعیدؒ) شیخ احد الدین کرمانی[52]ؒ شیخ احمد حامدؒ شیخ برہان الدین غزنویؒ۔ خواجہ سلیمانؒ۔ شیخ عبد الرحمن قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اور دیگر مشائخین بغداد و اکناف اکثر آپکی بابوسی کیلئے آتے تھے ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ اور سب آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور حلقہ بگوش تھے۔

از سیر الاقطاب)

---

[51] یہ مولانا جلال الدین بلخی رومی نہیں ہیں۔ کیونکہ حسب نفحات الانس مولانا موصوف کی ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی ہے۔

[52] شیخ احد الدین کرمانی نے اگر آپ سے خرقہ پایا ہوتا۔ تو قطب صاحبؒ انہیں آپکے ہمجلیس نہیں لکھتے اور اگر انہوں نے آپ کو خرقہ دیا ہوتا تو آپ کے عقیدت کیشوں میں نہ لکھتے۔ (مؤلف)

ادب و تعظیم مرشد ادب و تعظیم حضرت پیر دستگیر آپ کے دل میں بدرجہ اتم متمکن تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے۔ لیکن جب دائیں طرف نظر پڑتی تھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ حاضرین متحیر ہوتے کہ بار بار اٹھ کر کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب اس کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس طرف مرقد مبارک حضرت پیر دستگیر کا تھا۔ جب میں اس طرف دیکھتا تھا تو مجھ کو نظر آجاتا تھا۔ اس لئے میں تعظیماً اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ (از مسالک السالکین)

استغراق آپ اکثر حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آنکھیں کھولتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس حالت میں جس پر نظر مبارک پڑتی ولی کامل ہو جاتا۔ اور جو تین روز تک صحبت مبارک میں رہتا صاحب کرامات ہو جاتا چنانچہ ایک شخص جو نہایت ہی فاسق و فاجر تھا بنظر امتحان حضوری میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے توبہ کرائی۔ اور وہ اسی روز اپنی مراد کو پہونچ گیا۔

شان جمال صاحب اقتباس الانوار کتاب اسرار السالکین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی حالت کبھی جمال اور کبھی جلال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو ایسے مستغرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو مرشدی و مولائی سیدنا حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی القضات قاضی حمید الدین قدس اللہ سرہما سامنے جاتے اور دست بستہ کھڑے ہو کر بہ آواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں باواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر اس پر کچھ آگاہی نہ ہوتی تب لاچار شانۂ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چارہ نہیں (مسالک السالکین)

شان جلال اور جب حالت جلال کا غلبہ ہوتا تو دروازہ حجرہ کا بند کر کے مشغول ہو جاتے حضرت قطب الاقطاب اور حضرت قاضی صاحب دروازہ کے سامنے پتھروں سے پردہ کرتے۔ اور اس کے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے جن پتھروں پر نظر پڑتی وہ خاک ہو جاتے۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب پیچھے جا کر اقتدا کرتے اور جیسے ہی سلام پھیرتے تو حضرت قطب الاقطابؒ اور قاضی صاحب بھاگتے اور چھپ جاتے تھے (مسالک السالکین)

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے۔ آپکے خادم شیخ علی نام آپ کے ساتھ تھے اثنائے راہ میں ایک شخص نے آکر آن کا دامن پکڑ لیا اور سخت سست کہنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "معاملہ کیا ہے کیوں تو اسکے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے"۔ اُس نے کہا کہ "اُس پر میرا قرضہ ہے یہ دیتا نہیں" آپ نے فرمایا "اب دیدیگا۔ اس کو چھوڑ دے جانے دے"۔ لیکن اُس نے نہ مانا۔ اس پر آپ کو جلال آگیا اور چادر شریف دوش مبارک سے اُتار کر زمین پر ڈالدی وہ درہم و دینار سے پُر ہو گئی فرمایا کہ "جس قدر تیرا قرضہ ہے لیلے۔ مگر خبردار زیادہ کا قصد نہ کرنا"۔ اُس کو طمع دامن گیر ہوئی کچھ زیادہ لینا چاہا جیسے ہی ہاتھ دراز کیا۔ اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ بوقوع اس حال کے وہ فریاد و زاری اور عذر و معذرت کرنے لگا۔ آخر آپ کو رحم آگیا اُس کی خطا معاف کی۔ اور اُس کا ہاتھ اچھا ہو گیا۔

پابندی سُنّت } آپ سُنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سخت پابند تھے اور بجان و دل اس کی رعایت بجالاتے تھے۔

خوف خدا } قبر کا خوف اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کانپتے اور روتے رہتے تھے فرماتے تھے کہ اے لوگو اگر تم کو حال خفتگاں زیر خاک ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کے کھڑے گل جاؤ اور مثل نمک کے پانی ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا جو از حد مشغول اور صاحب کشف تھے۔ میں ایکروز اس کے ساتھ ایک قبر کے نزدیک بیٹھا تھا۔ اور اُس قبر کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا جیسے ہی آن بزرگ نے یہ حالت معائنہ کی ایک چیخ ماری اور گر پڑے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور مثل نمک کے پانی ہو کر ناپید ہو گئے میں نے جیسا خوف اُس بزرگ میں دیکھا ویسا نہ کسی آفریدہ میں دیکھا نہ سُنا۔ اُس روز سے میری یہ حالت ہے کہ ہیبت گور سے کانپتا اور روتا رہتا ہوں (مسالک السالکین)

دربار مرشد میں مقبولیت } حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے بارہا فرمایا کہ "ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ اور مجھے اسکی مجدی پر فخر ہے (انوار العارفین بحوالہ سیر العارفین)

تحمل و عفو } اخلاق کریمانہ میں آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کے بدرجہ اتم متبع اور اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اخلاقی اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

تحمل و عفو و درگزر و بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ کسی سے رنجیدہ یا آشفتہ خاطر نہ ہوتے تھے دکسی پر

غصہ فرماتے تھے۔

حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ میں جب تک آپ کی خدمت میں رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ایکبار کے جس کی تفصیل شان جلال کے سرنامہ میں درج ہے۔

کہتے ہیں کہ ایکبار ایک شخص بہ نیّت فاسد ایک چھری بغل میں دبائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور اشتیاق قدمبوسی ظاہر کیا۔ آپنے اس کے ارادہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ "تو جس ارادہ سے آیا ہے اوسے پورا کر اور جو وعدہ کر آیا ہے اوسے ایفا کر"۔ یہ سنکر وہ خوف سے کانپنے لگا عرض کیا کہ "مجھے ایک شخص نے حضور کے مارنے کو بھیجا ہے لیکن تہ دل سے میرا یہ ارادہ نہ تھا" یہ کہکر اوس نے چھری اپنی بغل سے نکال حاضرین کے سامنے ڈالدی آپ نے فرمایا کہ "اے شخص سب کا راز پوشیدہ رکھنا چاہیئے ہرگز افشار نکر"۔ یہ سنکر وہ آپکے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ "مجھ سے بھاری خطا سرزد ہوئی ہے حکم ہو کہ مجھ کو سزا دیجائے یا مجھے قتل کیا جائے"۔ آپ نے فرمایا کہ "اے عزیز ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جو بدی کرے اُس کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے اور تو نے تو از خود کوئی بدی نہیں کی ہے" یہ فرما کر اوس کا سر اوٹھایا اور اُس کے واسطے دعائے خیر فرمائی وہ واصلان حق میں سے ہو گیا۔

(از مسالک السالکین)

عطاء بخشش ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا۔ کہ۔ مانگو جو مانگنا ہے کیونکہ قبولیت کا در کھلا ہے۔ ایک شخص نے دُنیا مانگی۔ دوسرے نے عقبیٰ مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہونچے۔ بعد ازاں آپ نے شیخ حمید الدین صوفی کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے خدا سے یہ طلب کیا ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے۔ شیخ نے کہا کہ "بندہ کی کیا مجال ہے کہ سوال کے لئے زبان کھولے مولا کا چایا ہوا میرا چاہا ہے"۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی طرف توجہ فرمائی کہ تو بھی جو کچھ چاہے مانگ لے اُنہوں نے جواب میں عرض کیا کہ شعر

ہر چہ تو خواہی بخواہم روئے سر بر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم

آپ اُن دونوں سے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ "اَنْتَ مُبَارَکٌ مِنَ الدُّنْیَا وَالْفَارِغُ مِنَ الْعُقْبٰی وَالْمَوْصُوْلُ اِلَی اللّٰہِ"۔

سلطان التارکین حمید الدین صوفی و قطب الزاہدین قدوۃ الواصلین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ

اوسی اوسدن سے شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ مخاطب بخطاب سلطان التارکین ہوئے (خزینۃ الاصفیا)

جود و کرم جود و کرم کا یہ عالم تہا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ حضرت قطب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپکے در اقدس سے محروم جاتے نہیں دیکھا (مسالک السالکین)

حلم و تواضع آپ بڑے حلیم و متواضع تھے اور منکسر المزاج تھے سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے جو ملنے آتا اوس سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے خاطر تواضع سے پیش آتے تھے اوسکے رنج و غم میں شریک ہوتے تھے انعانی ہمدردی فرماتے تھے (سوانح عمری غریب نوازؒ)

بذل و سخا آپکے مطبخ میں روزمرہ اسقدر کہانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام غربا، و مساکین سیر ہوکر کہاتے تھے خادم مطبخ خرچۂ یومیہ کیلئے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کرتا آپ مصلے کا گوشہ اوٹھا کر فرماتے کہ جسقدر آج کے خرچ کیواسطے درکار ہو لیلے وہ موافق مقدار خرچ لے لیتا تھا اور کہانا پکوا کر غربا، اور مساکین کو تقسیم کرتا تہا۔ اسیطرح درویشوں کا وظیفہ جاری تھا اور غربا، و مساکین کو کہانا پہونچتا رہتا تھا اور کوئی مریض یا حاجتمند آتا اور خواستگار ہمت عالی کا ہوتا تو آپ نہایت کشادہ پیشانی اور لطف کرم سے اُس کا حال پوچھتے حاجت روائی فرماتے دعائے خیر کرتے اور جو کچھ اوسکی قسمت کا ہوتا اوسکو مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت فرماتے۔

(مسالک السالکین)

زہد و قناعت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے امرا جو کچھ نذر کرتے تھے وہ سب آپ غربا، میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرص و ہوا سے محفوظ رکھا تھا۔ (از سوانح عمری غریب نوازؒ)

معاشرت مقدسہ

خوراک قوت آپ کی صرف بقدر لایموت تھی۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے مجاہدہ کے زمانہ میں سات سات دن بعد ایک ٹکڑا خشک جَو کی روٹی کا جو وزن میں پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا۔ پانی میں بھگو کر تناول فرماتے۔ سفر میں اکثر بھنا ہوا شکار کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (مسالک السالکین و گلزار ابرار)

لباس مبارک لباس آپ کا جامہ دوتائی تھا۔ جو بخیہ کی ہوئی ہوتی تھی جب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا کپڑا پاک میسر ہوتا۔ بلا تامل پیوند لگا دیتے تھے۔ ہمیشہ لباس آپ کا پیوند دار رہتا تھا۔
(از مسالک السالکین)

ذریعہ معاش ابتدا میں باغ اور پن چکی کی آمدنی سے قوت بسری فرماتے تھے۔ ازاں بعد تبرکان چقماق ساتھ رکھتے تھے۔ اور اس اکل حلال سے گذر اوقات فرماتے تھے۔

معمولات سفر آپ سفر میں عموماً ایک دو دیش سے زیادہ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ اکثر غیر آباد مقام و گورستان میں قیام فرماتے تھے۔ جہاں کچھ شہرت ہو جاتی تھی وہاں توقف نفرماتے تھے۔ (مسالک السالکین)

مشاغل محمودہ

(الف) تبلیغ اسلام و فیضان معرفت

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مجمع کمالات صوری و معنوی ہے اگر ایک طرف آپ صاحب رسالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولایت بھی نظر آتے ہیں چنانچہ آپ نے حسب استعداد طالب مخلوق کو دونوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بالآخر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں آیا۔ اور معرفت الٰہی کا گنج مخفی اولیائے کرام نے پایا۔

علمائے ظاہر میں علم شریعت سب کو ملا مگر علم معرفت ان میں سے بعض کو میسر ہوا۔ اولیائے کرام میں علم معرفت سب کو حاصل ہوا اور علم ظاہری انہیں سے بعض کو ملا۔ علمائے ظاہر نے دلائل اور براہین پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ اولیا کرام سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ اور ان حضرات نے بالمشاہدہ معرفت الٰہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔

حضور خواجہ غریب نوازؒ کی ذات اقدس بھی بلطف سید الکونین صلعم ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بفیض محمدی وہ دینی خدمات انجام دیں جنکی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاز مقدس میں مثال قائم فرمائی تھی یہ خدمات یوں تو علی قدر مراتب اکثر علماء صوفیا مجاہدین نے انجام دیں مگر غریب نوازؒ

کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود اور سرور عالم کی سنت تبلیغ کی مکمل جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بلکہ یہاں بعض امور میں عرب سے بھی زیادہ دقتیں سامنے تھیں وہاں مبلغ کے پاس وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت تھی اور مبلغ کیساتھ پہلے سے رشتہ یگانگت قائم تھا۔ علاوہ ازیں ملک حجاز میں وہی زبان رائج تھی جو مبلغ اعظم کی تھی یہاں برخلاف اسکے مبلغ سے موانست ہونا تو درکنار بلکہ اتنی منافرت تھی کہ لوگ صورت دیکھنے اور جسم کے چھو جانے کے روادار نہ تھے دوسری شکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی اہل ہند کی زبان ہندی تھی چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر ایک نئی زبان (جسکی تفصیل آگے درج ہے) وجود میں آئی۔

اور غریب نواز رحم نے بہ اکرام خداوندی و بفیض رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہند النبی نائب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا۔ شعر

نائب مصطفیٰ دریں کشور ✤ رشک پیغمبراں معین الدین[1]

آپ صرف بذات خود ہی یہ عظیم انجام نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی ذات گرامی یہ مبارک کام مریدین اور وابستگان سے بھی لیتی تھی۔ اور تبلیغ اسلام کا ایک شاندار کامیاب نظام آپ نے قائم فرمایا تھا۔ یہ تبلیغ بالسیف نہ تھی بلکہ بالتصرفات روحانی بذریعہ اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ اظہار حق کے ساتھ تھی اور محافل سماع اس تبلیغ میں غیر مانوس کو مانوس اور موسیقی کے دلدادہ غائبین کو حاضر کرنے میں بہت مفید ثابت ہوئیں جیسا کہ اوپر بالتفصیل لکھا جا چکا ہے (کہ یہاں کے لوگ موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے بلکہ عبادت تصور کرتے تھے) اسلئے جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے ہم محافل سماع کو فرحت بخش مبلغین اسلام بالموسیقی کا خطاب دیں تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ آپکی ذات اقدس بت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں

---

[1] مولف کے اس شعر پر درگاہ شریف کی محفل سماع میں اعتراض کیا گیا مگر امیر شریعت دکن حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب دامت امیر شریعت بہار شریف اور مجلس علمائے دکن و اجمیر نے شعر کے جائز اور مطابق شریعت ہونے کے فتاوے صادر کئے۔

[2] جبکہ حسب سیر الاقطاب وغیرہ حضور غریب نواز کا بغداد شریف اور دیگر مقامات پر سماع سننا ثابت ہے۔ تو ہندوستان میں سماع ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی نیز آپ کی درگاہ میں اب تک سماع ہونے سے ثابت ہے کہ آپ نے بحالت حیات ظاہری ہندوستان میں بھی سماع سنا۔

کرتی تھی بلکہ علم معرفت کا گنجینہ عطا کر کے حق شناس بھی بنا دیتی تھی آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بتعداد کثیر لوگ مشرف باسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل اولیاء اللہ اور صاحبان ولایت ہوئے۔

بہ الفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینۂ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کے زمانہ تبلیغ میں جہاں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی نظر آتی ہے۔ وہاں ایک بڑی تعداد اہل معرفت یعنی آپ کے مریدین اور خلفاء کی بھی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

چنانچہ جبکہ روحانی سلطان الہند نے اجمیر دہلی اور اطراف و جوانب میں تبلیغ کا کام شروع کیا تو بہت سے عقیدتمندوں نے باشکال مختلف اس خدمت میں حصہ لیا۔ مگر آپ کے خلفاء۔ اہل قرابت اور مریدین نے خصوصیت سے اس اسلامی خدمت کو انجام دیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد دہلی کیگئی۔ صفحات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظ جمال کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے خسر سید وجیہ الدین اور آپ کے برادر نسبتی میراں سید حسین خنگ سوار نے اس خدمت متبرکہ میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ ہزاروں مرد و زن آپ سے ہدایت پاتے تھے اور امیر حسین معروف بہ سید وجیہ الدین اور امیر حسین خنگ سوار کے ذریعے سے اسلام قبول کرتے تھے مگر آپ حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق کسی کو زندہ سکونت اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے تھے جسکی مرضی ہوتی ایمان لاتا۔ اور جس کی مرضی نہ ہوتی ایمان نہ لاتا۔

(ماخوذ احسن السیر مسالک السالکین۔ سیر الاقطاب وغیرہ)

آپ کے مریدین میں سے بھی داؤد الدین رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں تبلیغ الاسلام کی خدمت انجام دیتے رہے اور حضرت قاضی سعید کے ذمہ بنارس کے اطراف کی تبلیغ تھی۔ (از ماہتاب اجمیر)

حضرت امام الدین دمشقی اور حضرت نیاز اللہ خراسانی نے بھی خدمت تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا (ماہتاب اجمیر) آپ کی ہدایت سے حسب توفیق شاہ معین الدین چشتی کہیں بیک وقت سات سو آدمیوں کا مشرف باسلام ہونا پایا جاتا ہے۔ تو کہیں سر برآوردہ ہنود کا ایمان لانا ثابت ہے۔

ایک واقعہ ایک دن آپ بت خانہ کی طرف سے گذر رہے تھے۔ وہاں سات مالدار آدمی پوجا میں مصروف

تھے جب انھوں نے آپ کو دیکھا تیر نظر کے شکار ہوئے۔ آپ کے قدموں پر گرے اور مشرف باسلام ہوئے
(از وقائع شاہ معین الدین)

سب سے زیادہ قابل قدر یہ چیز ہے کہ صرف آپکی حیات ظاہری تک یہ تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپکے خلفائے خاص نے آپکی اس سنت محمودہ کو جاری رکھا۔ اور اس وقت سے اب تک برابر آپ کے اہل سلسلہ یہ خدمت علی قدر استعداد کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ آجتک آپ کے فیوض روحانی اور تصرفات باطنی سے تبلیغ اسلام و اشاعت شریعت اور تعلیم علم معرفت کا کام بفضل تعالیٰ جاری ہے۔ (ماخوذ از احسن السیر و ماہتاب اجمیر)

سیر العارفین کا بیان آپ کی تبلیغ کے زیر اثر چند ہی دن میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اجمیر میں ہو گئی ہزاروں بندگان خدا دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ کوئی دن مشکل سے ایسا ہوتا تھا کہ مقامی یا بیرونی ہنود کی کوئی جماعت آکر مشرف باسلام نہ ہوتی ہو اس باب میں صاحب سیر العارفین کا بیان حسب ذیل ہے

اصل عبارت	ترجمہ
بیشتر کفار نامدار ازاں دیار بہ برکت آثار زبدۃ الاسرار شرف ایمان مشرف شدند و بیشتر کہ ایمان نیاوردند نذر فتوح بحضرت ایشاں فرستادند	اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس زبدۃ الاسرار (غریب نواز) کے فیض صحبت سے مسلمان ہوئے اور وہ بہت سے لوگ بھی جو ایمان نہیں لائے تھے آپ کی جناب میں نذر گزارتے تھے۔

ہندوستان میں اسلام حضور خواجہ غریب نواز کے تصرفات باطنی و فیوض روحانی۔ اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلا نہ کہ بزور تلوار۔ اگر یہاں اسلام بزور تلوار پھیلا ہوتا تو بنئے۔ برہمن۔ اچھوت اقوام میں سے آج کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو اپنے آبائی دھرم پر ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہوتے کیونکہ سب سے زیادہ بزدل اور ڈرنے والی قومیں یہی مانی گئی ہیں۔ مگر بخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور ٹھاکر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان بہادر اور جانباز لوگوں کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے بلکہ ایسا کہنا غیور اور بہادر راجپوتوں اور ٹھاکروں کی تذلیل کرنا ہے۔

آپ کی دعوت اسلام کے مخصوص اثرات

غریب نواز نے جو دعوت اسلام اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو دی تھی وہ آخر رنگ لاکر رہی اور چوبیس پشتوں کے بعد پرتھوی راج کی اولاد نے اسلام قبول کیا اور سبل سنگھ کے پسر اجمیر خاں سے یہ سلسلہ چلکر رائے محمد یوسف علی خاں اور رائے ابو البرکات خاں تک پہونچتا ہے۔

(ماخوذ از مرۃ الانساب)

چنانچہ ہمارے اوپر کے بیان کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ راجہ پرتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی بلکہ اپنی جان دینا گوارا کیا اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ واپس لینا قبول نہ کیا مگر راجہ کی اولاد نے بغیر کسی تلوار کھڑکھڑا اور حکومت کے لالچ کے اسلام قبول کیا (مولف)

اردو زبان کی ابتدا یہ امر مسلمہ ہے کہ غریب نواز اور آپ کے ہمراہی فارسی بولتے تھے دہلی اور اجمیر کی زبان بھاشا یا مارواڑی تھی۔ ایسی حالت میں تبلیغ اسلام مشکل تھی اسلئے تبلیغی ضرورت کے پیش نظر کچھ دن بعد فارسی اور بھاشا ملی ہوئی ایک زبان مطالب سمجھانے کے لئے وجود میں آئی۔ جسکے ذریعہ آپ کے مقاصد اہل ہند سمجھ لیتے تھے اور اپنا معروضہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد شاعری تک میں اس مخلوط زبان کا رائج ہونا حضرت امیر خسروؒ کے کلام سے بھی ثابت ہے چنانچہ بعض جگہ اگر ایک مصرعہ آپ نے بھاشا میں لکھا ہے تو دوسرا فارسی میں یا کہیں ایک ٹکڑا فارسی میں ہے تو دوسرا بھاشا میں۔ لہذا قرین قیاس ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا ذریعہ بھی اسوقت یہی مخلوط زبان تھی اور آگے چلکر جہانگیر کے زمانہ میں یہی زبان لشکری ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ بنکر اردو کہلائی۔ اس لئے اردو کے موجد حقیقی یا بانی اول حضور غریب نواز رحمہ ہیں۔ نیز اردو کا مٹانا ملکی ضروریات کے منافی ہے۔

(ب) مذاق سخن اور آپ کی تصانیف مبارکہ

دیوان معین بزرگان دین نے ولولہ عشق حقیقی سے متاثر ہو کر اکثر اشعار کی صورت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ نے بھی اس سنت جاریہ کے پیش نظر اپنے جد امجد اور جد طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی

میں اپنے جذبات قلبی واردات محبت اور مشاہدات حقیقت کا بصورت اشعار اظہار فرمایا ہے ہر چند کہ ایک گروہ دیوان معین کو معین الدین کاشفی کی تصنیف کہتا ہے۔ آپ کا نتیجہ فکر نہیں مانتا مگر شوکت کلام زبان حال سے کہہ رہی ہے یہ معمولی عارف کا کلام نہیں بلکہ اس میں جن اعلیٰ مقامات معرفت نکات تصوف اور فنائے تامہ کا اظہار کیا گیا ہے وہ آپ ہی جیسے عالی مرتبت اہل اللہ فرما سکتے ہیں چنانچہ آپ کی شعر گوئی کی صاحب آتشکدہ آذر کی مندرجہ ذیل روایت بھی تائید کرتی ہے موصوف فرماتے ہیں۔

"خواجہ معین الدین چشتی۔ اوزا کابر صوفیہ و از سلسلہ عالیہ چشتیہ مریدش سلطان شہاب الدین غوری و سلطان شمس الدین التمش و مرقدش اجمیر است۔ از دست" ؎

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند — معشوقہ کرشمہ کہ نیکو است کند
ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا — ہر کس چیزے کہ لایق او ست کند
اے بعد نبی بہ سر تو تاج نبی — اے داد شہان ز تیغ تو تاج نبی
ان تو کہ معراج تو یا لا ترشد — یک قامت احمدی ز معراج نبی

اسلئے بوجوہات مندرجہ بالا ہماری رائے میں موجودہ دیوان آپ ہی کے جذبات صادقہ فکر بلند اور اعلیٰ ترین سیر جبروتی۔ ملکوتی اور لاہوتی کا نتیجہ مبارکہ ہے منکرین دیوان نے بلا کسی دلیل کے صرف آپ کا ہمنام ہونے کی وجہ سے اس دیوان کو معین الدین کاشفی کا دیوان بتایا ہے۔ مگر اسکی تائید میں کوئی قابل قبول ثبوت کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اس لئے ہم اس دیوان کو غریب نواز کی نسبت سے محروم نہیں کہہ سکتے۔

اسکے علاوہ آپ کی تصانیف سے ہندوستان میں چار رسالے اور بھی ہیں تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

کنجلی الاسرار المعروف بہ گنج الاسرار یہ رسالہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے شمس الدین التمش کو

نوٹ ۵ یہ کتاب لائبریری علیگڈھ میں ہے۔

مرید کرنے کے بعد اُس کی تعلیم و تلقین کیلئے آپ سے لکھوایا ہے جسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ رسالہ مذکور میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بزرگان سلف کے اقوال پیش کرتے ہوئے معرفت کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے نادر الوجود ملفوظات ہیں۔ قلمی نسخہ کہیں کہیں تلاش بسیار دستیاب ہو جاتا ہے۔ مولف نے خود یہ رسالہ قلمی دیکھا ہے۔

انیس الارواح اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ یہ دراصل جزو شجرہ ہے پہلے حضرات یہی سمجھکر اس سے فیضیاب ہوتے تھے مگر آجکل یہ چیز نظر نہیں آتی اگر وابستگان سلسلہ حضور خواجۂ اعظم کا حکم سمجھکر اپنے پیران عظام کی تعمیل ارشاد و سنت جان کر بطور جزو شجرہ اپنے پاس رکھیں تو موجب صد برکات ہے۔

یہ رسالہ مطبوعہ ہے اور زبان اسکی فارسی ہے مگر اُردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے بڑی بابرکت تصنیف ہے۔

حدیث المعارف بھی آپ کی مصنفہ کہی جاتی ہے مگر کتاب نادالوجود ہے۔ (سوانح عمری غریب نواز رح)

رسالہ موجودیہ یہ بھی نایاب کتاب ہے آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔ (سوانحعمری غریب نواز رح)

دیگر تصانیف ان کے علاوہ آپ کی اور تصانیف بھی ہیں۔ چنانچہ صاحب سبع سنابل فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف اطراف و نواح خراسان میں بہت ہیں۔ (مسالک السالکین)

ممکن ہے حدیث المعارف اور رسالہ موجودیہ خراسان میں عام طور سے ملتا ہو (مولف)

تعلیم و تلقین صوری و معنوی

(الف) فیضان صحبت

آپ کی مجالس قدسیہ میں ہر قسم کی تعلیم تلقین ترغیب و ہدایت مقدسہ نہایت خوش اسلوبی سے ہوا کرتی تھیں خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے پاکیزہ جملے اور متبرک ارشادات اپنے کانوں سے سنتے تھے اور بمصداق الصحبتہ تاثیر استفادہ حاصل کرتے تھے۔ ہر چند وہ بالمشافہ فیض صحبت تو

اُس دور کے بعد اب کہاں ممکن تاہم غریب نواز کے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے پیش نظر آج کل بھی آپ کے فیضان صحبت اور ارشادات متبرکہ کا اعادہ صد فیوض و صد برکات سے خالی نہیں ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ترغیب مجاہدہ بخدمت مرشد حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر بر سر مجلس ارشاد فرمایا جب میں شیخ الاسلام سلطان المشایخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ سے پیوستہ ہوا اور بیعت کا شرف پایا۔ آٹھ سال کی مدت تک آنحضرت کی خدمت گذاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات۔ جہاں آنحضرت مسافرت فرماتے دعا گو آنحضرت کا جامۂ خواب اور توشۂ سفر سر پر لئے ہمرکاب رہتا تھا۔ پیر مرشد نے اس درویش کی خدمت دیکھ کر وہ نعمت عطا فرمائی۔ جس کی کوئی حد نہایت نہیں ہے (دلیل العارفین)

بعدہٗ ارشاد فرمایا جس نے پایا خدمت سے پایا۔ مرید کو چاہیئے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ پیر نماز و اوراد و وظائف وغیرہ کے متعلق فرمائے اس کو گوش و ہوش سے سُنے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہونچے جہاں پیر مرید کا مشاطہ ہے کیونکہ جس امر کی بیر مرید کو ترغیب دیگا وہ حصول کمال کے لئے ہوگی۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ برادرم شیخ شہاب الدین سہروردی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اپنے پیر و مرشد کا سامان سر پر رکھے ہوئے سفر حج میں جاتے تھے اور واپس آتے تھے آخر انہوں نے وہ نعمت پائی جس کی حد انتہا نہیں۔ اور اس نعمت کو جو شیخ موصوف نے پائی لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب ادائیگی فرض و سُنّت بر سر مجلس ارشاد فرمایا کہ امام ابو لیث سمرقندی نے جو امام فقیہ ہیں اپنی کتاب تنبیہ میں لکھا ہے کہ روزانہ آسمان سے دو فرشتے نیچے آتے ہیں ایک بام کعبہ پر کھڑے ہو کر باواز بلند کہتا ہے اے لوگو سنو اور سمجھو جو خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا فرشتہ بام تطہیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے لوگو سن لو اور سمجھ لو کہ جو شخص سرور عالم کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپکی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے

ارشاد فرمایا ایک مرتبہ مسجد کبریٰ میں بغداد کے اولیا اللہ کے ساتھ حاضر تھا۔ وضو میں انگلیوں میں خلال کرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا یہ بھی ایک سنّت ہے بلکہ سرور عالم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو انگلیوں میں خلال کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ اجل شیرازیؒ کے پاس بیٹھا تھا۔ نماز شام کا وقت ہو گیا۔ خواجہ موصوف نے وضو کیا مگر انگلیوں میں سہواً خلال نہیں کیا۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے خواجہ اجل ہمارے محمد (صلعم) سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو۔ اُن کے اُمتی ہو۔ لیکن اُن کی سنّت کو ترک کرتے ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل نے پابندیٔ سنّت کی قسم کھائی۔ اور اُسدن سے مرتے وقت تک اُن سے کوئی سنّت ترک نہ ہوئی۔

ایک روز خواجہ اجل شیرازیؒ کو بہت پریشان دیکھا میں نے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے فرمایا کہ جسدن انگلیوں میں خلال کرنا فوت ہوا تھا۔ اُس دن سے حیران ہوں کہ کل بروز قیامت سرور عالم کو کیا منہ دکھاؤنگا۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ایک مرتبہ وضو کے وقت دو دفعہ ہاتھ دھونا فراموش ہوا اور نماز ادا کی۔ اس شب میں سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا۔ ارشاد ہوا کہ عجب بات ہے کہ تیرے وضو میں نقص تھا۔ خواجہ موصوف اُس خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ پھر وضو کیا اور اس قصور کے کفارہ میں ایک سال تک پانچسو رکعتیں روزانہ پڑھیں۔

مزار یا مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ سنّت ہے کہ داہنا پاؤں اوّل مسجد میں رکھیں اور جب باہر جائیں اوّل بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالیں۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب طہارت ارشاد فرمایا کہ جو لوگ عارف ہیں اور دوست کی محبت میں مستغرق رہتے ہیں ان کے متعلق مرقوم ہے کہ جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے فرشتہ کو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اوس کے پاس رہو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خداوندا اس بندہ کو بخشدے کہ یہ نیک ہے اور طہارت کے ساتھ سویا ہے (دلیل العارفین)

اس موقع پر فرمایا کہ شرح عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ باطہارت سوتا ہے فرشتے اسکی روح کو زیر عرش لیجاتے ہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو [illegible] نور پہنایا جائے۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے

کہ یہ نیک بندہ ہے جو باطہارت سویا تھا۔ مگر جو بے طہارت سوتا ہے اُس کی روح کو آسمان اوّل سے گرا دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ عالم بالا پر لیجایا جاوے اور خدائے تعالےٰ کو سجدہ کرے (دلیل العارفین)

ترغیب نشستن بعد نماز فجر برسر مجلس فرمایا کہ سرور عالم ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز شیطان نے کہا کہ جب میں فرشتوں میں موجود تھا تو میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہے گا اور ذکر حق میں مشغول رہے گا اور اشراق کی نماز ادا کرے گا اوس کے اگر ستر ہزار آدمی بھی ہوں گے تو بخشے جائیں گے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ میں نے "فقہ الاکبر" میں بروایت امام المتقی امام ابوحنیفہ کوفی پڑھا ہے کہ ایک شخص چالیس سال سے کفن چرایا کرتا تھا آخر وہ مرگیا۔ لوگوں نے اوسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے خلق متحیر ہوئی اور اُس سے دریافت کیا کہ تو تو کفن چور تھا تو نے ایسا کون سا عمل کیا ہے جو یہ سعادت نصیب ہوئی اُس نے جواب دیا کہ میرا یہ ورد تھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھتا تھا تو آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہتا تھا اور اشراق کی نماز پڑھ کر مصلے پر سے اوٹھتا تھا اللہ تعالیٰ نے ذرا سی بات کو قبول فرما کر بہت بخشش فرمائی اور اُس کی برکت سے مجھے بخش دیا میری بدی کو معاف کر دیا اور اس درجہ پر پہونچایا۔ (دلیل العارفین)

ترغیب معرفت فرمایا کہ عارفوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتے ہیں اور جس وقت عارف تبسم کرتا ہے تو عالم ملکوت میں مقربان اوسکے سامنے آتے ہیں اور وہ اون کو دیکھ کر ہنستا ہے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ عارف پر یہ حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں عرش و حجاب عظمت تک طے کرتا ہے اور وہاں سے حجاب کبریا تک پہونچتا ہے اور دوسرے قدم میں واپس آجاتا ہے اس موقع پر غریب نواز چشم پرآب ہوئے اور فرمایا یہ عارفوں کا کمتر درجہ ہے اور کاملوں کے درجہ کو خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں پہونچتے ہیں اور کیسے واپس آتے ہیں۔ (دلیل العارفین)

ترغیب نماز آپ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔ لوگ منزل گاہ عزت کے قریب نماز میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "الصلوٰۃ معراج المومنین" یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔

فرمایا کہ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور کہنے میں یعنی نمازی علی قدر رجوعیت قلب قرب حاصل کرتے ہیں راز کے موقعہ سوائے نماز کے اور نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ "المصلی نیاجی ربہ" یعنی نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے راز کہتا ہے۔ اسی موقع پر فرمایا کہ نماز بندگان کے لئے خدا کی امانت ہے پس بندوں کو چاہیئے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت واقع نہ ہو۔ یعنی رکوع وسجدہ شرط کے مطابق بجالاوے۔ اور تمام ارکان نماز بخوبی ادا کرے۔

فرمایا کہ کتاب صفوۃ مسعودی میں میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی نماز بخوبی ادا کرتا ہے یعنی رکوع وسجود قومہ جلسہ وتسبیح کا حق ادا کرتا ہے تو فرشتے اس کی نماز کو آسمانوں پر لیجاتے ہیں اُس سے نور ظاہر ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو فرشتے زیر عرش پہونچاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اُس کے لئے بخشش کے خواستگار ہو جس نے میرا حق اچھی طرح ادا کیا ہے۔

پھر حضور غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ جو نماز میں حق نماز ادا نہیں کرتا اس نماز کو جب فرشتے اوپر لیجاتے ہیں آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اس نماز کو لیجاؤ اور اس کے پڑھنے والے کے منہ پر مار دو پس نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ اے پڑھنے والے خدا نے تجھے اس طرح ضائع کیا جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا تھا۔

اس محل پر ارشاد فرمایا کہ بخارا میں میں نے یہ حکایت دستار بندوں سے سُنی ہے (ایک مرتبہ کسی نے سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا) کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتا دیکھ رہے ہیں اور وہ رکوع وسجدہ کا حق پورا ادا نہیں کرتا جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ کتنے روز سے اس طرح نماز پڑھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ چالیس سال سے سرور عالم نے فرمایا کہ اس چالیس سال میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی اس عرصہ میں تم مرجاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے"

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز سے سُنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیاء اولیا اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا خلاصی پائے گا۔ اور جو اس کے جواب سے قاصر رہے گا عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ (دلیل العارفین)

ترغیب حلال و غسل جنابت شیخ بہاؤالدین بخاری اور مولانا شہاب الدین سہروردی کی موجودگی میں برسر مجلس ارشاد فرمایا کہ جنابت ہر بال کے نیچے ہوتی ہے اس لئے ہر بال کے نیچے پانی پہونچانا چاہیئے تمام بالوں کو اچھی طرح تر کرنا چاہیئے کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو غسل کرنے والے کا جسم اس کے ساتھ قیامت کے دن دشمنی کرے گا۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ "فتاویٰ ظہیر" میں میں نے پڑھا ہے کہ آدمی کا منہ پاک ہے اور بحالت جنب وہ اگر پانی پیتا ہے تو وہ پانی پلید نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مومن یا کافر بے طہارت ہو یا جنب و حیض کی حالت میں ہو تب بھی اس کا منہ پلید نہیں ہوتا۔ بعدہٗ اسی موقع پر فرمایا کہ ایک وقت سرور عالم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی حالت جنب میں ہو اور گرمی کا موسم ہو اور اس کے کپڑے پسینہ سے تر ہو جائیں تو وہ پلید ہو جائیں گے یا نہیں۔ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ پلید نہیں ہونگے کیونکہ آب دہن پاک ہے اور کپڑے میں سے آلودہ ہوں تو پلید نہ ہوں گے۔

بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے اور بی بی حوا سے خلوت کی تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے آدم اٹھ اور اپنے آپ کو دھو یعنی غسل کرو۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا تو فرحت و خوشی حاصل ہوئی۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے جبرائیل نے جواب دیا کہ اے آدم تیرے جسم میں جتنے بال ہیں اُن کے برابر یک سالہ عبادت کا ثواب ملے گا اور ہر قطرہ پانی جو تیرے جسم تک پہونچا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ وہ قیامت تک عبادت کرے اور اس کا ثواب تجھے ملے

بعدہٗ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کہ اے جبرائیل یہ ثواب صرف مجھے ملے گا یا میرے فرزندوں کو بھی جبرائیل نے کہا تمہارے فرزندوں میں سے جو مومن ہونگے اور حلال سے غسل کرینگے اُن کے لئے بھی تمہارے برابر اجر ملے گا۔

یہ فرما کر غریب نواز چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا کہ یہ فوائد اس کیلئے ہیں جو حلال کے بعد غسل کرے۔ لیکن وہ گروہ جو حرام کے بعد غسل کرتا ہے اس کے ہر جھوٹے جسم کے برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اور آب غسل کے ہر قطرہ سے ایک خبیث پیدا ہوتا ہے اس خبیث سے جو بدی قیامت تک ہوگی وہ زنا کرنیوالے

کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔

ترغیب شریعت۔ طریقت معرفت و حقیقت راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے جب کہ طالبان راہ شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجالاوے اور ذرہ برابر تجاوز تفاوت نہ کریں تب طریقت تک پہونچتے ہیں اور جب اسمرتبہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت سابقین بجالاتے ہیں اور کسی وقت اوس سے تجاوز نہیں کرتے تب وہ مرتبۂ معرفت تک پہونچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہوتے ہیں اور روشنائی پیدا ہو جاتی ہے جب اس مقام پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چہارم میں گزر ہوتا ہے وہ مرتبہ حقیقت ہے۔ اس مقام پر پہونچنے کے بعد جو کچھ مانگا جاتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہان ترک کر کے مجرد ہو جاوے اور مقام فردانیت پر پہونچے کیونکہ جو اس مقام پر ہوتا ہے وہ دو جہاں سے بیگانہ ہو جاتا ہے

ترغیب صدقہ ارشاد فرمایا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر حجاب کا فعل ایک دوسرے سے پانچسو سال کی راہ کے برابر ہوتا ہے (دلیل العارفین)

ترغیب صدق و ترک دروغگوئی ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے اپنے گھر والوں کو ویران کرتا ہے اسکے گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

فرمایا بغداد کی جامع مسجد میں میں نے مولانا عماد الدین بخاری (جو بڑے نیک تھے) سے یہ حکایت سنی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدائے عزوجل نے دوزخ کی صفت میں بیان فرمایا۔ "اے موسیٰ میں نے دوزخ میں ہاویہ وادی پیدا کی ہے اور وہ ساتویں دوزخ ہے۔ اس میں سخت عذاب ہے۔ اور وہ بہت پر ہول و تاریک ہے نیز اسمیں سانپ و بچھو اور گندک کے پہاڑ ہیں جنھیں روزانہ جلایا جاتا ہے پس اے موسیٰ اگر اس کبریت کا ایک قطرہ دنیا میں اجائے تو تمام دنیا کا پانی خشک ہو جائے اور ان کی تیزی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور زمین کے ساتوں طبق اسکی گرمی سے پھٹ جائیں اے موسیٰ اتنا سخت عذاب ہم نے دو گروہ کے لئے پیدا کیا ہے ایک وہ گروہ جو تارک نماز ہے دوسرے وہ لوگ جو میرے نام کی جھوٹی

قسم کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ محمد اسلم طوسی ایک بزرگ تھے کسی وقت اُنہوں نے حالت سکر میں سچی قسم کھائی مگر جب وہ عالم صحو میں آئے دریافت کیا "کیا میں نے آج قسم کھائی ہے" لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمانے لگے آج میرا نفس اس سچی قسم کھانے کی وجہ سے خیرہ ہو گیا کل اور قسم کھائے گا اور یہ عادت ہو جائیگی۔ بعد ازاں اُنہوں نے اس سچی قسم کے کفارہ میں چالیس سال کسی سے بات نہیں کی۔ اس دعاگو نے التماس کیا کہ اگر کچھ کام ہوا کرے تو آپ ارشاد کر دیا کریں (دلیل العارفین)

ترغیب خوف خدا حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک شہر میں پہونچا جو شام کے نزدیک ہے شہر کے باہر ایک غار تھا ایک بزرگ اسمیں رہا کرتے تھے ان بزرگ کا نام شیخ محمد اواحد غزنوی تھا سوائے ہڈیوں کے ان میں کچھ نہیں رہا تھا سجادہ پر بیٹھے تھے اور دو شیر اون کے سامنے کھڑے تھے دعاگو شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا ان بزرگ کی نظر مجھ پر پڑی آواز دی کہ آؤ ڈرو نہیں۔ جب قریب پہونچا سر جھکایا اور بیٹھ گیا پہلی بات ان بزرگ نے یہ فرمائی کہ اگر تم کسی کے ضرر رسانی کا قصد نہ کرو گے تو وہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہونچائیگا شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کھائے جس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے سب اُس سے ڈرتے ہیں شیر و پلنگ کیا مقدور جو اوس سے نہ ڈریں۔

ترغیب خدمت درویشاں عزلت و نماز حضوری قلب پھر فرمایا اے درویش کہاں سے آنا ہوا۔ میں نے کہا بغداد سے۔ فرمایا خوب آئے لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ ہو جاؤ۔ بعد ازاں اُن بزرگ نے فرمایا کہ خلقت سے عزلت گزیں ہو کر چند سال سے اس غار میں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گذر گئے میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے فرمایا نماز۔ جب میں نماز پڑھتا ہوں یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی حقیقت کیا جو میں پڑھتا ہوں کیونکہ اگر ذرہ بھر شرط نماز فوت ہو جائے تو میرا سب کیا ہوا بے کار جائے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش اگر حق نماز ادا کیا تو بڑا کام کیا ورنہ عمر غفلت میں گذری۔

وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب ایک شخص سمرقند سے آئے ہوئے بیٹھے تھے کہ مولانا بہاؤ الدین بخاری حاضر خدمت

ہوئے بعد ازاں اخی حدالدین کرمانی آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا نماز میں تاخیر کرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اُن مسلمانوں پر افسوس ہے کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتے اور ہزار ہزار افسوس ان پر جو مولیٰ کی بندگی میں تقلید نہیں کرتے اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

میں ایک شہر میں پہونچا وہاں کے مسلمانوں میں یہ رسم تھی کہ نماز کے وقت سے پہلے مستعد ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہنے لگے کہ اس میں یہ مصلحت ہے کہ جب نماز کا وقت آئے ہم فوراً نماز پڑھ لیں۔ اگر ہم مستعد نہ ہوئے اور نماز کا وقت گذر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ امام یحییٰ حسن زندوسی رحمہ کے روضہ میں واسطہ کے اندر میں نے پڑھا ہے اور اپنے استاد مولانا حسام الدین بخاری رحمہ سے بھی یہ حدیث سُنی ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کَبِیْرَۃُ الْکَبَائِرِ الْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ یعنی بزرگ ترین گناہ نماز فریضہ تاخیر سے ادا کرنا ہے

فیض صدق محبت اس دن مجلس میں شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود تھے اس بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ محبت میں صادق کون ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اسکو برغبت قبول کرے پھر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ جس پر شوق و اشتیاق اسقدر غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اسکے سر پر پڑیں تب بھی اوسکو خبر نہ ہو۔

بعد ازاں خواجہ اجل شیرازی رحمہ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کرکے آگ میں جلائیں تب بھی وہ دم نہ مارے۔

ازاں بعد سیف الدین باخرزی رحمہ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے کہ جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ شاہد دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔

اس پر غریب نواز رحمہ نے فرمایا کہ یہ سخن شہاب الدین سہروردی رحمہ سے ملتا ہوا ہے میں نے آثار اولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک دن رابعہ بصری خواجہ حسن بصری رحمہ مالک دینار اور خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین بصرہ

میں ایک جگہ بیٹھے تھے اور صدق محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مولا کی محبت میں وہ صادق ہے جو منجانب دوست درد اور مصیبت آنے پر صبر کرے۔

رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ اے خواجہ اس سے بوئے خودی آتی ہے مالک دینارؒ نے کہا کہ مولا کی دوستی میں وہ صادق ہے کہ جو ہر بلا و جفا منجانب دوست وارد ہونے پر رضا طلبی میں رہے اور اُسپر راضی رہے ابو بصریؒ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے خواجہ شقیق بلخیؒ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہو جائے پھر بھی دم نہ مارے ابو البصری نے فرمایا کہ الم و حزن وارد ہونے پر بھی جو مشاہدہ دوست کو فراموش نہ کرے وہ صادق ہے۔

قہقہہ سے باز رہنے کی ترغیب

مجلس میں ہنسنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا قہقہہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے گورستان میں ہنسنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ وہ عبرت کی جگہ ہے نہ کہ لہو و بازی کی سرور عالم نے خبر دی ہے کہ جب کوئی گورستان میں گذرتا ہے اُس سے مردے کہتے ہیں کہ "اے غافل اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے کیا درپیش ہے تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گر جاتا اس موقعہ پر غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک وقت کرمان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ بڑے مشغول اور پیر منتہی تھے۔ الغرض اُن کے پاس پہونچکر سلام کیا اور دیکھا کہ وہ بہت ہی نحیف و زار تھے بات بھی کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ اون بزرگ سے دریافت کروں کہ آپ اسقدر ضعیف کس وجہ سے ہو گئے ہیں چونکہ وہ روشن ضمیر تھے اس لئے اُنہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ "اے درویش ایک دن دوستوں کے ساتھ گورستان میں سے گذر ہوا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا قضارا وہاں کوئی ہنسی کی بات ہوئی اس پر قہقہہ کے ساتھ خندہ زن ہوا اس قبر سے آواز آئی کہ اے غافل جیسے یہ مقام (گور) درپیش ہو۔ ملک الموت جیسا حریف ہو اور زیر خاک جس کے موذی سانپ بچھو ہوں اوسکو ہنسنے سے کیا کام جب میں نے یہ سنا تو وہاں سے سہمگی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے یار کے ہاتھ چوم کر اوسے رخصت کیا اور اُس غار میں آکر مقیم ہو گیا اور آج تک اس بات کی ہیبت سے نکل رہا ہوں چالیس سال سے بوجہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھا

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ (جن کا نام عطا سلمی تھا) نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ اسقدر کیوں روتے ہیں کہنے لگے گو کے ڈر اور ہیبت قیامت کی وجہ سے پھر دریافت کیا کہ آپ آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہنے لگے شرم گناہ کی وجہ سے میں نے زیادہ گناہ کئے ہیں اور مجلسوں میں قہقہے لگائے ہیں اس وجہ سے آنکھیں اونچی نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔

ترغیب گریہ | خواجہ فتح موصلیؒ جو اہل طریقت میں سے تھے آٹھ سال تک روتے رہے یہاں تک کہ اُن کے رخساروں کا گوشت پوست گر گیا تھا اون کے وصال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا پوچھا آپ کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا کہنے لگے مجھے زیر عرش جگہ دی گئی۔ میں نے لرزاں ترساں سجدۂ شکر ادا کیا خطاب ہوا کہ فتح اتنا کیوں روتے تھے کیا ہمیں غفار نہیں جانتے تھے میں نے سجدہ میں سر رکھ کر عرض کیا کہ خداوندا تجھے غفار جانتا ہوں مگر ضغطۂ قبر۔ ہیبت قیامت اور درشتی ملک الموت کی وجہ سے روتا تھا بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے ڈرنے کی وجہ سے تجھے امین کیا اور بخشدیا۔

ترغیب اجتناب از صحبت عوام | فرمایا اے عزیز جسقدر خلق میں مشغول رہتے ہو اس قدر اپنے کام (یاد خدا) میں مصروف رہو تو کیا کہنا۔ کیونکہ جس قدر خلق سے مشغولی ہوتی ہے خدا سے باز رہتا ہے۔

ترغیب زاد راہ سفر آخرت | فرمایا ہم سب کو سفر آخرت درپیش ہے زاد راہ کا انتظام کرنا چاہیئے تاکہ ایمان سلامت لیجائیں۔

قبرستان میں کھانے پینے سے باز رہنے کی ترغیب | فرمایا کہ قبرستان میں برائے ہوائے نفس کھانا پینا بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ وہ جگہ عبرت کی ہے نہ کہ ہوائے نفسانی کی اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ امام یحییٰ ابوالخیر زندوسی کے روضہ میں میں نے سرور عالم کا یہ ارشاد لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص قبرستان میں طعام و شراب کھاتا پیتا ہے وہ ملعون و منافق ہے بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن خواجہ حسن بصریؒ کا قبرستان سے گذر ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو وہاں کھاتے اور شراب نوشی میں مصروف دیکھا خواجہ موصوف اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم منافق

ہو یا مسلمان۔ یہ بات ان کو شاق گذری اور آپ کو ایذا پہونچانا چاہی آپ نے اُن سے فرمایا میں نے اس وجہ سے کہا کہ سرورِ عالم کا ارشاد ہے "جو شخص قبرستان میں کباب و شراب کھاتا پیتا ہے وہ منافق ہے کیونکہ یہ مقام ہیبت و عبرت کا ہے تم دیکھتے ہو کہ تم سے بہتر لوگ اس خاک کے نیچے سو رہے ہیں اور مور و مار کے زنداں میں محبوس ہیں اُن کا گوشت پوست گل کر ان کا جمال خاک میں مل گیا ہے تمہیں بھی انہی کی طرح تمہارے عزیز سپرد خاک کر دینگے تمہارا کیسا دل ہے کہ تم اس جگہ کھانا پینا کرتے ہو اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہو غریب نواز سے یہ سُنکر نوجوانوں نے توبہ کی کہ پھر ایسا نہ کریں گے۔

لہو و لعب سے باز رکھنے کی ترغیب

غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں نے "ریاحین" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو قہقہے اور لہو و لعب میں مصروف تھے۔ سرورِ عالم کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور فرمایا کہ اے عزیزو کیا تم مرنے سے ایمن ہو گئے ہو سب نے کہا یا رسول اللہ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اعمال سے خلاصی پائی کہا نہیں کیا تم پل صراط سے گذر چکے انہوں نے کہا نہیں" ارشاد فرمایا پھر کیوں غافلوں کی طرح لہو و لعب میں مصروف ہو۔ سرورِ عالم کی نصیحت نے ان پر اثر کیا اس کے بعد اُن لوگوں کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کو نہ ستانے کی ترغیب

اہل سلوک کے نزدیک اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ بلا وجہ کسی مسلمان کو آزار پہونچائے کیونکہ اسلامی برادر کو رنجیدہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور سرورِ عالم اور اللہ تعالیٰ کی رنجش کا باعث ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک زمانہ میں ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھی۔ اور بندگان خدا کو بلا وجہ ہلاک کرنا اور ستانا شروع کیا۔ ایک مدت کے بعد لوگوں نے اُس کو بغداد کی مسجد کنکری میں کھڑا دیکھا۔ اس کے سر اور ریش کے بال پراگندہ اور خاک آلود تھے تمام قاعدہ قرینہ ختم ہو گیا تھا جسم پر خاک تھی ایک شخص نے اسے پہچان کر دریافت کیا کہ تو وہی بادشاہ ہے جو مکہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا تو مجھ کو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرے متعلق کیا جانتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا ہے خدا کے بندوں کو تو معاف نہیں کرتا تھا اور ظلم تعدی کا ہاتھ تو نے دراز کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں اون ایام میں

میں بے وجہ لوگوں کو رنج پہونچاتا تھا لوگوں پر جو ستم کئے تھے اُن کی یہ سزا دیکھی۔

لوگوں کو برائی سے روکنے کی ترغیب

فرمایا ایک وقت میں نے دریا کے کنارہ ایک صومعہ دیکھا جس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے میں نے اُس صومعہ میں داخل ہوکر سلام کیا۔ اُن بزرگ نے اشارہ سے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر میری طرف منہ کرکے کہنے لگے اے درویش پچاس برس ہوئے مخلوق سے کنارہ کرکے اس جگہ عزلت گزیں ہوا ہوں جس طرح تم مسافرت میں ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ایک شہر میں پہنچا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک دنیا دار لوگوں کو بہت ستا رہا تھا میں نے اوس سے کچھ نہ کہا اور اوس کو اس فعل سے باز نہ رکھا بلکہ چشم پوشی کی غیب سے آواز آئی اے درویش اگر تو خدا کے لئے اس دنیا دار سے یہ کہدیتا کہ ظلم زیادتی سے باز آ تو تیرا کیا بگڑ جاتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈرا کہ دنیا دار تیرے ساتھ مسلوک ہونا بند کردے گا جب سے یہ غیبی آواز سنی ہے غائیت و شرمندگی سے اس صومعہ میں معتکف ہوں اور یہاں سے پاؤں باہر نہیں نکالا۔ اور اس اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پرسش کی گئی تو کیا جواب دونگا۔ میں اے درویش اُس دن سے میں نے قسم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ نہ کچھ دیکھوں اور نہ اس کے متعلق قیامت میں گواہ بننا پڑے اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ اور ایک کاسۂ آشام دو جو کی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور اُن بزرگ اور دعا گو نے ایک جگہ افطار کیا جب چلنے لگا تو انہوں نے دو سیب مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت کئے۔

رقیق القلبی کی ترغیب

زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر خدانخواستہ خدائے تعالیٰ کا ذکر سنکر یا کلام مجید پڑھ کر دل نرم نہ ہو اور اعتقاد و ایمان زیادہ نہ ہو سکے بلکہ وہ لہو و لعب میں مشغول رہے۔ تو اہل سلوک کے یہاں یہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ جو اس کے مطابق ہیں وہ مومن ہیں اور جو اس سے ہٹے ہوئے ہیں منافق ہیں۔ اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن سرور عالم کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہیں مگر لہو و لعب میں مبتلا ہیں اور ذکر خدا سے ان کا دل نرم نہیں ہوتا پس سرور عالم وہاں کھڑے ہوگئے اور فرمایا یہ منافقوں کا طائفہ سویم ہے۔ کہ کلام ربانی سنکر ان کا دل نرم نہیں ہوتا۔

فیضانِ عشق فرمایا کہ ابراہیم خواص کا گذر ایک جماعت پر ہوا۔ وہ لوگ ذکر خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدائے عزوجل کا نام سنا اُن کی حالت اسقدر ذوق وشوق کی ہوگئی کہ بے ہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔ اور انھیں اپنی مطلق خبر نہ رہی۔ ہر بار جب ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالم بیہوشی میں مستغرق ہو جاتے۔ سات شبانہ روز اسی حال میں رہے پھر جب ہوش آیا تجدید وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کہا پھر سر اٹھایا اور واصل بحق ہوئے غریب نواز کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ قطعہ فرمایا۔

"عاشق بہوائے دوست بیہوش بود　　وز یاد محب خویش مدہوش بود۔
فردا کہ بحشر خلق حیران باشند　　نام تو دریں سینہ و گوش بود"

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی کی خانقاہ میں چند درویش حاضر تھے اور دعاگو بھی موجود تھا قوال مذکورہ بالا بیت پڑھ رہے تھے۔ دعاگو اور اُن درویشوں پر ایسا کیف طاری تھا کہ سات شب و روز بحالت مدہوشی برابر رقص کرتے رہے ہر مرتبہ جب قوال چاہتے تھے کہ دوسرا بیت شروع کریں ہم وہی بیت پڑھواتے تھے ان درویشوں میں دو درویش اسقدر بے خبر ہوئے کہ وہ زمین پر کھڑے ہوئے اور غائب ہو گئے۔ مگر اُن کا خرقہ برقرار رہا۔

والدین اور اولاد کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آنیکی ترغیب بر سر مجلس بموجودگی شیخ جلال و حضرت محمد او حد چشتی وغیرہ ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کا دیکھنا اہل سلوک کے نزدیک عبادت ہے اولاً صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا دوم اپنی اولاد کو محبت و برکت کی نظر سے دیکھنا بہتر عبادت ہے۔ سرور عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی و قرب کیلئے کرتی ہے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو اولاد اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور بہشت بخش دیتا ہے۔

اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا

گنہگار مر گیا تھا درمیان حاجیوں کے بہشت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر متعجب ہوا اور پوچھا یہ مرتبہ تو نے کہاں سے پایا تو نے تو دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر میری ایک ضعیفہ ماں تھی جب میں مکان سے باہر جاتا تھا اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتا تھا اور بوسہ دیتا تھا۔ بعد ازاں باہر جاتا تھا۔ میری ماں مجھے یہ دعا دیا کرتی کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو بخش دے اور حج کا ثواب عطا فرمائے حق تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول فرمائی مجھ کو بخش دیا اور حاجیوں میں شامل فرما دیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا جب میں سات سال کا بچہ تھا مسجد میں اوستاد سے قرآن پڑھا کرتا تھا جب میں اس رتبہ پر پہونچا (وبالوالدین احسانا) تو اپنے اوستاد سے اس رتبہ شریفہ کے معنے دریافت کئے۔ اوستاد نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا حکم ہے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ کی خوب خدمت کرنا چاہیئے جس طرح میں تمہارا پروردگار ہوں اسی طرح انہوں نے تجھ کو پالا ہے۔ جب اوستاد سے یہ سنا تو میں بیتاب نہ ماں کے پاس آیا اور اپنا سر ماں کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے ماں میں نے آج اپنے اوستاد سے ایک آیتہ شریف (وبالوالدین احسانا) کے معنی سمجھے تو فوراً حاضر ہوا اور سر نیاز آپ کے قدموں پر جھکا کر فرمان خدا کی تعمیل کی اب بحکم خدا میں آپ کا سچا غلام ہوں مجھے قبول فرمائے۔ یہ سنکر والدین پر وجد طاری ہو گیا اور ان دونوں نے دوگانہ نماز شکرانہ ادا کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا لہذا یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو میرے ماں باپ کی دعا کا صدقہ ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ سرما میں آدھی رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ میں پانی بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر لے گیا مگر والدہ سو گئیں تھیں۔ جب آخر شب میں بیدار ہوئیں مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا پیالہ مجھ سے لینا چاہا مگر چونکہ سردی کا موسم تھا اور بوجہ زیادہ سردی کے کوزہ میرے ہاتھ سے چپک گیا تھا اس لئے جب انہوں نے پیالہ اوٹھایا تو میرے ہاتھ کی کھال اکھڑ گئی۔ والدہ نے مجھ کو بڑی بے چینی کے ساتھ اپنی بغل میں لے لیا میرا منہ چوما اور کہا اے جان مادر تو نے بڑی تکلیف اٹھائی پھر میرے واسطے یہ دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو اس کو بخشدے اور اس پر اپنا فضل فرما اور اپنی

قربت عطا کر۔ ان کی اس دعا کو جو انہوں نے بڑی بے چینی کے عالم میں کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھ کو بیکراں نعمتیں عطا فرمائیں۔

ترغیب زیارت و تلاوت قرآن فرمایا کہ دیدیم کلام مجید کا دیکھنا عبادت ہے۔ کیونکہ شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے جو کوئی کلام مجید کو دیکھے یا پڑھے اس کو خدائے تعالیٰ دو ثواب عطا فرماتا ہے ایک زیارت کلام کا دوسرا پڑھنے کا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور دس برائیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

دعاگو (قطب صاحبؒ) نے عرض کیا کہ سفر اور لڑائی میں کلام مجید پاس رکھنا چاہیئے یا نہیں۔ فرمایا پہلے اسلام اس قدر ترقی پذیر نہیں تھا اس لئے سرور عالم نے قرآن مجید ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ مبادا کفار کے قبضہ میں پہونچ جائے اور وہ بے حرمتی کریں مگر اب یہ زمانہ اسلام کی قوت کا ہے اس لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کلام اللہ شریف پاس رکھنا چاہیئے۔

ترغیب ادب کلام مجید ارشاد فرمایا سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہٗ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگے ایک رات میں ایک دوست کے یہاں مہمان ہوا تھا۔ طاق میں کلام اللہ شریف رکھا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ یہاں قرآن مجید رکھا ہے یہاں سونا بے ادبی ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ قرآن مجید اس مکان سے باہر بھیجدوں مگر فوراً دل میں یہ خیال گذرا کہ قرآن پاک کو اپنے آرام کے لئے علیحدہ کرنا بھی تو بے ادبی ہے پس میں نے اپنے سونے کے واسطے دوسری جگہ تجویز کی یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور قرآن مجید کا ادب کرنے کے باعث مجھے بخشدیا۔

فرمایا قرآن مجید کے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ ناظر کی آنکھوں میں کبھی درد نہ ہوگا پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ مصلے پر بیٹھے تھے اور قرآن شریف ان کے سامنے رکھا تھا۔ کیونکہ وہ وقت ان کے تلاوت کرنے کا تھا اور قرآن مجید سامنے رکھا تھا مگر وہ تلاوت کے وقت مشغول تلاوت نہ تھے)

یکایک ان کی بینائی جاتی رہی وہ میرے پاس آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں نے بہت دوا کی مگر کسی طرح شفا نہ ہوئی۔ اب حاضر خدمت ہوا ہوں اور تمنا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں چونکہ اس موقع پر

میرا وقت تلاوت ہونے کی وجہ سے کلام مجید سامنے موجود تھا ان کو قبلہ رو کھڑا کیا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور کلام مجید اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کی آنکھوں سے ملا اور فاتحہ شریف پڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں پر دم کیا اور خدا سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسوقت ان کو بینائی عطا فرمائی ان کی آنکھیں چراغ کی مانند روشن ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا "جامع الحکایت" میں لکھا دیکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک جوان فسق و فجور میں مبتلا تھا تمام مسلمان اس سے بیزار ہو گئے تھے۔ ہر چند اس کو سمجھایا جاتا تھا۔ مگر وہ کسی کی نصیحت نہیں مانتا تھا۔ الغرض جب وہ مر گیا تو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے کمر میں زرنگار پیٹی لگی ہے۔ اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہے اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو بہشت میں پہونچا دو۔ بزرگ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے تو اپنی زندگی فسق و فجور میں گذاری تھی پھر تجھے یہ دولت کیسے نصیب ہوئی کہنے لگا جب سے دنیا میں صرف یہ ایک نیک کام ہوا ہے کہ جب میں قرآن مجید کو دیکھتا تھا کھڑا ہو جاتا تھا تعظیم کرتا تھا۔ اور اس کو عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ صرف کلام پاک کی عظمت کرنے کے باعث خدائے تعالیٰ نے میرے سب گناہ بخش دئے اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

ترغیب دوستی علماء و مشائخ کبار

پھر فرمایا تیسرے یہ کہ کوئی شخص عالم بزرگ کا چہرہ عزت کے ساتھ دیکھے۔ خدائے تعالیٰ ایسے وقت ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے دل میں محبت اور دوستی علمائے کبار کی ہوتی ہے خدائے تعالیٰ اس کو ہزار سالہ عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر اس درمیان میں اس کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اسکو علما کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور مقام اس کا علیین ہوتا ہے۔

فرمایا فتاوے طرابلسیہ میں سرور عالم کا یہ ارشاد لکھا دیکھا ہے کہ علمائے کرام اور اولیائے عظام کی زیارت کرنے کے لئے حتی المقدور بہت کوشش کرے اگر سات دن یہ عمل جاری رکھے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو یاد حق کے ساتھ شب بیداری کرے۔

پھر فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص ایسا گذرا ہے کہ وہ جب علما یا مشائخ کو دیکھتا تھا منہ پھیر لیا کرتا تھا

اور آتشِ رشک وحسد سے جلنے لگتا تھا۔ الغرض اس کا انتقال ہوگیا۔ جب اوس کو قبر میں اتارا ہر چند چاہا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں مگر کسی طرح اس کا منہ قبلہ کی جانب نہیں ہوتا تھا دوسری جانب پھر جاتا تھا خلقت کو حیرت ہوگئی۔ غیب سے آواز آئی کہ تم لوگ اس شخص کے لئے کیوں رنج کرتے ہو یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں علماء مشائخ کو دیکھتا تھا منہ پھیر لیتا تھا پس جس نے میرے دوستوں سے منہ پھیرا وہ میری رحمت سے محروم رہا۔ اور گمراہ ہوا قیامت کے دن ریچہ کی صورت میں اوٹھایا جاویگا۔

زیارت کعبہ کی ترغیب بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ چوتھے خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت ہے اور کعبہ کا دیکھنا ایک قسم کی عبادت ہے سید عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ دیکھنے کی نیت سے جانا ایک قسم کی عبادت ہے کعبہ دیکھنے والے کو ہزار سالہ عبادت اور حج کا ثواب ملتا ہے اور اولیائے کرامت میں شمار کیا جاتا ہے

ترغیب زیارت و خدمت مرشد پھر ارشاد فرمایا کہ پانچویں اپنے پیر و مرشد کے چہرہ کی طرف دیکھنا اور خدمت میں مصروف رہنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کیونکہ بحوالہ کتاب "معرفت المریدین" حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک دن بھی اپنے پیر کی ایسی خدمت کرے جیسا کہ حق ہے تو خدائے تعالیٰ اوس کو جنت میں ہزار محل موتی کے عطا فرمائے گا ہر محل میں اس کو حوریں خدمت کے واسطے ملیں گی اور قیامت کے دن جنت میں بے حساب جائیگا۔

چاہیئے کہ جو کچھ پیر و مرشد کی زبان سے سُنے اس پر جان و دل سے متوجہ ہو اور جو نماز، روزہ وظائف پیر فرمائے وہ ادا کرے۔ اور برابر پیر کی خدمت میں حاضر رہکر خدمت کرے۔ اگر متواتر کا مقدور نہ ہو تو حتی المقدور بجالائے۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک بزرگ تھے جو سو سال سے خدائے تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ دن میں روزہ رکھتے تھے رات قیام میں گذارتے تھے اور آنے جانے والوں سے کہتے تھے کہ کلام مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ یعنی ایخدا کے بندوں خدا نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ کھانے پینے اور عبادت سے غافل رہنے کیلئے۔ پس اے مسلمانوں ہمارے لئے ضروری ہے کہ سوائے عبادت خدا کے اور کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

المختصر جب اون بزرگ کا وصال ہوا لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگے بخشدیا۔ پھر پوچھا کس عمل سے جواب میں کہا کہ میں رات دن جو کچھ کرتا تھا یعنی اپنے آپ کو بیدار رکھتا تھا اور کسی وقت اپنے آپ کو آرام نہ دیتا تھا وہ سب اعمال پسند یدہ نہیں ہوئے۔ مگر میری بخشش کا سبب خدمات پیر و مرشد کی بجاآوری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا چونکہ تو نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اس لئے ہم نے تجھے بخشدیا۔

اہل اللہ سے واسطہ رکھنے کی ترغیب

بعدازاں غریب نواز آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے قیامت برحق اسدن اولیا اللہ۔ مشائخین و صدیقین اپنے کاندھوں پر کمبل ڈالے ہوں گے اور کمبل میں سو ہزار ڈورے ہونگے۔ ان کے مرید فرزند اور اہل سلسلہ کمبل کے اون ڈوروں سے لٹک جائیں گے جب مخلوق حساب کتاب سے فارغ ہو جائیگی حق تعالیٰ اون مقدس حضرات کو اپنے اکرام بے پایاں اور فضل لامتناہی سے ایسی قوت عطا فرمائیگا کہ وہ بعجلت پلصراط کے پاس پہونچ جائیں گے اور اپنے اپنے کمبل کو پکڑ پکڑا کر درویش اور اون کے مریدین پلصراط کے تیس ہزار سالہ راستہ کو آن واحد میں طے کرلیں گے۔ اور سب اپنے آپ کو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا پائیں گے۔ اور انھیں دوزخ کی آگ کی گرمی تک بھی محسوس نہ ہوگی۔

ترغیب دین محمدی

شیخ برہان الدین چشتی۔ شیخ محمد اصفہانی اور چند درویش بغداد کی جامع مسجد میں موجود تھے۔ آپ نے اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ خدائے عزوجل نے بہت سے چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں کہ آدمی ان میں مبتلا ہو کر حیران ہو جائے بعدازاں یہ واقع بیان فرمایا۔

سرور عالم نے چاہا کہ اصحاب کیف سے ملیں ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ہم نے یہ مقرر کردیا ہے کہ آپ دنیا میں انھیں نہ دیکھیں البتہ قیامت میں ضرور ان سے ملاقات ہوگی۔ اگر آپ چاہیں تو ان کو آپ کے دین پر اوٹھلوں سرور عالم نے اس ارشاد سے مطلع ہو کر ایک کملی زمین پر بچھادی اور چند صحابیوں کو اس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ کملی (اوڑاکر) انھیں اصحاب کیف کے غار تک لے گئی۔ ان حضرات (جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے) نے اصحاب کیف کو دیکھا اور سلام کیا۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات سے ملاقات کرنے کیلئے

ان کو نیند سے بیدار کر دیا تھا پس اُنھوں نے سلام کا جواب دیا پھر صحابۂ کرام نے ان پر اظہار دین محمدی کیا۔ اصحاب کیف نے اس دین پاک کو قبول کیا۔

ترغیب اطاعت حق تعالےٰ ارشاد فرمایا کہ رحمت حق سے کوئی چیز بعید نہیں۔ مگر انسان کو لازم ہے کہ اطاعت حق تعالیٰ میں قصور نکرے۔ اور اس کو کسی حال میں نہ بھولے۔ اس سے قرب حاصل کرے ازاں بعد انسان جو چاہے گا وہ ہو جائیگا۔ پھر آپ نے چشم پرآب ہو کر یہ حکایت بیان فرمائی

ایک دن میں اپنے مولا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور بہت سے دیگر خدا رسیدہ بھی موجود تھے۔ حضور خواجۂ اعظم بزرگان دین کے مجاہدات کا تذکرہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ ایک بہت نحیف و ضعیف شخص زمین پر عصا ٹیکتے ہوئے آئے اور سلام عرض کیا سلام کا جواب دیا اور حضور خواجۂ اعظم نے کھڑے ہو کر بہت محبت کے ساتھ انھیں اپنے سینہ سے لگایا پھر اپنے پہلو میں جگہ دی۔ ان بزرگ نے اپنا یہ قصہ بیان کیا۔

آج پورے تیس برس گذر گئے کہ میرا لڑکا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اس کی محبت میں میرا حال بہت خراب ہے اور یہ درد حضرت کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔ اس کے مرنے جینے کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ چاہتا ہوں کہ اس باب میں حضور تسکین بخشیں اور عاجز مانہ التجا ہے کہ حضرت کوئی بہتری کی صورت نکالیں۔ خواہش یہ ہے کہ میرا لڑکا میرے پاس واپس آجائے۔ یہ سُنکر مرشد محترم نے سر جھکا کر مراقبہ کیا۔ بہت دیر میں سر اوٹھایا اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ان کے لڑکے کے واپس آنے کے لئے سب صاحبان دعا کریں۔ درویشوں نے دعا کی حضور خواجۂ اعظم نے فرمایا کہ اے بزرگ اُٹھو اور اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔ مرد بزرگ یہ ارشاد سُنکر زمین بوس ہوئے اور واپس گئے۔ ابھی وہ آدھا راستہ بھی طے نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خوش خبری دی کہ تمہارا لڑکا آگیا۔ وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ جب اپنے بیٹے کو دیکھا دل ٹھنڈا ہو گیا اور آنکھوں میں روشنی آگئی۔ فوراً وہ اپنے لڑکے کو حضرت اقدس کی خدمت میں لے آئے اور قدم بوسی کرائی حضرت نے اس کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ تو کہاں تھا عرض کیا کہ میں غیر جنس میں قید کر دیا گیا تھا۔ آج میں اپنی اسی مقام پر بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ آئے جن کی صورت حضور سے بالکل مشابہ تھی میں زمہریر دں میں جکڑا ہوا تھا ان بزرگ نے میری گردن میں ہاتھ ڈالا اور قوت کے ساتھ مجھے اپنی طرف کھینچا اور قید سے

سے نجات دلا کر اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ پھر فرمایا اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحہ کے بعد جو میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے اپنا گھر نظر آیا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ لڑکا کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ شیخ الاسلام حضور خواجۂ اعظم نے انگلی کے اشارہ سے منع فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ جب اس بزرگ نے اپنے لڑکے کی زبانی یہ حال سنا تو قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا یہ ہیں خدا کے خاص بندے اور اس طرح پوشیدہ رہتے ہیں۔

فیضان انکشاف راز و سیر روحانی ارشاد فرمایا کعب الاخبار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ عجیب ہیبت کا پیدا فرمایا ہے۔ جس کا حال خدا ہی جانتا ہے۔ اس فرشتہ کا نام ہابیل ہے اس کے دو ہاتھ ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اس کی تسبیح ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے ایک ہاتھ میں اوس کے روشنی ہے دوسرے میں تاریکی (یعنی روز و شب) جب وہ اپنا وہ ہاتھ کھولتا ہے جسمیں روشنی ہے تو دن ہو جاتا ہے اور جب دوسرا ہاتھ کھولتا ہے تو رات ہو جاتی ہے زمین و آسمان سب تاریک ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ نوری ہاتھ نہ کھولے تو کبھی دن نہیں ہو سکتا اور اگر ظلماتی ہاتھ نہ کھولے تو کبھی رات نہیں ہو سکتی اس کے سامنے ایک لوح رکھی ہے اوس کے مطابق وہ رات و دن میں کمی بیشی کرتا رہتا ہے جو حکم لوح میں لکھا ہے وہ بجا لاتا ہے۔ اگر رات میں کمی کرنا لکھا ہے تو راتیں کمی کرتا ہے اگر دنوں میں کمی کرنا لکھا ہے تو دنوں میں کمی کرتا ہے۔ غرض بموجب ارشاد باری تعالیٰ وہ اس تختی کے احکام جاری کرنے میں حق تعالیٰ نے اوسے قدرت عطا فرمائی ہے یہاں تک بیان فرما کر غریب نوازؒ بہت اشکبار ہوئے اور آپ پر عالم سکر طاری ہو گیا۔

پھر فرمایا مردان خدا کی اس مقام تک رسائی ہے اور سالکان طریق اس راز سے واقف ہیں جو معاملہ اس عالم میں گذرتا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور گاہ گاہ بوقت ضرورت اس کا اطمینان بھی کر لیتے ہیں[1]۔

پھر اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے ایک اور راز کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اس کی ہیبت و بزرگی خدا ہی جانتا ہے ایک ہاتھ اس کا آسمان تک ہے

---

[1] اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ غریب نوازؒ کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔

اور اس میں ہوا کا انتظام ہے اور دوسرا ہاتھ اس کا زمین تک ہے اور اس میں پانی کا انتظام ہے اگر عذاب کی صورت میں وہ اپنا پانی والا ہاتھ کھولدے تو تمام عالم غرق ہو جائے اور اسی طرح اگر وہ اپنا ہوا والا ہاتھ کھولدے تو تمام عالم ہوا سے تباہ ہو جائے۔

اس سلسلۂ گفتگو میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک جہان کوہ قاف پیدا فرمایا ہے اس دنیا کو وہ گھیرے ہوئے ہے اور دنیا کی ہر چیز اس میں موجود ہے جیسا کہ کلام اللہ شریف میں وارد ہوا ہے ق والقرآن المجید سرور عالم نے اس آیۃ شریفہ کی اس طرح تفسیر فرمائی ہے۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو اوس (کوہ قاف یعنی ق پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا اسکی تسبیح ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اور نام قرنائیل ہے۔ اس کوہ کا وہ حاکم ہے۔ کبھی ہاتھ کھولتا ہے کبھی بند کرتا ہے تمام زمین پر اس کو قابو عطا فرمایا گیا ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اس کو حکم دیتا ہے وہ فوراً تعمیل کرتا ہے جب وہ زمین کے طنابے کھینچ لیتا ہے تو زمین سمٹ جاتی ہے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے اور کوئی شے اس حصہ زمین پر نہیں اوگتی جب حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے وہ فرشتہ زمین کو کشادہ کر دیتا ہے اور سرسبزی شادابی ہو جاتی ہے نیز خدائے تعالیٰ کی شان رحمت قیومی۔ اور قادری ظاہر ہوتی ہے۔ ہر چیز کا زمین سے پیدا ہونا بندوں کے لئے انعام و رحمت خداوندی ہے۔ اور یہ سب سرور عالم کا صدقہ ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کو عذاب بھیجنا مقصود ہوتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے اور وہ زمین کے طنابے شدت کے ساتھ کھینچتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ خدا کی پناہ وہ رحیم ہے وہ کریم ہے۔

اسی سلسلۂ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے اور شیخ باخرزیؒ کی کتاب "اسرار العارفین" میں بھی لکھا دیکھا ہے کہ اس جہان سے وہ پہاڑ (کوہ ق[1]) چالیس گنا زیادہ وسیع بنایا گیا ہے اس دنیا کے حصص سے اس کے ہر حصہ کی چار سو حصہ زیادہ وسعت ہے اور اس کے ایک حصہ میں چالیس جہان آباد ہیں اور اس کے پیچھے ایک پہاڑ کہ وہاں ظلمت نہیں ہے

---

[1] کوہ ق سے مراد وہ پہاڑ نہیں ہیں جو خارجیہ ارمینیا میں کوہ قاف کے نام سے مشہور ہیں۔

وہاں رات نہیں ہوتی۔ نور کا عالم رہتا ہے۔ اور زمین اسکی سونے کی ہے۔ وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں اور ان چالیس جہانوں میں نہ آدم ہے نہ ابلیس نہ بہشت ہے نہ دوزخ۔ جب سے خدا نے وہ جہان پیدا کیا ہے وہاں فرشتے مقیم ہیں اور ان کی تسبیح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس جہان کے پیچھے چالیس حجابات ہیں اور ان کے پیچھے اک پردۂ راز اور ہے جسے سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا ایک پہاڑ گائے کے سر پر رکھا ہے اور وہ گائے اتنی بڑی ہے کہ تیس ہزار سال کی راہ ختم ہو تو اسکی ابتدا سے انتہا تک پہونچے۔ وہ گائے کھڑی ہے اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہے سر اس کا مشرق میں ہے اور دم مغرب میں۔

اسی سلسلۂ گفتگو میں غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی نے یہ روایۃ بقسم بیان فرمائی تھی اور حضرت نے اسکو شیخ مودود چشتیؒ سے سنا تھا۔

اس گفتگو کے دوران میں آپ (غریب نوازؒ) کے پاس دو درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے مراقبہ میں ان تمام شکلوں کو جو غریب نوازؒ بیان فرما رہے تھے۔ دیکھ رہے تھے جب وہ سیر تمام سے فارغ ہوئے تو قسم کھا کر کہنے لگے کہ شیخ مودود چشتیؒ بھی وہاں موجود تھے۔ چالیس جہان کے جو حالات غریب نوازؒ نے بیان فرمائے وہ ہم نے بہت غور و رغبت کے ساتھ دیکھے۔ ذرہ برابر اس میں کمی نہیں پائی۔ اس مکاشفہ پر حضرت قطب صاحبؒ کو شک گذرا کہ یہ کیسا مکاشفہ ہے کہ ادھر بیان ہو رہا ہے اور وہ سیر کر رہے ہیں۔ اسی وقت حضور غریب نوازؒ نے فرمایا کہ درویش کی قوت باطنی ایسی ہی ہونا چاہیئے جو لوگ اولیاء اللہ کی حکایت میں کوئی نقص پیدا کرتے ہیں ان کو اگر وہ چاہیں تو اپنی کرامت سے مشاہدہ کرا سکتے ہیں ایسا خطرہ دل میں لانا گویا ملزم ہو جانا ہے۔

بعدہٗ غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جس روز دوزخ پیدا فرمائی اک سانپ بھی پیدا کیا۔ سانپ سے ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے سانپ یہ امانت ہے جو تجھ کو دی جاتی ہے ہوشیاری سے اسکی حفاظت کرنا۔ سانپ نے عرض کیا فرماں بردار ہوں۔ ندا آئی منہ کھول سانپ نے منہ کھول دیا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو پکڑ کر اس سانپ کے منہ میں ڈالدو فرشتوں نے تعمیل حکم کی۔ پھر سانپ کو حکم ہوا کہ اپنا منہ بند کر اب تک وہ دوزخ اوس سانپ کے منہ میں بند ہے۔ وہ سانپ زمین کے ساتویں پردہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ

دوزخ سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر فنا ہو گیا ہوتا۔ جب قیامت کا دن آئیگا فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اوس دوزخ کو سانپ کے منہ سے باہر نکالو۔

تشریح اس دوزخ کی یہ ہے کہ اُس میں ہزار زنجیریں ہوں گی اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتہ لٹکے ہوئے ہونگے اُن میں سے ہر فرشتہ کو اتنی قوت اور بزرگی حاصل ہے کہ اگر حکم باری تعالیٰ ہو کہ تمام بندوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں اٹھا جاؤ تو ایک فرشتہ اس حکم کی پوری تعمیل کر سکتا ہے۔

الغرض پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کی آگ تیز کرو جب آگ تیز ہوگی تو اس کا دھواں تمام میدان حشر میں پھیل جائیگا پھر فرمایا اگر کوئی چاہے کہ اس آگ سے محفوظ رہے اس کو چاہیئے کہ خدا کی بندگی کا حق ادا کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک عبادت سے بہتر کوئی شئے نہیں ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ وہ کونسی عبادت ہے۔ فرمایا مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا۔ حاجت مندوں کی حاجت براری کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اسیروں کو قید سے چھڑانا یہ باتیں خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔

فضائل سرور عالم و سورہ فاتحہ کا اظہار

فرمایا کہ دربار رسالت میں جبریل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنی خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس شان و عظمت و برکت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور تمام دریا روشنائی بنائے جائیں اور ہفت زمین و ہفت آسمان کاغذ ہو جائیں اور ابتدا سے لے کر انتہا تک جس قدر انسان۔ جنات و ملائک ہیں وہ سب آپ کی تعریف کریں تب بھی کما حقہٗ آپکی تعریف ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تب بھی آپ کی تعریف و توصیف حد امکان سے باہر ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس برکت کی سورۃ کو صرف آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ کی اُمت اس کی برکتوں سے خاطر خواہ فیضیاب ہوتی رہے۔

بعدہٗ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ سرور کونین کی حدیث مبارکہ ہے الفاتحۃ شفاء من کل داء (یعنی سورۃ فاتحہ تمام دردوں (امراض و تکالیف) کے لئے شفا ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ ہارون رشید کو بہت زیادہ تکلیف میں دو برس گذر گئے۔ علاج کرنے سے عاجز ہو گیا اس نے اپنے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کرایا کہ مرض کی تکلیف سے میری جان پر بن گئی ہے۔ کسی علاج دوا سے صحت نہیں ہوتی۔ چونکہ شفا کا وقت آگیا تھا آپ یہ سُنکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور ہارون رشید کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور ۱۴ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے چہرہ پر دم کی۔ ابھی آپ پورا عمل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مرض کی سختی دور ہو گئی۔ الغرض شفا پائی۔

فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ایک بیمار پر یہی سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کی اسی وقت صحت ہو گئی۔ پھر ایک شخص اس کی عیادت کے لئے آیا پوچھا کس طرح صحت ہوئی۔ جواب دیا مولائے کائنات نے سورۃ فاتحہ دم کی تھی کہنے لگا ہاں مجھے بھی ایک مرتبہ اسی سے صحت ہوئی تھی مگر چونکہ اس کا اعتقاد راسخ نہ تھا پھر وہی مرض عود کر آیا اور اُس شخص کا انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کے شروع پارہ میں فرمادیا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ ہدایت ہے کہ ہر انسان کو اپنے عقائد درست رکھنا چاہیں کامیابی اور راحت حاصل کرنے کی یہی صورت ہے۔

اس سورۃ کا مخصوص خاصہ بیماریوں اور دردوں کی شفا ہے ان مواقعہ پر چاہیئے کہ دم کرتے وقت جسم پر ہاتھ پھیرتا جائے اور ہاتھ کو نیچے اوتارتا ہوا پھیرے خدا چاہے جلد شفا ہو گی مگر عقیدت شرط ہے

پھر غریب نواز نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہر سورۃ کا ایک نام رکھا ہے مگر اس سورۃ مبارکہ کے سات نام ہیں۔ پہلا نام فاتحۃ الکتاب دوسرا نام مثانی۔ تیسرا نام ام الکتاب چوتھا نام ام القرآن پانچواں نام سورۃ مغفرت چھٹا نام سورۃ الرحمت ساتواں نام سورۃ الکنز ہے۔

اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں پہلا حرف (ث) اس میں نہیں ہے اور ث سے ثبور ہے یعنی اسکے پڑھنے والے کو ثبور سے غرض نہیں۔

دویم اس میں حرف (ج) نہیں یعنی اس کے پڑھنے والے کو جہنم سے نجات ہے۔ سویم اس میں

(ز) نہیں ہے یعنی اسکا پڑھنے والا تھور کے درخت اور اُس کے پانی (جو دوزخ میں پلایا جائیگا) سے بچا رہے چہارم اس میں حرف (ش) نہیں ہے لہذا اس کا پڑھنے والا شقی نہیں ہوتا پنجم اسمیں حرف (ظ) نہیں ہے اس لئے اس کے پڑھنے والے کو ظلم و ظلمت سے کچھ سروکار نہیں ششم اس میں حرف (ف) نہیں ہے یعنی اس کے پڑھنے والے کو فراق کی مصیبت سے نجات ہے ہفتم اس میں حرف (خ) نہیں ہے یعنی اس کے پڑھنے والے کو خواری نہ ہوگی مامون رہے گا۔

فرمایا کہ امام ناصر لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں سات آیات ہیں اور انسان کے جسم میں بھی سات حصے ہیں اس کے پڑھنے والے کو حق تعالیٰ ساتوں دوزخ سے بچالے گا کوئی حصہ کسی دوزخ میں نہ جائیگا مشائخ طبقات و اہل سلوک فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے اس سورۃ میں ایک سو چونتیس حرف رکھے ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں ہر حرف ایک ہزار پیغمبران کی بزرگی ثابت کرتا ہے اور ان کے صحیفہ کا ثواب اس کے پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

الحمد میں پانچ حروف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے تاکہ بندہ اس کو دن رات میں جو یہ پانچ حرف پڑھتا رہے تو جو پانچ وقت میں آنے والے نقصانات ہیں ان سے مامون رہے۔

اللہ میں تین حرف ہیں تین میں پانچ ملائے تو آٹھ ہوئے لہذا بہشت اور اس کے ساتوں دروازے اس کے پڑھنے والے کے لئے کشادہ ہوں گے۔ جس دروازہ سے چاہے گا داخل بہشت ہوگا۔

رب العالمین میں دس حرف ہیں دس میں مندرجہ بالا آٹھ ملنے سے اٹھارہ ہوتے ہیں حق تعالےٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا اٹھارہ ہزار عالم کی عبادت کے برابر ثواب پاتا ہے

الرحمن میں چھ حرف ہیں مندرجہ بالا اٹھارہ میں چھ ملائے تو چوبیس ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے رات دن کے چوبیس گھنٹے بنائے ہیں اس کا پڑھنے والے کے چوبیسوں گھنٹے پاک میں ایسے گزرتے ہیں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

الرحیم کے چھ حرف ہیں چوبیس میں چھ ملانے سے تیس ہوگئے۔ پل صراط تیس ہزار سال کی راہ ہے مگر اس کا پڑھنے والا پل صراط کو بجلی کی طرح طے کر جائیگا۔

مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں پس اس کے پڑھنے والے کے بارہ ماہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بارہ اور تیس بیالیس ہوتے ہیں۔

ایاک نعبد اس میں آٹھ حرف ہیں بیالیس اور آٹھ پچاس ہوئے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا بس جو شخص ان پچاس حرفوں کو پڑھے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بروز قیامت صدیقوں کا سا معاملہ کریگا

وایاک نستعین۔ میں گیارہ حرف ہیں گیارہ اور پچاس اکسٹھ ہوئے اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دُنیا میں اکسٹھ دریا پیدا فرمائے ہیں اس کے پڑھنے والے کو ان دریاؤں کے قطرات کے برابر ثواب ملے گا۔

اھدنا الصراط المستقیم اس میں انیس حرف ہیں اکسٹھ اور اُنیس اسی ہوئے شراب پینے کی سزا اسی دُرّے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا اس سے مامون رہے گا۔

انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اس کے حرف چوالیس ہیں اس میں چوالیس ملائے تو ایک سو چوبیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چوبیس ہزار پیغمبر اپنی مخلوق میں بھیجے ہیں اس سورۃ کے پڑھنے والے کو ان سب پیغمبروں کے برابر حق تعالیٰ ثواب عطا فرمائے گا اور بخش دے گا۔

بعد ازاں غریب نواز نے تذکرہ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ساتھ سفر میں تھا کہ ہم دونوں دجلہ کے کنارہ پہونچے۔ اس جگہ کشتی نہ تھی۔ ہمیں عجلت تھی حضرت نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ جب میں نے آنکھیں بند کرکے ذرا سی دیر میں کھولیں تو حضور خواجۂ اعظم کو اور خود کو دریا کے پار پایا دعا گو نے عرض کیا کہ ہم نے کس طرح دریا عبور کیا۔ ارشاد فرمایا پانچ بار الحمد شریف پڑھکر پاؤں دریا میں رکھدیا اور اس طرف آگئے۔ پس جو شخص اس سورۃ کا عامل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وہ تماشے دیکھے گا جن کا بیان کرنا محال ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ کوئی صدق دل سے پڑھے اور اس کی مہم اور مشکل حل نہ ہو تو وہ میرا دامن پکڑے۔

مدارج معرفت شیخ احد الدین کرمانی شیخ داعد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبد الرحمن اور چند دیگر درویش حاضر مجلس تھے غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا بعض حضرات نے سلوک کے سو درجے بیان کئے ہیں اور اس میں سے سترہ درجہ کشف و کرامات کے ہیں۔ پس جس نے اس مکان کے دس درجے طے کر لئے وہ ایسا بلند ہو گیا

جیسے تہتر درجے حاصل کرنے اس راہ کے چلنے والے کو چاہیئے کہ جب تک سترہ درجے طے نہ کرے اس وقت تک کشف و کرامات کو ظاہر نہ ہونے دے بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ سو درجے طے کر جانے کے بعد ظاہر ہونے دے اگر آمنا نہ ہو تو کم از کم سترہ درجے طے کرنے کے بعد کہیں کہیں ضرورتاً مجبوراً ثبوت میں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ خاندان خواجگان چشت کے بعض حضرات نے سلوک کے پندرہ درجے رکھے ہیں اور ان میں سے پانچ کشف و کرامت کے ہیں۔

ہمارے خواجگان چشت فرماتے ہیں کہ اس راہ کے چلنے والے کو چاہیئے کہ ان پانچ درجوں میں نہ رک جائے بلکہ پندرہ مدارج مردانگی سے طے کر جائے اس کے بعد کشف و کرامت سے کام لے۔ تاکہ کاملوں میں سے ثابت ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید البغدادیؒ کا راز و نیاز

غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا تم دیدار کیوں نہیں چاہتے اگر چاہو تو ضرور دیدار ہو جائے جواب دیا اس وجہ سے کہ موسیٰ نے چاہا مگر پھر بھی وہ دولت ان کو نصیب نہ ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مانگے پائی۔ پس جبکہ بندہ اپنے بھلے برے کو نہیں جانتا تو اوس کو چاہیئے کہ راضی برضا رہے۔ اگر خدا کو وہ شے دینا ہے اور بندہ اس کے قابل ہے تو ضرور دیگا اور حجابات خود بخود اٹھ جائیں گے اور دیدار میسر ہو جائے گا اور خدا اپنی پوشیدہ تجلیوں کو بندہ پر نازل فرمائے گا۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہیں ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ میں چاہوں اور خدا نہ چاہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا راز و نیاز

پھر فرمایا کہ ایک دن جب خواجہ بایزید بسطامیؒ حق تعالیٰ کے مقام قربیت میں پہونچے تو غیب سے آواز آئی کہ آج کا دن بہت سعید ہے اور یہ وقت مانگنے کا ہے جو چاہو مانگو ملے گا۔

حضرت بایزیدؒ نے سجدہ میں سر رکھدیا اور عرض کیا بندہ کو تیری مرضی کی کچھ خبر نہیں اس لئے مانگنا بے ادبی ہے اور کرم و بخشش کرنا بادشاہوں کی عادت ہے تو احکم الحاکمین ہے۔ اے میرے پروردگار

جو تیری عطا ہے وہی مجھے بخوشی منظور ہے۔ ندا آئی کہ بایزید ہم نے تجھے عقبیٰ دی۔ عرض کیا کہ اے مولیٰ یہ تو دوستوں کے لئے قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی کہ جنت و دوزخ۔ عرش و کرسی اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہم نے تجھ کو عطا کیا۔ عرض کیا اے مالک اچھا تیری مرضی پھر آواز آئی بتا تیرا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا اے عالم الغیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا مقصد کیا ہے۔ پھر ایک محبت بھری آواز پیدا ہوئی کہ اے بایزید تو صرف مجھ کو عزیز رکھتا ہے اور مجھ کو مانگتا ہے اور اگر اے بایزید میں تجھ کو طلب کروں تو کیا کرے گا۔ یہ سنکر خواجہ بایزید نے کہا کہ تیری بزرگی کی قسم اگر تو مجھ کو طلب فرمائے تو میں حشر کے میدان میں آتشِ دوزخ کے قریب جاکر ایک آہ سے اس آگ کو مثل راکھ کے ٹھنڈا کر دوں تا آنکہ وہ ہیچ ہو جائے اور اس کا وجود سمک نہ رہے پھر غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید جو تیری طلب تھی وہ تو نے پائی اور تیرا مطلب پورا ہوا۔

بی بی رابعہ بصری کی آتشِ محبت

بعد ازاں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ رابعہ بصری ایک شب راز و نیاز میں بہت بے چینی سے کہنے لگیں۔ میں جل گئی۔ میں جل گئی۔ اہل بصرہ یہ سنکر دوڑے آئے۔ اور آپ کے مکان پر پہونچکر کہنے لگے کہ اس آگ کو کیونکر بجھائیں۔ اس گروہ میں ایک مرد خدا رسیدہ بھی تھے وہ کہنے لگے اے لوگو تم اس آگ سے واقف نہیں ہو جس کے بجھانے کے لئے تم آئے ہو۔ یہ تو رابعہ بصری کے دل میں محبت دوست کی آگ بھڑک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں جلی میں جلی۔ اے لوگو اس آگ کو تم نہ بجھا سکو گے یہ آگ تو اس وقت بجھتی ہے جب عاشق معشوق سے مل جاتا ہے۔ چونکہ رابعہ کے دل میں اس کا دوست گھر بنا رہا ہے اور اب آیا چاہتا ہے یہ بیتابی فراق دوست کی ہے یار آیا اور یہ بے چینی دور ہوئی۔

عشق منصور علیہ الرحمۃ

اس کے بعد غریب نوازؒ نے فرمایا کہ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ دوست کے عشق میں کمال کا درجہ کیا ہے فرمایا کہ تخت حکومت پر بیٹھکر طرح طرح کی جلوہ گریاں فرمایے اور جو چاہے کرے۔ مگر عاشق کو سر نیاز جھکانے کے سوا کچھ قدرت نہیں۔ اچھا برا سب یار کی طرف سے ہے سب کچھ بخوشی منظور کرے اور ذرہ برابر بھی معشوق کی مرضی کے خلاف نہ کرے ہر وقت کمر ہمت

باندھے رہے۔ ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے۔ اور مشاہدۂ دوست میں ایسا غرق ہو جائے کہ دین و ایمان باقی نہ رہے کہ یہ مقام خاص ہے۔ اس وقت غریب نوازؒ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا۔

خوب رویاں چو بندۂ گیرند عاشقاں پیش شان چنیں میرند

مشاہدۂ دوست میں استغراق

فرمایا ایک عاشق کو دیکھا جو بغداد کے ایک قبہ میں بیٹھا تھا اس پر ہزار کوڑے مارے گئے مگر اس کو خبر تک نہ ہوئی۔ ایک مرد باخدا نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے جواب دیا چونکہ میرا محبوب میرے سامنے تھا اس لئے مجھے کسی بات کی خبر نہیں میں مشاہدۂ دوست میں محو تھا

فرمایا امام غزالیؒ سے روایت ہے کہ بغداد کے بازار میں ایک عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر وہ ہنستا رہا ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں ہنسنے کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا کہ میرا دوست میری نظر کے سامنے موجود تھا اس کی دید کی محویت میں مجھے کچھ خبر نہ ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ میں نہیں جانتا یہ کیونکر اور کب ہوا۔ اس وقت غریب نوازؒ کا دل بھر آیا اور یہ شعر فرمایا۔

اوبر سر قتل دمن در دہیرانم کان راندن تیغ چہ نکوئے احد

رازونیاز عارفان و تعلیم معرفت

بعد ازاں غریب نوازؒ نے عاشق کے حال کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مناجات میں تھے۔ جب یہ کلام زبان پر آیا کَیْفَ اَلْقَاکَ اَیُّہَا تو آواز آئی اے بایزید طَلِّقْ نَفْسَکَ ثَلٰثًا وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ یعنی پہلے اپنے نفس کو تین طلاقیں دے پھر ہم سے بات کر۔

پھر فرمایا ایک عارف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا میں جو شے موجود ہے وہ سب ہم ہیں۔ ہم سے کوئی شے الگ نہیں ہے۔ پس یکایک خود کو خود پر فدا کرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کل زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب درہم برہم ہو جائے۔

اس موقعہ پر طلبۂ شوق میں فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ اوسے دیکھوں مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ اوسے دیکھوں اس لئے کہ بندہ کو چاہنے سے کیا واسطہ۔ اس وقت ایک بزرگ بولے میں نے بہت سہل طریقہ اختیار کیا ہے کہ

سب کو چھوڑ دیا اور جب میں مقام قربیت میں پہونچا تو وہ سب کچھ جو ہیچ جان کر چھوڑا تھا عنایت الٰہی سے عطا ہوا
پھر فرمایا ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس طرح ترک کیا جس طرح سانپ اپنی کینچلی چھوڑتا ہے
اور اُس وقت جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عاشق و معشوق ایک ہی ہیں۔ یہ سب ایک ہی کی نیرنگیاں
ہیں یعنی ایک ہی نے ایک کو دیکھا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا راز و نیاز و عرفان

غریب نوازؒ نے فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہوئے میں حق میں تھا اب اپنا آئینہ دیکھتا ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا اور شرک و ما و من جب درمیان سے چلا گیا تو اب ایسا ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنا آئینہ ہے یعنی حق میری زبان سے بولتا ہے اور میں نہیں ہوں۔

حضرت بایزیدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مدتوں اُس بارگاہ میں رہا مگر سوائے حسرت کے اور کچھ نصیب نہیں ہوا جب اس مقام سے باہر آیا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ اہل دنیا تو دنیا میں مشغول ہیں اور طالبان آخرت کو آخرت درکار ہے۔ اور اس کے مدعی ہیں۔ اہل تقوےٰ تقوےٰ میں معروف ہیں اور بہت سے لوگ شراب نوشی کباب خوری اور رقص و سرود میں گذار رہے ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بادشاہ حقیقی کی حضوری میں بعجز و نیاز مستغرق ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا بیان ہے کہ ایک شب مجھ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے حضرت کی حضوری حاصل ہوئی بوقت راز و نیاز میں نے دل مانگا۔ صبح کے وقت آواز آئی کہ اے بایزید سوائے ہمارے غیر چیز مانگتا ہے تجھ کو دل سے کیا سروکار۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو راہ طریقت میں کہاں تک علم ہے فرمایا اتنک اس مقام پر پہونچا ہوں کہ جب دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو تمام عالم اور جو کچھ اس میں ہے نظر آتا ہے۔

رابعہ بصریؒ کا غلبۂ شوق

فرمایا ایک مرتبہ رابعہ بصری غلبۂ شوق میں کہنے لگیں کہ الٰہی اگر خلقت میرے دل کو آگ سے جلا دے اور میں اس پر صبر کروں تب بھی حق محبت ادا نہ ہو۔ اور اگر تو میرے اور

تمام مخلوق کے گناہ بخشدے تو مجھے اس سے بھی سروکار نہ ہو۔

فنافی البقا کی تشریح فرمایا ایک بزرگ کہتے تھے کہ جب میں نے دنیا کو دشمن جانا اور مخلوق سے تعلق ترک کرکے خالق کی طرف متوجہ ہوا۔ تو حق کی محبت اسقدر غالب ہوئی کہ میں اپنے آپ تک کو دشمن سمجھنے لگا۔ موت درمیان سے اٹھ گئی اور لطف بقا دانس حق جلوہ گر ہوا۔

مسلک عشاق کا اظہار ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن گروہ عاشقان کو فرمان ربی ہوگا تم سب بہشت میں جاؤ۔ یہ کہیں گے ہم بہشت کا کیا کریں یہ تو انہیں عنایت ہو جنھوں نے بہشت کی خاطر تجھے خدا جانا ہے اور تیری عبادت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اپنی مرضی خدا کی سپرد کر چکے ہیں ان کو بہشت اور راحت بہشت سے کیا سروکار انھیں تو صرف دوست مطلوب ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر ہو سکے تو اول راز بقا حاصل کر پھر یہ بات سمجھ میں آئے گی ورنہ زہد میں مصروف رہ یہی بہتر ہے۔ پھر غریب نوازؒ پر گریہ طاری ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ اس راہ میں بہت سے لوگ عاجز ہو گئے اور بہت سے عاجزوں کو مردان خدا نے یہ درجے کرایا ہے۔

اسلامی ہمدردی فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان رساں نہیں ہے جتنا اپنے بھائی مسلمان کی دلشکنی و خواری کرنے کا جرم ہے۔

بزرگوں کے عارفانہ اقوال کا تذکرہ ارشاد ہوا کہ حضرت ذالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو عارف مخلوق سے بھاگتا ہے اور معرفت حق حاصل کر چکا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ اور یہی عارفان کا طریق پہچان ہے۔

فرمایا ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کتنے سال سے آپ نے حق کو پہچانا فرمایا جب سے مخلوق سے نفرت ہوئی۔

ارشاد ہوا ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا راہ دنیا میں معذور ہیں۔ اہل آخرت مسرور ہیں۔ اور دوستی کے سرور میں ہیں۔ اور اہل معرفت نور علیٰ نور۔ یہ ایک بھید ہے جس کو اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔ عبادت

اہل معرفت کی پاس انفاس ہے۔

فرمایا کہ محدثین جب بہشت میں جائیں گے تو ان کے پاس ان کا زہد و علم عمل کچھ نہ ہوگا مگر اہل اللہ کے پاس وہاں بھی ان کے درد محبت کا نشان رہے گا۔

فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اہل اللہ جب مولا کی دوستی میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ ان سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

ترک دنیا فرمایا ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ سہواً دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو گئے پھر یاد آیا کہ یہ سب خلاف دوست ہے قسم کھائی کہ جب تک دنیا میں رہوں گا ہرگز کوئی دنیاوی کام نہ کروں گا۔ آخر پچاس برس حیات رہے مگر اس درمیان میں کبھی کار دنیا میں مشغول نہ ہوئے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ پر درود و حال فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نماز صبح سے فارغ ہو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور فریاد کیا کرتے تھے ایک روز آواز آئی یوم تبدل الارض یعنی وہ دن بھی آئیگا جب یہ زمین تبدیل ہو جائے گی (لپیٹ دی جائیگی) اس دن فراق وصال ہو جائیگا۔

نیز ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مجبوری صحرائے بسطان میں چلے گئے دل میں عشق الٰہی نے جوش کیا ذوق و شوق میں فرمانے لگے کہ ہر شاخ و برگ۔ بار۔ ثمر۔ شجر و حجر سے عشق برس رہا ہے۔ ہر چند چاہا کہ اس بلوشاہت عشق سے باہر آؤں مگر ممکن نہ ہوا۔

خواجہ سمنون محب کا قول ارشاد ہوا خواجہ سمنون محب فرمایا کرتے تھے کہ اولیا اللہ کے دل میں محبت رہتی ہے اور دل ہی کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ بار محبت کا اٹھانے والا سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام ریاضت۔ مجاہدہ اور محنت شاقہ نہیں ہے بلکہ یہ اہل شغل و اہل فکر ہیں۔

تاثرات صحبت بہت سے درویش حاضر مجلس تھے گفتگو صحبت نیک کے متعلق ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ "الصحبۃ تاثیر ولو کان ساعۃ" صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں اگر بد بھی صحبت نیک میں بیٹھے تو نیک ہو جاتا ہے اور اگر نیک بد صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جاتا ہے۔ پس میں نے بابا صحبت سے پایا۔ جو نصیحت ملی نیکوں سے ملی۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک نے کہا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے۔

صحبت نیکی اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عمر خطابؓ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عراق کا بادشاہ میدان جنگ سے گرفتار ہو کر آیا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو یہ حکومت پھر تمہیں دی جا سکتی ہے بادشاہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ بادشاہ بہت عقلمند اور نیک تھا۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا "میں پیاسا ہوں حکم دیجئے کہ پانی لایا جائے"۔ حضرت عمر نے پانی لانے کا حکم دیا۔ اول شیشہ کے پیالہ میں پانی لایا گیا پھر جام زریں مگر بادشاہ نے دونوں میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ مٹی کے پیالہ میں پانی دیجئے۔ جب مٹی کے پیالہ میں پانی آیا تو بادشاہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ مجھ سے عہد کیجئے کہ جب تک میں اس کوزہ کا پانی نہیں پی لوں گا اسوقت تک مجھے قتل نہیں کیا جائے گا حضرت عمرؓ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اس عہد کے بعد بادشاہ نے مٹی کا کوزہ زمین پر مارا اور وہ پاش پاش ہو گیا۔ پانی زمین پر پھیل گیا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ اب پیالہ کا پانی موجود نہیں ہے اس لئے بموجب عہد آپ کو مجھے قتل نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ اس کی عقلمندی سے حیران ہو گئے۔ فرمایا تجھے امان دیجاتی ہے۔ پھر اُس کو اپنی حفاظت میں رکھا آخر صحبت نے اثر کیا اور بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تمہاری سلطنت تم کو دی جاتی ہے بادشاہ نے کہا مجھے میرا ملک نہیں چاہیئے البتہ ایک خراب گاؤں مجھے دیدیجئے وہ گذر بسر کے واسطے کافی ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ منظور کیا اور ایک شخص کو اس لئے عراق بھیجا کہ وہاں کے کس ویران گاؤں کا پتہ لگا کر بتایئے اس نے تمام عراق میں تلاش کیا مگر کہیں کوئی خراب گاؤں نہ ملا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے مطلع ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کوئی اور گاؤں لے لیجئے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ میرے علاقہ میں کوئی گاؤں ویران نہیں ہے۔ اب آپ مختار ہیں میں سبکدوش ہوا۔ لہٰذا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی تو قیامت کے دن آپ اس کا جواب دیں گے حضرت عمرؓ آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے آفریں اس بادشاہ پر جس نے ایسی حکومت کی۔

بعدہٗ غریب نوازؒ نے فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ طالب فقیر کہلانے کا اسوقت مستحق ہوتا ہے جب اُس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ آٹھ سال تک اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بدی نہ لکھے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ عارفان حق ایسے ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو حیران رکھتے ہیں۔

سید الطائفہ خواجہ جنیدؒ کے عارفانہ کلمات

فرمایا کہ حضرت جنیدؒ سے کسی نے پوچھا کہ راہ طریقت میں محبت کس کا نام ہے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جواب دیا کہ محبت کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو سرداری عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا ذوق اس کے دل میں ازحد پیدا کر دیتا ہے۔ وہ بندہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کے باعث حق سے دوری ہو اور قربت نہ رہے۔ جس نے اس طرح حق کو راضی کر لیا حق اس کا دوست ہے۔ اور جنت اوس کے دیدار کی مشتاق۔

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے عارفانہ کلمات

بعدازاں غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اوستاد مولانا شرف الدینؒ کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شبلیؒ سے دریافت کیا گیا "آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ کیا خوف آپ کو اتنا مجبور کرتا ہے"۔ جواب دیا ہاں دو چیزوں کا خوف ہے اول یہ کہ مبادا مجھ کو حق قربیت سے دور نہ کر دے یہ مجھے گوارہ نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ اگر مرتے وقت ایمان سلامت لے گیا تو خیر ورنہ یہ سب کام جو میں نے کئے ہیں بیکار ثابت ہونگے۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور محبت کے مسائل دریافت کرنے لگا۔ اور پوچھا کہ شقاوت کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ معاف ہو جائے گا شقاوت ہے۔ پھر پوچھا عرفان کا کیا نتیجہ ہے۔ فرمایا جو حق رسیدہ ہو جاتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے اور اکثر اندوہگین رہتا ہے۔ یہی عارفوں کی بزرگی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کے عارفانہ کلمات

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ مسجد کرخی میں بیٹھے تھے۔ اور اہل سلوک میں سے چند اصحاب بھی موجود تھے ایک صوفی نے پوچھا صوفی عارف کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ذوالنونؒ نے جواب دیا کہ یہ وہ گروہ ہے جس کے دل سے بشریت کی کدورت جاتی

رہتی ہے۔ ہوس و محبت دُنیا کی اس میں بو باقی نہیں رہتی۔ پھر اعلیٰ درجہ پر پہونچکر آرام لیتے ہیں۔ اور مخلوق کی محبت ترک کر کے خالق کے عشق کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور غیر کی طرف نہیں دیکھتے اس حال میں وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ اور سب ان کی مِلک ہو جاتی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ تصوّف اسم ہے نہ کہ علم طبقۂ مشائخ اور اہل محبت کے نفوس ہمہ تن اخلاق ہیں۔ کیونکہ بعیت کے معنے مخلوق سے بچاؤ اور خالق سے محبت کے ہیں یہ نہیں کہ عالم تصوّف ہو کر صوفی بن گئے۔

پھر فرمایا کہ عارف دُنیا کا دشمن اور مولا کا دوست ہے اور عارف دُنیا پر تبرا کرتا ہے اس لئے کہ دنیا میں سوائے حسد و بغض وغیرہ اور کیا ہے۔ جو شخص اس میں مشغول ہے وہ حق سے دور ہے۔

کسی نے دریافت کیا عارف کو رونا کیوں آتا ہے فرمایا یہ راستہ میں مثل منظر راہ ہے۔ جب قربت احدیت ہو جاتی ہے اور وصال کا لطف حاصل ہوتا ہے تو گریہ ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کو اپنی دوستی اور محبّت سے مطمئن کر دیا ہے اسی وجہ سے وہ خاموش اور مشغول بحق رہتے ہیں۔ دُنیاوی لذّات و خواہشات سے اونہیں کچھ واسطہ نہیں اونھیں یہ بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی شے ہے یا نہیں۔ یہ گروہ عالی مرتبت ہے۔ بعد ازاں کہنے لگے کہ جس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے اوس کے دل سے بے چینی جاتی رہتی ہے۔ پس واجب ہے دونوں جہان کو غیر جانے اگر ایسا نہ کیا تو عاشق صادق نہیں۔

حضرت داؤد طائیؒ کے عارفانہ کلمات

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ جب اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں بند تھیں۔ آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک درویش نے آپ سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہ آنکھیں بند کئے ہوئے آپ باہر تشریف لائے ہیں فرمایا کہ پینتالیس سال سے میں نے بایں وجہ آنکھیں بند کی ہیں کہ سوائے دوست کے غیر کو نہ دیکھوں کیونکہ سوائے دوست کے غیر کو دیکھنا شرط محبت نہیں۔ پھر کہنے لگے ایک بزرگ کہتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء اللہ کے اعمال جانچو کہ کس سبب سے اُنہوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبت اختیار کی نیز دریافت کرو کہ کس وجہ سے یہ ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبت میں راحت پاتے تھے۔

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ کے عارفانہ کلمات

ارشاد ہوا کہ خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو اپنی محبت عطا کرتا ہے۔ پھر وہ بندہ اسی طرح کے کاموں سے خوش ہوتا ہے اور دوست اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تاکہ ذات حق سے واصل ہو جائے۔

عشق خدا

غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک مرد باخدا کو دیکھا کہ محو خیال دوست تھے مگر نابینا تھے۔ دریافت کیا کہ کتنے عرصہ سے آپ نابینا ہیں۔ کہنے لگے کہ جب دوست نے مجھ پر شفقت فرمائی اور میرا کام یہاں تک پہونچا کہ میری نظر اس یکتا کے جلال و عظمت پر پڑنے لگی تو ایک روز میری نظر غیر پر پڑ گئی پس آواز آئی کہ اے مدعی ہم سے محبت کرتا ہے اور غیر کو نظر میں جگہ دیتا ہے اس آواز کے سننے سے میں ایسا شرمندہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے میں نے بدرگاہ حق دعا مانگی کہ وہ آنکھ جو تیرے سوا کسی غیر کو دیکھے اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات پوری نہ کہنے پایا تھا کہ میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ارشاد ہوا نماز ادا کرو یعنی دل میں ہماری محبت رکھو اور جان میں ادب کو متمکن جانو اور سر میں سودائے محبت کو جگہ دو۔ تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہمیں جانو اور مانو اور ہم سے محبت کرو۔

اسی موقعہ پر فرمایا کہ ایک اہل طریقت بزرگ کو دیکھا کہ بار بار سجدے میں سر رکھتے تھے اور کہتے تھے اے خدا کل قیامت کے دن مجھ کو نابینا اٹھانا۔ دریافت کیا گیا یہ کیسی دعا ہے جواب دیا کہ جو شخص دوست کو دیکھے اس کو لازم نہیں کہ قیامت کے دن کسی غیر پر نظر ڈالے اور دوست نہ ہو۔

شان درویشی

پھر غریب نوازؒ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک صاحب فقیر درویش کی یہ عادت تھی کہ جو چیز ان کو فتوحات سے ملتی وہ سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ کوئی آنے جانے والا محروم نہ رہتا تھا وہ اپنی جھونپڑی میں پڑے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دو صاحب ولایت درویش ان کے پاس پہونچے اور پانی طلب کیا وہ درویش جھونپڑی کے اندر گئے اور دو روٹیاں ایک کوزہ پانی کا لاکر پیش کیا چونکہ یہ دونوں بھوکے بھی تھے دونوں نے وہ روٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا یہ فقیر اپنا کام کر چکا ہے اب ہم کو بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا اسے دنیا دوں دوسرے نے کہا دنیا کے

سبب سے یہ گمراہی میں پڑ جائے گا۔ جواب دیا کہ دنیا اس کو عقبیٰ کمانے کے واسطے دی جاتی ہے پس دعا کی اور رخصت ہو گئے۔ بالآخر اس درویش کو ایسا موقعہ پیش آیا کہ ہزار من کھانا اس کے باورچیخانہ سے مساکین کو تقسیم ہونے لگا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ارشاد

غریب نوازؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دنیا سے غرض نہ رکھے اور جو کچھ اس کے پاس ہو دوست کی محبت میں تقسیم کر دے۔

عارفوں کی خصلت خلوص ہے۔

فرمایا اے عزیز اچھے ہیں وہ درویش اس زمانہ کے جو یکجا بیٹھ کر آپس میں خلوص و محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور صفائیاں حل کرتے ہیں وہ درویش برے ہیں جو ایک دوسرے سے نہ ملیں اور دور رہیں یاد رکھو یہ بری بات ہے۔

حضرت خواجہ سمنون محبؒ کا ذکر خیر

پھر اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ سمنون محب محبت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہوا میں سے ایک پرند نیچے آکر ان کے سر پر بیٹھ گیا اور چونچ مارنے لگا پھر وہ ہاتھ پر اتر کر بیٹھ گیا پھر زمین پر بیٹھ کر چونچ مارنے لگا یہاں تک کے اس کی چونچ سے خون نکلنے لگا آخر گر پڑا اور مر گیا۔

توکل عارفان

مولانا بہاالدین صاحبؒ تفسیر۔ شیخ احمد الدین کرمانی اور چند درویش حاضر مجلس تھے عارفوں کے توکل کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

پھر اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جبرئیل نے دریافت کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہیں۔ جواب دیا تم سے نہیں۔ چونکہ وہ نفس کی قید سے آزاد ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ ظاہر و باطن کا جاننے والا موجود ہے تو پھر کسی اور سے کیوں مدد مانگوں۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دل کو تین چیزوں پر بھروسہ کرنے سے بری کر دے اول علم۔ دویم عمل سویم خلوت یعنی جب تک ان تینوں پر بھروسہ ہے توکل

ثابت نہیں۔

عارف پھر فرمایا کہ ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی کہنے لگے عارف وہ ہو سکتا ہے جو سوائے حق کے کسی سے محبت نکرے اور اسے کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے یہ بھی سنا ہے کہ جب تک یہ چیزیں کسی میں نہ ہوں عارف نہیں ہے اول موت کو دوست رکھے دیم بے قراری کے وقت ذکر مولا سے راحت و انس حاصل کرے سویم دوست کی آمد کے وقت مضطرب ہو جائے۔ اور تفکر خاص کے وقت اس کی نظر حق پر رہے

کلمات حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے سنا ہے کہ دنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اول صحبت فقرا دویم خدمت اولیا۔

سرور عالم کا قول فرمایا لوگوں میں وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ رونے والوں کا قصہ فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام پر ناراضگی ہوئی تو ان کے ساتھ ان کا عصا رویا اور تمام چیزیں بھی روئیں مگر سونا چاندی نہیں روئے حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں نہیں روئے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم تیرے خطاوار کے لئے کیا روئیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اپنی بزرگی کی قسم تمہاری قیمت اور عزت اولاد آدم پر آشکارا کروں گا اور ان کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

حضرت جنید البغدادیؒ کے اقوال فرمایا ایک مرتبہ حضرت جنیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ رضائے محبت کیا ہے۔ فرمایا اگر ساتوں دوزخ عاشق کے سیدھے ہاتھ پر رکھ دئے جائیں تو وہ یہ بھی نہ کہے کہ یہ دست چپ پر رکھنا تھے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ بندہ پر اوّل فرض کیا ہے۔ جواب دیا معرفت پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے اندر چیزوں کو پوشیدہ کیا ہے اور ہر چیز میں قریب نظر ہے۔

دوستان خدا فرمایا "محبت کے باب میں" اسرار الاولیا میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ جب اپنے دوستوں کو قیامت کے دن زندہ فرمائے گا۔ تو اپنے نور سے ان کے چہرے تابناں کرے گا۔ چنانچہ سرور عالم نے

حق کو حق سے دیکھا۔ وہاں۔ زماں۔ کام اور مکان کچھ نہ تھا۔ کیونکہ اس کی حضوری مکان اور صفات سے بھی مجرد ہے۔ وہاں حق ہی حق ہے۔

عشاق اور روز قیامت فرمایا روز قیامت پر ایمان ہے۔ اس دن جب عاشقانِ صادق کو بلایا جائیگا اس وقت اگر کسی عاشق نے صدائے محبت بلند کی تو گویا وہ صادق اور ثابت قدم نہ رہا۔ اس کو شرمندگی حاصل ہوگی۔ اس کو اپنا چہرہ دوستانِ صادق سے چھپانا پڑے گا۔ اور ایک آواز آئیگی، کہ یہ دعویٰ کرنے والے عاشقان صادق نہیں ہیں ان کو ہمارے عاشقوں میں سے علیحدہ کردو۔

حضرت مالک دینارؒ کا ارشاد فرمایا سلوک میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت مالک دینارؒ سے حق تعالیٰ کی ملازمت کے متعلق دریافت کیا گیا جواب دیا جو دوست کی ملازمت کرتا ہے اسکو وصال دوست میسر ہوتا ہے۔

راز محبت فرمایا ایک جنگل میں ایک درویش کو دیکھا گیا کہ مرگئے ہیں مگر ہنس رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ مرگئے ہو پھر بھی ہنس رہے ہو اس کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا محبت کا یہی راز ہے۔

بی بی رابعہ بصری کے عارفانہ کلمات فرمایا رابعہ بصریؒ سے دریافت کیا گیا کہ افضل ترین عمل کیا ہے۔ جواب دیا پابندی کے ساتھ خوش اوقات رہنا۔ جو کوئی بزرگی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس کی مراد ابھی زندہ ہے مگر محبت میں وہ مرد ہے جو اپنی مراد کو فنا کر کے حق کے ساتھ باقی رہے۔ اور اس کا نام وہ ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے رکھا جاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کو دوست کے لقب سے یاد کرتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتا مگر عبادت سے۔ کیونکہ اہل محبت میں نہ اسم ہے نہ رسم۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے عارفانہ کلمات پھر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ اہل محبت سوائے دوست کے اور کسی غیر سے محبت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ جو کوئی غیر سے شاد ہوا بیخ و بلا میں مبتلا ہوا۔ اور جو حق تعالیٰ سے دوستی نہیں رکھتا وہ ہمہ قسم کی وحشت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو مبتلائے دوست نہیں وہ ہیچ در ہیچ ہے۔

اقسام توبہ فرمایا اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی تین قسمیں ہیں اوّل کم کھانا کہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے دوسرے عبادت کے لئے کم سونا تیسرے دعا کیلئے کم بولنا۔

اوّل خوف - دویم رجا سویم محبت - پس خوف کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ سے نجات ملے - اور رجا کے ضمن میں طاعت کرنا ہے تاکہ بہشت حاصل ہو اور منزل پر پہونچکر حیات ابدی حاصل ہو اور محبت کے ضمن میں فکر میں مشغول رہنا ہے تاکہ حق کی رضا حاصل ہو -

موت کا تذکرہ (اجمیر میں) جامع مسجد قائم کی جا چکی تھی اور بہت سے اصفیا اور ان کے عزیزان و مریدان موجود تھے ملک الموت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا بغیر ملک الموت کے بے قیمت تھی - عرض کیا گیا کس طرح - فرمایا اس باب میں یہ حدیث شریف وارد ہے - الموت جسرٌ یوصل حبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گذر کر دوست دوست سے مل جاتا ہے (دلیل العارفین)

مرید کو راسخ الاعتقاد ہونا چاہیئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کہا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے مجھے آواز دی - میں نے فوراً نماز ترک کرکے کہا حاضر ارشاد ہوا آؤ جب میں خدمت اقدس میں پہونچا دریافت فرمایا کیا کر رہے تھے - عرض کیا نماز میں مشغول تھا - جب حضور کی آواز سنی ترک نماز نفل کرکے حاضر خدمت ہو گیا - فرمایا بہت اچھا کیا - یہ امر نماز نفل سے فاضل تر تھا - کیونکہ کار دین میں اپنے پیر سے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے - (فوائد السالکین)

ماں باپ کے پکارنے پر بھی نوافل نماز ترک کرنے کا حکم ہے (مؤلف)

پھر اسی باب میں حضرت قطب الاقطابؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے - اولیاء اللہ کا تذکرہ ہو رہا تھا - اس درمیان میں ایک شخص بیعت ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قدموں پر سر رکھا - غریب نوازؒ نے فرمایا بیٹھو اس نے کہا میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ اس وقت اپنے حال میں تھے فرمایا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کہو لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ وہ راسخ الاعتقیدت تھا اس نے فوراً اسی طرح کہا - غریب نواز نے اس کو مرید کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا

(فوائد السالکین)

اگرچہ سرسری نظر سے دیکھنے میں مذکورہ بالا الفاظ شرعاً قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں مگر لغوی معنے کے پیش نظر ہرگز قابل اعتراض نہیں ہیں نیز صاحبان حال نے اس قسم کے کلمات اکثر فرمائے ہیں چنانچہ سید الطائفہ حضرت جنید البغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ وغیرہ کے حالات میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں۔ بلکہ خود سرور عالم نے بھی طوائف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرگوشی کرنے کے موقعہ پر ارشاد فرمایا" میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی" نیز ایک دوسرے موقعہ پر ارشاد ہوتا ہے "جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا (مولف)

(ب) تعلیم معرفت بذریعہ ارشادات عالیہ

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کے اقوال کو رہنما بنا کر دینی دنیاوی فلاح و بہبودی حاصل کرتے ہیں اور ان نورانی اقوال کی روشنی میں راہ طریقت طے کرتے ہیں نظر غور سے دیکھا جائے تو اقوال ہی پر بظاہر ہدایت و رہنمائی کا انحصار ہے۔ اگر ایک طرف قرآن مجید فرمان الٰہی ہے۔ تو دوسری طرف احادیث نبوی ارشادات سرور عالم ہیں۔ اور انہی دو بیش بہا نعمتوں پر اصلاح صوری و معنوی کے پیش نظر قیام امن عالم کی بنیاد ہے بزرگان دین کے اقوال بھی ان ہی دونوں قسم کے ارشادات کی تشریح ہوا کرتے ہیں۔ اور طالبان حق ان سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی مفاد بھی حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضور غریب نوازؒ کے ارشادات عالیہ و کلمات طیبہ بھی اہل نظر کے لئے عامل صد برکات و فیوض ہیں۔ خدا ہمیں ان پر عمل کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتشکدۂ محبت ہے۔ جو کچھ اس میں آتا ہے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی آتش بالاتر آتش محبت سے نہیں۔

۲۔ عاشق کا شور و فریاد اتنی وقت تک ہے جب تک کہ وہ مشاہدہ سے دور ہے جب مشاہدہ کو پہونچا ساکن ہو گیا جس طرح ندی نالوں کی آواز زور شور سے آتی ہے مگر جب وہ دریا میں پہونچتے ہیں ساکن ہو جاتے ہیں

۳۔ نشانِ محبت یہ ہے کہ تو دوست کا فرماں بردار رہے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست بیزار نہ ہو۔

۴۔ تسلیم دعوی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔
۵۔ عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے اُس کے سامنے موجود ہو جائے اور جس سے کلام کرے اُس سے جواب پائے۔
۶۔ عارف وہ ہے کہ ماسوا کو دل سے دور کر دے۔ تاکہ یگانہ ہو جائے۔ جیسا کہ دوست یگانہ ہے۔
۷۔ عارف وہ ہے کہ ہر وقت ولولۂ عشق اور قدرت آفرینش میں متحیر رہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے۔ اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں۔ اگر بیدار ہے تو دوست کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا ہے۔
۸۔ عارف محبت وہ ہے جس کو ماسوا سے محبت نہ رہے۔
۹۔ عارف محبت میں اس وقت کامل ہوتا ہے کہ ساری باتیں درمیان سے اُٹھ جائیں۔ یا دوست رہے یا وہ خود۔
۱۰۔ عارف کی کمالیت یہ ہے کہ ہمیشہ دوست کی راہ میں جلتا رہے۔
۱۱۔ عارف وہ ہے کہ جب صبح کو اُٹھے تو رات کی باتوں میں سے کچھ یاد نہ ہو۔
۱۲۔ عارف معرفت کو نہیں پہونچتا جب تک کہ معارف کی یاد نہ ہو۔
۱۳۔ عارف وہ ہے جس پر ہر روز عالم غیب سے سو ہزار اور ہر گھڑی میں چند ہزار تجلیات نازل ہوں اور دم بدم اس میں حال پیدا ہوتا رہے۔
۱۴۔ عارف اس کو کہتے ہیں کہ اگر ہر روز لاکھ کرشمہ تجلی کے اوس پر نازل ہوں تو وہ شمہ بھر بھی اظہار نہ کرے۔
۱۵۔ عارف کا کمترین درجہ یہ ہے کہ صفات حق تعالیٰ اس میں پیدا ہوں اور کمال درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی دعوی کے ساتھ اُس کے سامنے آوے تو اس کو بقوت کرامت ملزم بنا دے۔
۱۶۔ عارف وہ ہے کہ تمام علوم جانے۔ اور لاکھوں معنی ظاہر کرے اور ہر وقت بحر معانی میں شناوری کرتا رہے تاکہ گوہر اسرار انوار الٰہی اس سے نکالے اور جوہریان بصر کو دکھائے کہ وہ پسند کریں اور جانیں کہ وہ عارف ہے۔
۱۷۔ عارف راہ محبت وہ ہے جو کونین سے دل برداشتہ ہو۔

۱۸۔ عارف ترین خلق وہ ہے کہ متحیر ہو۔
۱۹۔ عارف کا توکل سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی پر نہیں ہوتا اور نہ اُس کا التفات کسی کی طرف ہوتا ہے
۲۰۔ عارف کا توکل حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ گویا عالم سکر میں متحیر ہے متوکل درحقیقت وہ ہے کہ رنج و محنت خلق میں نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔
۲۱۔ عارف مثل آفتاب کے تمام عالم پر نور افشاں ہے اور اُس کے نور سے تمام عالم روشن ہے۔
۲۲۔ عارف کامل کی وہ نظر ہوتی ہے کہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کا معائنہ کرتا ہے۔
۲۳۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو دوست رکھے۔ راحت کو ترک کرے۔ ذکر الٰہی سے اُنس حاصل کرے۔
۲۴۔ عارف کے تین رکن ہیں۔ اوّل ہیبت۔ دویم تعظیم۔ سویم حیا۔ ہیبت یہ ہے کہ اپنی تقصیرات سے منفعل رہے تعظیم یہ ہے کہ ہمیشہ طاعت میں لگا رہے۔ حیا یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی پر نظر نہ ڈالے۔
۲۵۔ عارف پر کمترین چیز جو ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ مال ملک سے تبرا کرے۔
۲۶۔ عارف دُنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دُنیا سے کنارہ کئے ہوئے ہے اور غل و غش اور حسدات سے مبرا ہے۔
۲۷۔ عارف وہ ہے کہ عام سلوک میں سوائے حق تعالیٰ کی ذات کے کسی سے یاری کا خواستگار نہ ہو۔
۲۸۔ عارف سوائے حق تعالیٰ کی یاد کے دوسری بات زبان پر نہیں لاتا۔ جس نے حق تعالیٰ کو پہچانا اور اُس نے خلق سے عُزلت اختیار نہ کی تو سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں۔
۲۹۔ مرید کو چاہیئے کہ ایک ذرہ بھر پیر کے فرمان سے متجاوز نہ ہو۔ اور جو کچھ کہ پیر نسبت نماز و تسبیح و وردو وظائف کے فرمائے اُس کو گوش و ہوش سے سُنے اور اُسکی پوری تعمیل کرے تاکہ مقام کو پہونچے۔
۳۰۔ پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ اس لئے کہ پیر کی ترغیب مرید کی کمالیت حال کے لئے ہوتی ہے۔
۳۱۔ بندہ کو حق تعالیٰ سے اسقدر نسبت پیدا کرنی چاہیئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس قدر

نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہیئے۔

۳۲۔ جو شخص دوزخ اور خوف قیامت سے محفوظ رہنا چاہے اسکو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی اطاعت بجالائے جو حق تعالیٰ کے نزدیک تمام طاعتوں سے افضل و بہتر ہو۔ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی طاعت ہے۔ فرمایا کہ درماندوں کی فریاد کو پہونچنا۔ بیچاروں کی حاجت روائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا جس نے جو نعمت پائی سخاوت سے پائی اور جو متفقان سے ہوا صفا سے ہوا اس راہ میں دو چیزوں کی بدولت قرار و استقامت ہے۔ ایک ادب عبودیت دوسرے تعظیم حق۔

۳۳۔ افضل ترین اوقات وہ ہیں جن میں خاطر و حواس نفس سے بچا رہے۔

۳۴۔ اہل سلوک کے یہاں توبۃ النصوح تین چیزیں ہیں اوّل کم کھانا روزے کے واسطے۔ دویم کم سونا طاعت کے واسطے سویم کم بولنا دعا کیواسطے۔

۳۵۔ اوّل خوف۔ دویم رجا۔ سویم محبت۔ پس خوف کے ضمن میں ترک معصیت ہے تاکہ آتش دوزخ سے نجات ہو۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت ہے تاکہ بہشت و منزلت اور حیات ابدی حاصل ہو۔ اور محبت کے ضمن میں اشتہا دو ذکر ہے تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

۳۶۔ توبہ اہل محبت کی تین طرح سے ہے اوّل ندامت۔ دوم ترک معصیت۔ سویم مظالم و خصومت سے پاک رہنا۔

۳۷۔ جب درویش کو حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ وہ حلاوت اُس کی حجاب ہو جاتی ہے۔

۳۸۔ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے سوا انھیں کچھ نہیں چاہیئے وہ مشاہدہ سے غافل ہیں اور اہل محبت و عاشقان اس راہ کے دل کے ساتھ گرد عرش و حجاب عظمت کے طواف میں ہوتے ہیں۔ جب مشاہدہ نہیں پاتے فریاد کرتے ہیں۔ اور بقا چاہتے ہیں۔ میں نے ایک مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب میں حق تعالیٰ سے واصل ہوا تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ جب میں منزل قرب کو پہونچا تو کوئی زحمت نہ رہی۔ اہل دنیا کو دنیا میں مشغول دیکھا اور اہل آخرت کو محجوب اور

مدعیون کو دعوی میں اور ارباب تقوی کو تصوف میں پایا۔ میں نے سب سے کنارہ کشی اختیار کی۔

۳۹۔ عاشق ہر وقت محو عشق ہوتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے ذکر میں۔ اور اگر طواف میں ہے تو اس کی ہیبت و عظمت میں ہے۔

۴۰۔ اہل عشق وہ ہیں کہ اگر نماز صبح ادا کریں تو دوسری نماز صبح تک محو خیال دوست رہیں۔

۴۱۔ عارف محبت میں وہ ہے جو سوائے ذکر حق تعالیٰ کے کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔

۴۲۔ غلبات شوق میں اہل توکل کے لئے ایک ایسا وقت ہے کہ اگر اس وقت ان کو ذرہ ذرہ کر دیں تو ان کو خبر نہ ہو

۴۳۔ حق تعالیٰ کے ایسے عاشق ہیں کہ جن کو حق تعالیٰ کی دوستی نے ایسا خاموش کر دیا کہ وہ نہیں جانتے کہ عالم کے اندر کوئی چیز موجود ہے یا نہیں۔

۴۴۔ جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ کی دوستی جاگزیں ہو جاتی ہے وہ دونوں عالم میں کسی کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور اگر دیکھے تو عاشق صادق نہیں۔

۴۵۔ راہ محبت میں عاشق صادق وہ ہی ہے جو دونوں عالم کو دل سے دور کر دے۔

۴۶۔ حق تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہی ہے کہ ماں و پدر و فرزند و برادر سے رشتہ توڑ کر اور سب سے بیزار ہو کر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہے۔

۴۷۔ ایثار عارفاں بے نیازی ہے۔ اور ایثار محباں آرزو ہے۔

۴۸۔ صادق محبت وہ ہے کہ بلائے دوست کو برغبت قبول کرے۔

۴۹۔ میں برسوں ترک و تجرید و ریاضات و مجاہدات کا مجاور رہا۔ انجام کار سوائے ہیبت مجھ کو کچھ نصیب نہ ہوا

۵۰۔ جب بندہ بعقل محبت حق سے زنگار اوصاف دنیاوی کو اپنے آئینہ دل سے دور کرتا ہے تو اس کو حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ موانست ہوتی ہے اور ہستی غیر کو درمیان سے اٹھاتا ہے تو یگانۂ حق ہوتا ہے۔ اور جب تک ایسا نہیں کرتا حق تعالیٰ سے واصل نہیں ہوتا۔

۵۱۔ اہل سلوک کے درمیان محبت میں ایک علم ہے کہ کسی عالم کو اس کی خبر نہیں۔ اور زہد میں ایک طاعت ہے کہ کوئی زاہد اس سے آگاہ نہیں۔ اور وہ ایک راز ہے کہ دونوں عالم سے باہر ہے۔ اسکو اہل محبت

اور اہل عشق ہی جانتے ہیں۔ جب کوئی ان دونوں عالم میں ثابت ہوتا ہے اور اس راز کو جانتا ہے تو ہرگز کوئی اُس کو نہیں دیکھتا۔

۵۲۔ راہ محبت وہ راہ ہے کہ جب کوئی دوست کے عشق میں اس راہ پر آیا بے نام و نشان ہوا۔

۵۳۔ یہ سب گفتگو و مشغلہ و حرکت کہ زاہد عشق و سلوک و ظائفہ عشق سے وجود میں آتے ہیں۔ باہر پردہ کے ہیں جہاں پردہ میں جگہ پائی خاموشی و سکوت و آرام پیدا ہو گیا۔

۵۴۔ یہ دلیری خواجہ کی اُسی وقت تک ہے جب تک حضرت دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے جب حضوری نصیب ہوئی تو مجال گفتگو کی کہاں۔

۵۵۔ کسی نے پوچھا بقا کیا ہے فرمایا عین حق۔ پوچھا تجرید کیا ہے۔ فرمایا غیر سے قطع اور دوست سے مل جانا۔

۵۶۔ علم ایک دریائے محیط ہے۔ اور معرفت اس کا چشمہ۔ پس کجا مولیٰ و کجا بندہ۔ علم خدا کے واسطے ہے۔ اور معرفت بندہ کے واسطے۔

۵۷۔ مرید مستحق فقر کا اس وقت ہوتا ہے جب عالم فانی میں باقی رہے۔

۵۸۔ دُنیا میں دو باتوں سے خوشتر کوئی بات نہیں۔ اوّل صحبت فقرا۔ دویم حرمت لا لیا۔

۵۹۔ اہل محبت بلا واسطہ دوست کا کلام سنتے ہیں۔

۶۰۔ عارف کا دل ایسا ہونا چاہیئے کہ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔

۶۱۔ ملازمت پروردگار کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔

۶۲۔ جو بزرگی کا دعویٰ کرتا ہے قید میں ہوتا ہے۔

۶۳۔ موت کے واسطے ہمیشہ آمادہ رہو۔

۶۴۔ جسے محبت ہوتی ہے اُسے فقر سے وحشت نہیں ہوتی۔

ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواہم نے چودہ مقام اختیار کئے ہیں۔ اور اُن کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور بسبب اُن کے منزل گاہ قرب و کمال کو پہونچے ہیں۔ اوّل مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام کے مقام کی طرف ہے دوم مقام عابدان کہ مقام حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے۔ سوم مقام زاہدان کہ مقام

حضرت مسیح علیہ السّلام کا ہے۔ چہارم مقام راضیان کہ مقام حضرت ایوب علیہ السّلام کا ہے پنجم مقام قانعاں کہ مقام حضرت یعقوب علیہ السّلام کا ہے۔ ششم مقام جاہدان کہ مقام حضرت یونس علیہ السّلام کا ہے۔ ہفتم مقام صدیقاں کہ مقام حضرت یوسف علیہ السّلام کا ہے۔ ہشتم مقام متفکراں کہ مقام حضرت شعیب علیہ السّلام کا ہے۔ نہم مقام مترشدان کہ حضرت شیث علیہ السّلام کا ہے۔ دہم مقام صالحاں کہ مقام حضرت داؤد علیہ السّلام کا ہے۔ یازدہم مقام مخلصاں کہ مقام حضرت نوح علیہ السّلام کا ہے۔ دوازدہم مقام عارفاں کہ مقام حضرت خضر علیہ السّلام کا ہے۔ سیزدہم مقام شاکران یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہے چہاردہم مقام محبان کہ یہ مقام حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے۔

۶۵۔ اہل طریقت کے لئے دس شرطیں لازم ہیں۔ اوّل طلب حق دوم طلب مرشد سوم لوب چہارم رضا پنجم محبت و ترک فضول ششم تقویٰ۔ ہفتم استقامت شریعت۔ ہشتم کم کھانا و کم سونا۔ نہم عزلت اختیار کرنا خلق سے۔ دہم روزہ نماز۔

۶۶۔ اہل حقیقت کے لئے بھی دس شرطیں لازم ہیں۔ اوّل یہ کہ معرفت میں کامل ہو۔ اور خدا رسیدہ ہو۔ دوم یہ کہ نہ رنج ہو نہ رنجیدہ کرے اور نہ کسی کی بدی خیال میں لاوے۔ سوم یہ کہ حق تعالیٰ کی راہ کھلاوے اور خلق کو ایسی بات بتادے جس میں فائدہ دنیا و آخرت کا مترتب ہو۔ چہارم تواضع۔ پنجم عزلت ششم یہ کہ ہر شخص کو عزیز و محترم جانے اور اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر شمار کرے۔ ہفتم رضا و تسلیم۔ ہشتم ہر ایک درد و رنج میں صبر۔ نہم سوز و گداز و عجز و نیاز۔ دہم قناعت و توکل۔

(مسالک السالکین)

———— ❀ ————

(ج) فیضان معرفت بذریعہ مکتوبات مبارکہ

سنا ہے خط ملجاتا ہے تو گویا آدھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ مشتاق نظریں جو آپ کے جمال جہاں آرا کو ڈھونڈتی ہیں۔ وہ دل جو آپ پر نثار ہونے کے آرزومند ہیں وہ سر جو آپ کے قدموں پر جھکنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ وہ روحیں جو آپ کا طواف کرنے کی جویاں ہیں۔ اور وہ ذرات ہستی جو آپ کا نقش قدم بننے کے لئے بے چین ہیں۔ ان مکتوبات مبارکہ کی زیارت سے نصف قدمبوسی کا لطف اوٹھائیں گے اور فیوض مکتوبات سے گنجینہ حاصل کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب اول | اللہ الصمد کے اسرار سے واقف لم یلد ولم یولد کے انوار کے ماہر میرے بھائی خواجہ قطب الدین داؤدی اللہ آپ کے مدارج کو زیادہ کرے۔ فقیر معین الدین سنجری کی طرف سے خوشی و خرمی آمیز اور انس و محبت سے بھرا ہوا سلام پہونچے۔ مقصود یہ کہ تادم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں اللہ آپ کو صحت دارین عطا فرمائے۔

برادرم میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو عشق کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہیئے۔ جب خواجہ شیخ سعدی نے آپ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیونکر پہچان سکتے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے۔ جس میں ترک ہو یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور اسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں۔ اس میں معرفت حق کی بو بھی نہیں یہ اچھی طرح یقین کرلو کہ کلمۂ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں انھوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کردیا ہے اور کر رہے ہیں یہ معبود خلایق بن رہے ہیں بہت لوگ جاہ و جلال کی پرستش کرتے ہیں پس جس نے جاہ جلال و مال کو دل سے نکالدیا اس نے گویا نفی کردی اور جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی اس نے پورا پورا اثبات حاصل کرلیا اور اثبات لا الہ الا اللہ کے کہنے اور اس پر عمل کرنے

حاصل ہوتی ہے پس جس نے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا اُسے خداشناسی حاصل نہیں ہوتی۔ والسّلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب دوم} حقایق معارف سے واقف رب العٰلمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین ہلوی واضح رہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ دانا وہ فقرا ہیں جنھوں نے درویشی و نامرادی کو اختیار کر رکھا ہے۔ کیونکہ ہر ایک مراد میں نامرادی ہے اور نامرادی میں مراد ہے۔ برخلاف اس کے اہل غفلت نے صحت کو رحمت اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے پس دانا وہی ہے جو کسی دنیاوی مراد کا خیال آنے پر فوراً اُسے ترک کر کے نامرادی اور فقر کو اختیار کرلے۔ اپنی مراد کو چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کرنے کو "نامرادتا نہ گردی بامراد کے رسی" پس مرد کو حق تعالیٰ سے وابستگی لازم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ آنکھ دے تو ہر راہ میں سوائے اُس کے جلوہ کے اور کچھ نہ دیکھے اور دونوں جہان میں جس کی طرف نگاہ کرے اس میں اسکی حقیقت دیکھے۔ دینداری اور آنکھ حاصل کرو۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھو تو خاک کا ہر ایک ذرہ جام جہاں نما ہے سوائے ظاہر ملاپ اور شوق کے اور کیا لکھوں۔ والسّلام۔ (سوانحعمری سلطان الہند غریب نواز)

(د) تعلیم اوراد و وظائف

حضور خواجہ غریب نواز کا فرمان ہے کہ جو شخص ورد یا وظیفہ پڑھے اس کو لازم ہے کہ کبھی ناغہ نہ کرے اگر دن میں ناغہ ہو جائے تو شب میں پڑھ لے اور کاروبار دنیاوی میں مصروف ہو۔ کیونکہ اس باب میں ارشاد جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ تَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ اور فرمایا حضرت نے کہ ایک روز مولانا رضی الدین گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا جیسے ہی اپنے مکان پر تشریف لائے سوچا کہ یہ بلا کہاں سے آئی بعد یاد آیا کہ آج صبح کے وقت حسب معمول یاسین شریف نہیں پڑھی تھی اسی باب میں ایک اور حکایت فرمائی کہ حضرت خواجہ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ ناغہ ہو گیا پس آواز غیب نے آگاہ کیا کہ اے عبداللہ جو عہد کہ تو نے ہم سے کیا تھا وہ آج توڑ دیا یعنی وظیفہ پڑھنا بھول گئے ان روایات

کا مقصد یہ ہے کہ بحکم پیر و مرشد جو اوراد و وظایف مقرر کئے جائیں وہ ہرگز ناغہ نہوں۔ (اس لئے کہ وظیفہ سے وظیفہ ہے یاد سے یاد ہے) اور حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ جو کچھ مجھے اپنے بزرگان سے ملا ہے میں نے ہمیشہ اوس کے ادا کرنے میں کمی نہیں کی لہذا میں تم کو بھی یہی ہدایت کرتا ہوں کہ ورد و وظیفہ ناغہ نہ کرنا۔

پھر فرمایا جب انسان نیند سے جاگے تو سیدھے پہلو سے اوٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور ضروریات سے فارغ ہوکر وضو باقاعدہ کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا کرے اور جائے نماز پر بیٹھ کر چند آیتیں سورۂ بقر کی پڑھے بعد ازاں عشر آیات سورۂ انعام کی اور ذکر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وبا پڑھے پھر صبح کی سنتیں ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور الم نشرح اور رکعت دوم میں سورۂ فاتحہ اور الم ترکیف شریف پڑھ کر نماز ختم کرے۔

اس کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب وّاتوب الیہ پڑھے۔

جب نماز صبح ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھے اور دس بار پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت ابداً ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر پڑھے پھر سو بار اشہد ان محمد عبدہٗ ورسولہ پڑھے اور تین مرتبہ یہہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمِلْزَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَصْحَبَ الْقَمَرَانِ وَالْفَجْرَانِ بَلِّغْ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِنِّی التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ ط اور تین مرتبہ پڑھے یا عزیز یا ذوالجلال تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور سہ بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط اور تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ مُحَمَّدٍ بِسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ الْکُرُوْبِ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ یا حَنَّانُ یا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یا سُبْحَانُ یا سُلْطَانُ یا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط وتین مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یا قَیُّوْمُ یا دَیُّوْمُ یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ یا اَحَدُ یا صَمَدُ

یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا نُوْرُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا بَاقِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ اِقْضِ حَاجَتِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط پڑھے بعدہٗ نداوے نام حق تعالیٰ اور پھر نداوے نام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پڑھے کہ وہ یہ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ حَامِدٌ مَحْمُوْدٌ قَاسِمٌ عَاقِبٌ خَاتِمٌ حَاشِرٌ حَیٌّ مَاحِیٌّ دَاعِیٌ سِرَاجٌ مُنِیْرٌ بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ هَادِیٌ مَهْدِیٌّ رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ نَبِیُّ طٰهٰ یٰسٓ مُزَّمِّلٌ مُدَّثِّرٌ صَفِیٌّ خَلِیْلٌ کَرِیْمٌ حَبِیْبٌ مَجِیْدٌ اَحِیْدٌ وَحِیْدٌ قَیِّمٌ جَامِعٌ مُقَفًّی رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ رَسُوْلُ الرَّاحَةِ کَامِلٌ اِکْلِیْلٌ مُصْطَفٰی مُرْتَضٰی مُخْتَارٌ نَاصِرٌ قَائِمٌ حَافِظٌ شَهِیْدٌ عَادِلٌ حَکِیْمٌ نُوْرٌ حُجَّةٌ بَیَانٌ بُرْهَانٌ مُؤْمِنٌ مُطِیْعٌ مُذَکِّرٌ وَاعِظٌ وَاحِدٌ اَمِیْنٌ صَادِقٌ نَاطِقٌ صَاحِبٌ مَکِّیٌّ مَدَنِیٌّ اَبْطَحِیٌّ بَرَزِیٌّ هَاشِمِیٌّ مُضَرِیٌّ اُمِّیٌّ عَزِیْزٌ حَرِیْصٌ رَءُوْفٌ یَتِیْمٌ طَیِّبٌ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ نَصِیْحٌ سَیِّدٌ مُتَّقِیٌّ اِمَامٌ بَارٌّ حَقٌّ مُبِیْنٌ اَوَّلٌ اٰخِرٌ ظَاهِرٌ بَاطِنٌ شَفِیْعٌ مُحَرَّمٌ اٰمِرٌ نَاهٍ حَلِیْمٌ شَهِیْدٌ ذَبِیْحٌ مُنِیْبٌ وَلِیُّ عَبْدُ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ کَرَامَتُ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ اٰیَتُ اللّٰہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اس کے بعد تین بار درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوةِ شَیْءٌ وَارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَةِ شَیْءٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَاتِ شَیْءٌ اس کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے پھر تین بار یہ پڑھے قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اور تین بار قل ھو اللہ احد پوری اور سات بار فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اور سہ بار یہ پڑھے رَبَّنَا لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ط بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط تین بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط تین بار یہ پڑھے سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْمُبْدِئِ سُبْحَانَ الْبَاقِی الْمُعِیْدِ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وَلَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ط تین مرتبہ یہ پڑھے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ط اَتُوْبُ تَوْبَةً عَبْدٍ ظَالِمٍ لَا یَمْلِکُ لِنَفْسِهٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا

وَّالاحیاۃ ولا نشور ط پھر تین بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا حَیُّ یَا اللّٰہُ یَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ وَاَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ ط پھر تین بار یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّ وَاَفْوَضُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَبِّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط مَا شَآءَ اللّٰہُ وَکَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا مَنْ تَمْلِکُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمِیْرَ الصَّامِتِیْنَ فَاِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ مِنْکَ مَتْعًا حَاضِرًا وَّجَوَابًا عَتِیْدًا وَاِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ صَامِتٍ عِلْمًا یَا طِفَاقًا فَاَعْطِنَا مَوَاعِیْدَکَ الصَّادِقَۃَ وَاَیَادِیَکَ الشَّامِلَۃَ وَرَحْمَتَکَ الْوَاسِعَۃَ وَنِعْمَتَکَ السَّابِغَۃَ اَنْظُرْ اِلٰی بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط بعد ازاں ایک بار یہ پڑھے۔

یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا بُرْھَانُ یَا سُبْحَانُ یَا غُفْرَانُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط پھر سہ بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اَرْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ط اس کے بعد یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ وَاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مَا سَاَلْتُکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی السَّمٰوٰتِ عَرْشُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاؤُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْہِ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اس کے بعد ۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَالْمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط پھر یکبار یہ پڑھے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْکِرَامِ کَاتِبِیْنَ وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا ط تین بار یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اس کے بعد چند بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ بعد اس کے دس بار یہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کے بعد ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پھر سہ بار اَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَّالْمَوْتَ حَقٌّ وَّالسُّؤَالَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّشَفَاعَتَہٗ حَقٌّ وَّکَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ اللّٰہِ حَقٌّ وَّمُعْجِزَاتِ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا وَاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ پڑھے یہاں ہاتھ پھیلائے

اور دعا مانگے اَللّٰھُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ حُضُوْرَنَا وَزِدْ مَغْفِرَتِنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نَعْمَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ قُرْبَنَا لَنَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اس کے بعد مسبعات عشر و سورۂ یٰسین پڑھے بعد اوس کے سورۂ ملک اور سورۂ جمعہ پڑھے جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز اشراق دس رکعت پانچ سلام کے ساتھ ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اذا زلزلت الارض ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار اور انا اعطینا ایک بار بعد ازاں دس بار درود شریف پڑھے بعد ازاں چاشت کے وقت تک تلاوت قرآن میں مشغول رہے پھر نماز چاشت کی بارہ رکعت چھ سلام کے ساتھ ادا کرے اوّل رکعت میں فاتحہ ایک بار و سورۂ والضحیٰ ایک بار پڑھے بعد اُس کے کلمہ سبحان اللہ پورا پڑھے اور سو بار درود شریف پڑھے تلاوت قرآن میں اوسوقت تک مشغول رہے جب تک دھوپ میں تیزی آجائے۔ اس کے بعد دس سورتیں آخر کی الم ترکیف سے قل اعوذ برب الناس تک بقیہ دس رکعت چاشت میں پڑھی جائیں پھر دس بار درود شریف پھر سورۂ نوح پڑھے البتہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی پھر ضروریات میں مصروف ہو وقت ظہر سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر سورۂ فتح ایکبار اور سورۂ ملک پانچ بار اور سورہ عایتسائون ایک بار اور ہ والنازعات ایک بار پڑھے ظہر کی سورتوں کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اوس بندہ کو قبر میں نہ رہنے دیگا پھر ذکر میں مشغول ہو فرمایا کہ شرح مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی سورۂ والنازعات پڑھے گا حق تعالیٰ اُس کو قبر میں نہ چھوڑے گا پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب کی نماز کی سنتوں کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت حفظ ایمان ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ قل ہو اللہ تین مرتبہ اور فلق ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور والناس ایک مرتبہ بعد ختم نماز سر سجدہ میں رکھ کر یوں دعا مانگے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلٰی اِیْمَانِیْ اس کے بعد صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت تین سلام کے ساتھ ادا کرے رکعت اوّل میں بعد فاتحہ اذا زلزلت الارض رکعت دوم میں بعد الحمد سورۂ تکاثر اور رکعت سوم و چہارم میں سورۂ واقعہ پڑھے پنجم و ششم میں اور سورتیں ملا کر پڑھے اور نماز پوری کرے اور جب عشا کا وقت آجائے اوس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ بعد اوس کے نماز عشا کے وقت چار رکعت اس طرح پڑھے رکعت اوّل میں بعد الحمد آیۃ الکرسی تین بار اور تینوں رکعتوں میں تیسوں

قل پڑھے بعد سلام مطلب نیک طلب کرے پورا ہوگا۔ اس کے بعد چار رکعت نماز سعادت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا انزلناہ تین بار سورۃ اخلاص پندرہ بار نماز سے فارغ ہو کر سر سجدہ میں رکھ کر کہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّلَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ وَثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ ط اس کے بعد بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بَرَکَۃً فِی الْعُمُرِ وَالصِّحَّۃِ فِی الْمَعِیْشَۃِ وَوَسْعَۃً فِی الرِّزْقِ وَزِیَادَۃً فِی الْعِلْمِ وَثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ ط۔

رات کے تین حصہ کرے پہلے میں نماز عشا دوسرے میں تہجد ادا کرے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہے اور اُمّت کے لئے بھی ضروری ہے لہٰذا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت پڑھے اور جو کچھ قرآن میں سے یاد ہو پڑھے اور تھوڑی دیر سو رہے پھر اوٹھے تازہ وضو کرے صبح کاذب تک ذکر شغل و مراقبہ میں مشغول رہے

فرمایا کہ ایک بزرگ کی نماز تہجد ادا نہ ہو سکی تو وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا مکان پر آئے اور سوچا کہ ایسا کیوں ہوا آواز آئی کہ نماز تہجد ادا نہیں کی پس اوسی حالت میں نماز ادا کی اور پاؤں درست ہو گیا چنانچہ اسی طرح عمل روزانہ جاری رکھے اور لازم ہے کہ ذرہ برابر خلاف حکم مرشد کے قصور نہ کرے۔

(دلیل العارفین)

برائے حل مشکلات فرمایا کہ "آثار طبقات مشائخ" میں لکھا ہوا ہے کہ حاجت براری کے واسطے الحمد شریف زیادہ پڑھنی چاہیئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے وہ الحمد شریف اس طریق پر پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے لام سے ملائے تو (بل) آواز دیگا اور پوری الحمد شریف پڑھنے کے بعد تین مرتبہ آمین کہے حق سبحانہ تعالیٰ مشکلات حل فرمادے گا (دلیل العارفین)

حضور خواجۂ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ لاعلاج مرض کی شفا کے لئے بہ ترکیب مذکورہ بالا سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ چالیس روز پڑھے اور دم کرے۔ حق تعالیٰ شفا دیگا۔

حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایکروز حضور رحمۃ اللعالمین رونق افروز تھے اور صحابہ کرام رحمہم اللہ اجمعین بھی حاضر دربار اقدس تھے کہ جبرائیل امین آئے اور عرض کیا حق سبحانہ تعالیٰ

بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو جو کتاب بھیجی اوس میں سورۂ فاتحہ ہے اگر توریت میں ہوتی تو موسیٰ کی امت میں جھوٹ نہ ہوتے اور اگر انجیل میں ہوتی تو امت عیسیٰ ترسا نہ ہوتی اگر زبور میں ہوتی تو امت داؤد برگشتہ نہ ہوتی۔ پس یہ صورت قرآن مجید میں اس لئے بھیجی ہے کہ اس کی برکت سے آپ کی امت برکتیں حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا کہ وہ سورۃ کونسی ہے جبریل علیہ السلام نے پیش کی اور بہت سے فضائل بیان کئے پس لازم ہے کہ ہر وہ انسان جس کو کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی پیش آئے یا بیماری ہو تو صبح کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد اکتالیس مرتبہ بطریق مذکور الحمد شریف پڑھے بعد ازاں نماز فریضہ ادا کرے حق سبحانہٗ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیر و مرشد کیساتھ پانچ مرتبہ اس طرح دریا عبور کیا کہ الحمد شریف پڑھ کر پانی پر دم کی اور بہتے دریا سے پار ہو گئے۔

برائے کشف قبور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کامل بزرگ سے بیعت ہو کر روزانہ بعد نماز عشا سونے سے قبل آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور چاروں قل شریف پڑھ کر سینہ پر دم کرے بعدہٗ دس بار سورہ فاتحہ شریف اور اسمائے پاک حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اور اسمائے مبارک حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھ کر دائیں بائیں پہلو پر دم کرے بعدہٗ درود شریف سو بار پڑھے اور سر کی جانب دم کرے اور سورۂ الم نشرح پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ جس بزرگ کا خیال دل میں رکھ کر سو ئیگا ان کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اکتالیس دن کے بعد جب سب بزرگوں کی زیارت کرے گا تو پھر جس قبر کے پاس باوضو دوزانو بیٹھ کر مراقبہ کرے گا بحکم خدا صاحب قبر کی زیارت ہوگی اگر دل صاف ہے تو بات چیت کرنے کی توفیق بھی ہو جائے گی اور صاحب قبر سے فیض باطنی بھی ہوگا۔

(سوانح خواجہ غریب نواز)

برائے شرف زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو خواب میں شرف زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہو تو جمعہ کی شب

میں دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار نہایت خلوص دل سے پڑھے اور بستر پاک پر سو جائے اور کسی سے بات چیت نہ کرے بحکم خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (سوانح غریب نواز)

برائے دردِ شکم غریب نوازؒ نے فرمایا کہ پیٹ کے درد کے واسطے سات بار سورۃ الم نشرح پڑھ کر دم کرکے مریض کو پلا دے تو بالکل تندرست ہو جائیگا (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے دفعیۂ دشمن حضرت غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دشمن زیادہ ہوں تو چاہیئے کہ باوضو سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور ہاتھ اوٹھا کر دفعیۂ دشمن کی دعا جناب باری میں عجز انکساری کے ساتھ کرے ایک ہفتہ کامل پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوں (از سوانح غریب نوازؒ)

بوقت نزع حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ جس کو شدت سکراتِ موت ہو اُس کے پاس بحالت نزع سورۂ یٰسین شریف باوضو بحضور قلب پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ سکرات کی سختی آسان ہو جائے گی بارہا آزمودہ ہے (از سوانح غریب نواز)

برائے معاش حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ملازمت نہ ملتی ہو اور ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیئے کہ غرہ اتوار سے سورۂ یٰسین شریف کو اس ترکیب سے پڑھے کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اکتالیس بار درود شریف پھر سورۂ یٰسین شریف مبین در مبین پڑھے لفظ مبین پر، بار تکرار کرے آخر تک اس طرح سورۂ شریف ایک بار پڑھے بعدہٗ درود شریف ۴۱ بار پڑھے اور دعا مانگے خدا چاہے اوّل تو پہلے ہی چلہ میں کامیاب ہوگا ورنہ دوسرا اور تیسرا چلہ بھی کرے کامیاب ہوگا اور کوئی صورت معاش کی پیدا ہو جائے گی (از سوانح غریب نوازؒ)

مرض لادوا کا علاج حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو لاعلاج مرض ہو تو چاہیئے کہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر سے مغرب تک یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ اکیس دن میں صحت ہوگی ناغہ نکرے اگر مرض موت ہے تو وہ بڑھ نہ سکیگا۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

ادائے قرض کیواسطے حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ادائے قرض کے واسطے آیت ذیل ۴۱ دن تک

۵ بار ہر نماز میں روزانہ پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے بہت جلد نجات پائیگا آیت شریف یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط قل اللّٰھم مٰلک الملک توتی الملک تا بغیر حساب ط (از سوانح غریب نواز)

آنکھ کا پھڑکنا حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی آنکھ بہت پھڑکتی ہو تو قرآن مجید کی کوئی آیت اور یہ آیت پڑھ کر انگلی پر لب لگا کر دم کرے اور پھڑکنے والی آنکھ پر لے آنکھ پھڑکنا بند ہو جائیگا اللّٰھم لا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک ولا ضر الا ضرک ولا الٰہ غیرک ط (از سوانح غریب نواز)

برائے علاج حیات اطفال حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں تو اس کو چاہیئے دوشنبہ کے روز اجوائن اور کالی مرچ پر سورۂ والشمس چالیس بار پڑھ کر دم کرے بلا ناغہ کھائے بحکم خدا بامراد ہو۔ (از سوانح غریب نواز)

برائے علاج لقوہ حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو لقوہ کی بیماری ہو جائے تو کسی بزرگ کامل سے سورۂ زالزال کو مع بسم اللہ شریف پاک برتن پر لکھا کر ۴۱ دن تک بلا ناغہ دھو کر پیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا (از سوانح غریب نواز)

دیوانے کتے کے کاٹے کا علاج حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو دیوانہ کتا کاٹے تو چاہیئے کہ انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکٰفرین امھلھم (دید ۱ ط روٹی کے ۴۰ ٹکڑوں پر لکھ کر ہر روز ایک ٹکڑا چالیس روز تک کھائے۔ (از سوانح غریب نواز)

برائے تسخیر خلائق حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ خواہش ہو کہ مخلوق میں میری عزت ہو تو چاہیئے کہ جب صبح کو سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت سورج کی جانب منہ کر کے بحضور قلب سورہ رحمٰن شریف پڑھنی شروع کرے اور فبای الاء ربکما تکذبان کہتے وقت سورج کی جانب انگلی سے اشارہ کرے اول چالیس بار پڑھ کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے) طریقہ استعمال یہ ہے کہ جب کسی کے سامنے جائے تو سورۂ رحمٰن ایک مرتبہ پڑھ لی جائے اگر فرصت نہ ہو تو صرف آیۃ مذکورہ تین بار پڑھ کر جائے نہایت مجرب ہے (از سوانح غریب نواز)

برائے فیصہ چیچک حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ چیچک کے موسم میں یا جب کسی کو چیچک نکلی ہو

۱؎ یعنی کوڑی میں لیں کر ابتدائے گل سے بچے کے دودھ چھوٹنے تک بحساب روزانہ ۳۰ دانہ اجوائن اور تین دانہ سیاہ مرچ کالی ہوں۔

تو سورۂ رحمٰن کا گنڈا بنا کر گلے میں ڈالے۔ سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کرے اور ہر آیۃ فبای لاء ربکما تکذبان پر گرہ بنائے اور کھینچتے وقت دم کر کے گرہ مضبوط کر دے آخر تک ایسا ہی کرے اور گلے میں ڈال دے بہت جلد آرام ہو جائیگا (از سوانح غریب نواز)

آپ کی کرامات عظیمہ

یہ مسلّمہ ہے کہ کرامت عقل میں آنے سے بالاتر ہے اس لئے اہل عقل کو بدلائل اس کا سمجھانا محال ہے مگر اہل عقل میں بھی دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ جو اس مسئلہ کو بدلائل عقلی سمجھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کو ہم نے بالشاہدہ بدلائل عقل سمجھانے کی آگے کوشش کی ہے۔ مگر دوسرا وہ گروہ ہے جس کا کتاب اللہ پر ایمان ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ثبوت کی کسوٹی پر ہر امر کو پرکھنا چاہتا ہے۔ اس گروہ کے لئے تو صرف اس آیۃ قرآنی کا معجزہ کے ثبوت میں پیش کرنا کافی ہوگا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلعم) کو راتوں رات مسجد الحرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت دی ہے لے گیا تاکہ ہم اوسے اپنی بعض نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے (سورہ بنی اسرائیل پارہ پندرہواں)

مندرجہ بالا آیۃ مقدسہ سے سرور عالم کا ایک رات میں کعبہ سے بیت المقدس تشریف لے جانا معلوم ہوا بایں وجہ نبی سے معجزہ کا ظہور قرآن سے ثابت ہے مگر اب دیکھنا ہے کہ انبیا کے علاوہ بھی کسی سے اظہار کرامت کلام مجید سے ثابت ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ثابت کرتی ہیں کہ بی بی مریم اگرچہ نبی نہ تھیں مگر ان سے کرامت کا ظہور ہوا۔

فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ ج قَالَتْ

پھر بچنے کا درد اوسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا

يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۝

بولی کاش کے میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی۔ اور اور بھولی بسری ہوتی پھر اُس کے نیچے سے اسکو آواز آئی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے (تیرے قدموں کے نیچے) ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے اور تو اپنی طرف کھجور کا تنا ہلا تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر (سورہ مریم پارہ سولہ)

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

جب کبھی ذکریا اوس کے پاس ہجرہ میں آتا تو اس کے پاس کچھ کھانا (موجود) پاتا۔ ذکریا نے کہا اے مریم یہ کھانا کہاں سے تیرے پاس آیا۔ وہ بولی یہ اللہ کے پاس سے ہے

(سورہ آل عمران پارہ سوم)

اسی طرح ہندوستان کے امام الاولیا حضور خواجہ غریب نوازؒ کی ذات اقدس سے بزمانۂ حیات ظاہری کرامتیں سرزد ہوئیں بلکہ بعد وفات بھی لافانی روحانی قوت کے زیر اثر ہزاروں کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں اور لاکھوں اہل غرض اہل حاجت دریائے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

اس موقعہ پر ہم صرف آپ کی اُن کرامات کا تذکرہ کریں گے جو ولایت خواجہ کے زیر اثر بزمانۂ حیات ظاہری ظہور پذیر ہوئیں۔ حالانکہ ان کی تعداد ہزاروں بتائی جاتی ہے مگر ان میں سے چند تبرکاً حسب ذیل ہیں۔

مسیحائی ایک شخص کو حکومت وقت نے بلا قصور پھانسی دی تھی۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ اُس کی ماں گریہ وزاری کرتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور اپنے بیٹے کی بے قصوری ظاہر کر کے کہنے لگی کہ "حاکم نے اُس کو ناحق پھانسی دی ہے۔ آپ برائے خدا میرے فریاد رسی کیجئے"

پس آپ فی الفور عصا لیکر روانہ ہوئے۔ اور ایک جماعت صوفیوں خادموں اور مردان شہر کی آپ کے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقتول کے نزدیک تشریف لے گئے اور عصا سے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اے مظلوم اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو حق تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ اور دار سے نیچے اُتر آ" یہ فرمان سنکر مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اُتر آیا۔ اور آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ گھر گیا۔

کرامت سلیمانی خواجہ قطب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ غریب نواز ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر جب آپ کا کام بڑھا تو آپ ہر شب اجمیر شریف سے طواف کعبہ کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے شناسا وہاں موجود ہوتے تھے وہ آپ کو دیکھتے تھے۔ اور آپ کے خدام جانتے تھے کہ آپ حجرہ میں مشغول عبادت ہیں۔ آخر تحقیق ہوا کہ آپ ہر شب مکہ معظمہ میں ہوتے ہیں۔ اور نماز فجر اپنے مقام پر آکر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ (از فوائد السالکین و مسالک السالکین)

تاج بخشی ایک روز آپ اور شیخ اصد الدین کرمانیؒ اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ قدس سرہ العزیز ایک جگہ آپس میں بیٹھے حق تعالیٰ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک لڑکا شمس الدین نامی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گذرا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ "میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ یہ لڑکا شاہ دہلی ہوگا"۔ پس ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ ہوا (از مسالک السالکین)

مظلوم نوازی ایک روز آپ کے ایک مرید نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "مجھ کو حاکم شہر نہایت تنگ کرتا ہے میں اُس کے ظلم و ستم سے سخت پریشان ہوں" آپ نے فرمایا دیکھ وہ تو گھوڑے پر سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید باہر آیا تو میدان کی طرف شور و غل کی آواز سنی۔ معلوم ہوا کہ ابھی حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (از مسالک السالکین)

کرامت خلیلی بغداد شریف میں پانچ آدمی فرقہ مجوسی سے ریاضت و مجاہدہ میں نہایت مشہور تھے چھ چھ مہینے کے بعد صرف ایک لقمہ کھاتے تھے۔ اس لئے مخلوق اُن کے کمال کی بہت معتقد تھی ایک

روز وہ حاضر خدمت ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی وہ ہیبت کے مارے بید کی طرح کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گرے۔ آپ نے فرمایا کہ آتش پرستی کیوں کرتے ہو کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پوجتے کہ مقصد دلی کو پہونچے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آتش پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو قیامت کے روز نہ جلاوے" آپ نے فرمایا کہ "آگ کی کیا مجال ہے کہ بغیر حق تعالیٰ کے حکم کے کچھ بھی کر سکے" یہ فرما کر آپ نے اپنی نعلین شریف آگ میں ڈال دیں۔ جلنا تو درکنار داغ تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدق دل سے ایمان لائے اور آپ کی خدمت بابرکت میں رہ کر کامل ہوئے (از مسالک السالکین)

کرامتِ عیسوی ایک روز قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہٗ کے ہاتھ میں ہاتھ دئے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے۔ اور بہت سے امراء و ارکین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکارہ نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحبؒ کا حمل حرام ہے یہ سُنکر بادشاہ اور تمام حاضرین پر عالم سکتہ کا پیدا ہو گیا اور حضرت قطب صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے۔ اور اُسی حالت میں حضور غریب نواز کی طرف رجوع ہوئے۔ آپ اُسوقت اجمیر میں تشریف فرما تھے کہ یکایک۔ ہاں آپہونچے اور عورت کے شکم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے بچہ تو ہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے بچہ ماں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ "یہ بالکل جھوٹ و اتہام ہے۔ حاسدوں اور مفسدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے" یہ سُنکر عورت بدکارہ نہایت نادم و پشیمان ہوئی۔ (از مسالک السالکین)

زیارت کعبہ کرانا آپ نے فرمایا کہ میں ایک وقت بہنگام مسافرت سمرقند میں تھا۔ قریب مکان ابو لیث سمرقندی کے ایک مسجد تھی" ایک دانشمند نے کہا کہ محراب اس مسجد کی اس طرف ہونا چاہئے تھی کیونکہ سمت کعبہ کی اس طرف ہے میں نے کہا اس طرف نہیں اُسی طرف ہے۔ مگر اُس نے میری بات نہ مانی اور اپنی بات پر اصرار کرتا رہا۔ ناچار میں نے اُس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھ کعبہ کس طرف ہے" اُس نے دیکھا تو کعبہ اُسی طرف تھا جس طرف میں کہتا تھا (از مسالک السالکین)

شانِ غریب نوازی ایک شخص نے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

مبارک میں حاضر ہو کر زمین خدمت چومی اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اُس وقت سے اس وقت تک کہ زمانہ ساٹھ سال کا ہوا مجھے وہ وظیفہ بلاناغہ پہونچتا ہے"۔ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ "وہ خواب نہ تھا حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تجھ پر مہربانی فرمائی۔ تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو۔

(از مسالک السالکین)

آپکی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ گذشتہ کرامات کا حال پڑھ کر ممکن ہے بعض اسباب و مادہ پرست حضرات بنے زمانہ حال کی مروجہ روش کے مطابق تبسم فرمایا ہوگا اور یقین کا درجہ تو کجا بلکہ ایک افسانہ سمجھا ہوگا اور افسانوں میں بھی طلسم ہوشربا کے درجہ میں جگہ دی ہوگی۔ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت تو نام ہی اُس چیز کا ہے جو عقل میں تو نہ آئے مگر بالمشاہدہ سامنے آجائے۔ ہر چند کہ باسباب ظاہر اُس کے ہونے کا کوئی امکان نہ ہو مگر اُس کے ورود سے مسبب کے قادر مطلق ہونے کا ثبوت ملے۔

آیئے اب ہم منکران کرامت کو اُنھیں کی مادی آنکھ سے غریب نواز کی ایسی کرامتوں کا بھی معائنہ کرائیں جو آج تک روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ذرا ٹھنڈے دل سے نظر غور کو تکلیف دے تو اُسے یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ بیشک یہ چیز قانون ظاہر کے خلاف ہے اور موجودہ مادی قوتوں سے بالاتر ضرور کوئی روحانی قوت ہے جو پس پردہ کارفرما ہے۔ جس سے دنیاوی قانون اور معمول کے خلاف ایسے عقل سے بالاتر امور عالم وجود میں ظاہر ہوئے ہیں جو آجتک اظہر من الشمس ہیں۔ (مولف)

کرامت اول بالمشاہدہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ملوی بادشاہ اگرچہ اُس کے پاس فوج۔ خزانہ حکومت قوت۔ سامان جنگ اور دیگر معقول ذرایعہ بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر وہ صرف ملک فتح کر لیتا ہے۔ اور اللہ کی مخلوق پر اُسکی مرضی کے خلاف اپنی قوت اپنی فوج اپنی تلوار کے ذریعہ بطیب خاطر نہیں بلکہ بالجبر حکومت کرتا ہے۔ اور وہ حکومت صرف اُس کی مادی قوت اور زندگی تک محدود رہتی ہے۔ اُس کے مرنے کے بعد اس کی حکومت کا طلسم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی نہیں پوچھتا کون بادشاہ تھا اور کدھر گیا۔ نہ وہ باقی رہتا ہے نہ اُس کی حکومت

جب ہم تاریخ ہند کی ورق گردانی کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج سے سات سو برس قبل ہندوستان آتا ہے۔ نہ اُس کے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ۔ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا ہے نہ حکمراں۔

بلکہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا۔ اس کے ساتھ صرف چالیس اللہ اللہ کرنے والے تسبیح کش۔ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ جن کے پاس نہ کوئی توپ ہوتی ہے نہ تلوار البتہ اخلاق شفقت محبت ہمدردی۔ حقانیت کے خزانہ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ ملک پر نہیں بلکہ صاحب ملک پر فتح پاتے ہیں اور شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں بلکہ سلاطین اور اُن کے محکومین کے قلوب پر حکمرانی کرتے ہیں۔

روحانی سلطان الہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کرکے ممنون کرم نظر آتا ہے تو کبھی شمس الدین التمش خلوص رواداری۔ حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پاکر خدا کے سامنے سجدۂ شکر کرتا نظر آتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح اس زندگی میں تھیں۔

اکبر جیسا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پا پیادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر سر دربار در غلامی پہنکر خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاتا ہے۔ یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ ایسی کھلی ہوئی کرامت نہیں جو آسانی سے سمجھ میں آجاوے۔ اور اس نتیجہ پر پہونچانے میں مدد دے سکے کہ دنیادی بادشاہ سے زیادہ کوئی دنیادی قوت نہیں ہے۔ مگر جو قوت دنیادی حاکم تک کو مسخر کرے وہ ضرور کوئی ایسی قوت ہے جو دنیادی قوتوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور وہ قوت ضرور روحانی قوت ہے (مولف)

کرامت دوم بالمشاہدہ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں۔ ایک لکھ پتی مرجاتا ہے لڑکا چھوڑتا ہے جو اُس کے نطفہ سے ہوتا ہے۔ باپ کے صدقہ میں لاکھ روپیہ بلا مشقت اُسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت مند ہوا تو باپ کا نتیجہ۔ دسواں۔ چہلم کردیا۔ قبر پکی بنوادی۔ بعد ازاں وہ نہیں جانتا باپ کون تھا اور کدھر گیا

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا مشفق باپ بھی موجود ہے جس کی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ ہو گئے مگر آج بھی اُس کے مشفقانہ اکرام اور مربیانہ انعام خدا معلوم کس قوت کے تحت میں ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم سالانہ۔ ہفتہ وار۔ بلکہ روزانہ اُس کے روضہ پر حاضر ہوں سفر دور دراز کی صعوبت برداشت کریں۔ روپیہ خرچ کریں۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھائیں مگر دربار خواجہ میں وقت پر پہنچ جائیں۔

کرامت سویم بالمشاہدہ کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اہل دُنیا کو دولتِ دُنیا بڑی عزیز ہوتی ہے۔ ایک پیسہ کہیں گر جائے تو اس کی تلاش میں انسان سرگرداں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے پیسہ کو دھو کر جیب میں رکھ لیتا۔

باوجود اس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی پوشیدہ قوت ہے جو ایسی عزیز چیز بھی دربار خواجہ میں بے دریغ خرچ کرا دیتی ہے بادشاہ شاہجہاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں سنگ مرمر کی مسجد تعمیر کراتا ہے اکبر بادشاہ اپنی طرف سے زر کثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالیشان مسجد بنواتا ہے۔ فرخ سیر ہزاروں روپیہ کی آمدنی کے مواضعات وقف کر کے بطور نذر درگاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظام حیدر آباد دکن بیش بہا دروازہ تیار کرا کے پیش کرتے ہیں۔ معین الدولہ زر کثیر خرچ کر کے سماع خانہ تیار کراتے ہیں وغیرہ وغیرہ

پس معلوم ہوا کہ مابین خواجہ و مخلوق کوئی روحانی خفیہ رشتہ اب بھی ہے جو زر جیسی عزیز ترین شے بھی خواجہؒ کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت یا کھلی کرامت نہ کہیئے گا تو اور کیا فرمایئے گا۔؟

یقیناً یہی وہ غریب نوازؒ کی کرامات جاریہ ہیں جو چشم بینا کو بآسانی آج بھی نظر آ رہی ہیں اور ہمارے تزلزل اور وہم و خطرات باطل کا زبان حال سے جواب دے رہی ہیں۔ (مولف)

چہارم کرامت شہنشاہی بالمشاہدہ تاریخی بلو شاہوں کے دروازہ پر سب اہل دُنیا سر نیاز جھکا کر ہاتھ پھیلایا کرتے ہیں۔ مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دربار خواجہ میں شاہانِ جلیل القدر و اولوالعزم عاجزانہ و نیازمندانہ طور پر حاضری دیتے ہیں۔ اور دامن پھیلائے نظر آتے ہیں۔

کبھی شہاب الدین غوری ممنون کرم نظر آتا ہے تو کسی موقع پر سلطان شمس الدین التمش سر نیاز جھکاتا نظر آتا ہے۔ اور قطب الدین ایبک بذریعہ عرض اظہار تشکر کرتا ہے۔ اللہ پھر مزید براں یہ کہ شاہوں کی جبیں سائی صرف آپ کی حیات ظاہری میں ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے حسن معنوی کی بدستور کشش نظر آتی ہے۔ سینکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب اور صاحب حکومت نوابان اور مہاراجگان کی جھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بنکر آتا ہے جہانگیر بادشاہ سر دربار اظہار غلامی کرتا ہے۔ جھولیاں بھرنے والے بادشاہوں کا آپ کے در پر بھیک مانگنا چشم بینا کے لئے بالمشاہدہ کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

ان ہی شاہانہ اکرام کی وجہ سے سلطان الہند۔ غریب نواز کے القابات سے آپ یاد کئے جاتے ہیں مذکورہ بالا اجمال کی تفصیلات آگے درج ہیں۔

پنجم کرامت بالمشاہدہ دنیاوی عیش و آرام۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت۔ عزیز و اقربا دوست احباب بطن و پرورش گاہ سب کو عزیز ہوا کرتے ہیں کوئی کہیں بھی ہو مگر اسے وطن کی یاد احباب اقربا کی مفارقت وغیرہ ستاتی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس قدر عزیز چیزیں چھوڑ کر لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ اور وطن سے دور۔ حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر فاقہ کشی اور غربت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وطن کے حامیوں کے مقابلہ میں یہاں بظاہر بے یار و مددگار نظر آنے پر بھی بہت مطمئن نظر آتے ہیں حضور غریب نواز کی اس افضل ترین جاذبیت اور اعلیٰ ترین کشش اور انتہائے کرامت کے ثبوت میں آج بھی سینکڑوں صاحب ثروت اہل دل اجمیر کی گلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور صاحب بصیرت ان سے سبق حاصل کر رہے ہیں۔

ششم کرامت بالمشاہدہ انقلابات زمانہ سے عزیز و اقربا بچھڑ جاتے ہیں۔ دوست و احباب دور ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعد مقامی و زمانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے تک نہیں سلاطین زمانہ برباد ہو کر کاسۂ گدائی لئے نظر آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہی شان ہے جو آج سے سات سو سال پہلے تھی۔ بلکہ خوبی تو ہر زمان بیشتر از بیشتر کے مصداق پہلے سے زیادہ ملاحظہ

شہنشاہی نظر آتے ہیں۔

خواجہ فخرالدین اور محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ واجمعین نے جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں آپکی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا اسی طرح آج سات صدیوں کے بعد بھی ان حضرات کی اولاد سلسلہ بسلسلہ بلا کسی انقلاب زمانہ سے متاثر ہوئے حضور خواجہ غریب نوازؒ علیہ الرحمۃ کے روضۂ مقدسہ کی خدمت کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(ج) بعض دور حاضرہ کی کرامات

اکرم علیخاں صاحب اکبر آبادی کا بیان

غریب نوازؒ کے عرس شریف کے دن ہیں میں اور والد مرحوم درگاہ شریف میں حاضر ہیں ایک گجرات کے درویش آتے ہیں اور آہ بھر کر میرے سینے کی طرف پھونک دیتے ہیں۔ اسی وقت مجھ پر اسقدر وارفتگی طاری ہو جاتی ہے کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار درگاہ میں دوڑنا شروع کر دیتا ہوں۔ والد از حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ اپنے وکیل درگاہ کے توسل سے مجھے اندر قبہ شریف میں بھیجا جاتا ہے۔ جس وقت روضۂ مبارکہ کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی جاتی ہے سینہ کی آگ ٹھنڈک سے بدل جاتی ہے۔ اور غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔

دیکھتا ہوں دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوں آپ کے ہر دو جانب بزرگان دین اپنے اپنے مقامات پر خاموش استادہ ہیں درمیان میں غریب نوازؒ تخت پر رونق افروز ہیں بذریعہ چوبدار مجھ سے دریافت کیا گیا کہ یہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں میں نے چوبدار سے کہا پہلی حالت چاہتا ہوں" اتنے میں وکیل صاحب نے چادر ہٹا کر مجھے اوٹھا لیا اور وہ وارفتگی دور ہو گئی۔

سعیدہ خاتون زوجہ مولف کا بیان

ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوئی کئی دن کھائے گذر گئے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ پانی کا ایک قطرہ تک بھی پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں درگاہ غریب نواز میں بحالت اضطراب دعا مانگنے گئی۔ جب درگاہ میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو یہ آیتہ پڑھتے ہوئے سنا

"انا اللہ علی کل شئ قدیر" اس آیۃ کے سننے سے مجھے تسکین قلبی ہو گئی چنانچہ جب دعا مانگ کر مکان واپس آئی تو بچی کے مرض میں افاقہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند دن میں بالکل شفایاب ہو گئی۔

عبدالغفور صاحب اجمیری کا بیان

ایک دن ایک غریب الوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اس غریب کو شام کے وقت چار پیسے کی عادت تھی مگر بے پیسہ چار کیسے آئے بالآخر بلا چار رات کے بارہ بج گئے۔ میں اپنے گھر سو رہا تھا۔ سوتے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب الوطن) کے جو کتابوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اوسے دیکر آؤ۔ چنانچہ جب پیسے لیکر پہونچا تو مندرجہ بالا تمام ماجرا علم میں آیا۔

محسن اللہ خاں صاحب بجنوری کا بیان

میں ایک ریاست میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھا مگر وہاں سے ایک دم اپنی کوٹھی اور سب سامان چھوڑ کر چلنا پڑا نان شبینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک وفادار ماتحت چپراسی کی مدد سے بہزار خرابی دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عمدہ جگہ تقرر ہو گیا۔

بیگم محسن اللہ خاں صاحب کا بیان

میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق تجویز کی۔ یہ سنکر مجھے انتہائی صدمہ ہوا۔ اور تو کیا کر سکتی تھی مگر میں نے غریب نواز سے معاملہ کو رجوع کر کے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صحت یاب ہو جائے تو میں چادر شریف پیش کرونگی۔ چنانچہ جب ڈاکٹروں نے صحت یابی کا مژدہ سنایا تو میں نے چادر شریف پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

نواب نظیر بیگم صاحبہ دھول پوری

ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہو گئی۔ علالت کے دوران میں دو عورتوں کے سہارے سے درگاہ شریف میں حاضر ہوئی۔ جالیوں میں بیٹھی اپنی صحت کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی مجھے اپنے جسم سے مس ہوتی ہوئی معلوم ہوئی جوں جوں وہ مس ہوتی تھی مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور بلا کسی کے سہارے اپنے گھر آگئی۔

نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم دھولپوری کے بیانات

ایک مرتبہ رانا صاحب دھولپور سے میری شکر بخی

ہوگئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجمیر چلا آیا۔ دربار غریب نوازؒ میں دعا مانگی کہ صفائی ہو جائے۔ مگر جب تک رانا صاحب خود نہ بلائیں گے نہ جاؤں گا۔ سید احمد علی شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا فرمانے لگے غریب نواز کا حکم ہو گیا ہے کل تمہارے پاس بلانے کا تار آجائیگا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ میں روضۂ منورہ کا طواف کر رہا تھا۔ خطرہ گذرا کہ غریب نوازؒ کے وصال کو سات صدیاں گذر گئیں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہوگا۔ جب میں بیگمی دالان کے سامنے آیا اور کٹھرے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ روئے مبارک مثل آفتاب درخشاں ہے۔ اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیال سے نادم ہوا اور توبہ کی۔

اہلیہ کرم علیخاں صاحب اکبر آبادی ایک مرتبہ اجمیر میں مجھے شدید ذات الجنب (نمونیا) ہوا۔ کئی دن تک حالت خراب رہی آخر ایک دن نبضیں ساقط ہو گئیں۔ مستورات نے گریہ شروع کر دیا۔ اور دربار غریب نوازؒ میں رجوع کیا آخر وہاں کے ایک غلام نے کہا یہ مردہ نہیں ہے غشی طاری ہے غریب نوازؒ کے کرم سے اچھی ہو جائے گی چنانچہ بفضلہ تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آگیا۔ حالت سنبھل گئی۔ اب تک بقید حیات ہوں۔

مولف کا بیان جون ۱۹۱۱ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجمیر حاضر ہو کر دربار غریب نوازؒ میں دعا مانگی کہ مدینہ منورہ حاضری ہو جائے یا سیاب ظاہر مدینہ منورہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔

طالب علمی کا زمانہ۔ سترہ سال کی عمر اس سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سروسامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر غریب نوازؒ کے اکرام نے دستگیری کی اور دو مہینہ بعد ہی زیارات حرمین شریفین کے لئے روانگی ہو گئی دسمبر میں واپسی ہوئی۔

ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو اسی قسم کے بیانات اور مولف سے بیان کئے گئے اگر اور زیادہ جستجو کی جاتی تو شاید ہزاروں بلکہ لاکھوں تک نوبت پہونچتی اور ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب ہو جاتی مگر بہ نظر اختصار مندرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا گیا۔

آپ کی بعض خصوصیات

(الف) حلقۂ صوفیا کی بعض مشہور روایات

حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب حضور خواجۂ عثمان قدس سرہٗ غریب نواز کو اپنے ہمراہ کعبۃ اللہ لے گئے تو غلاف کعبہ پکڑ کے آپ نے حسب ذیل دعائیں مانگیں۔

"خداوندا! معین الدینؒ کو مجھ جیسا (فنافی الشیخ) کر دے" "خدایا معین الدینؒ کو اپنے جیسا (فنافی اللہ) کر دے" "خدایا میری قبر مٹا دے مگر معین الدین کی قبر کو قیامت تک آباد رکھو"۔

فضل شاہ مراد آبادی کہتے تھے جب بسلسلہ راز و نیاز حضور خواجۂ عثمان قدس سرہٗ مندر میں تشریف لے جانے لگے تو صفاتی مریدین آپ سے برگشتہ ہو گئے مگر غریب نواز چونکہ ذات سے دوستی رکھتے تھے اس لئے آپ پیر و مرشد کے ساتھ رہے اور فرمایا "مجھے ہر حال میں پیر کا اتباع لازم ہے۔ میں کسی حال میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا" چنانچہ جب شب میں نور محمدی جلوہ گر ہوا تو آپ نے آواز دی "کوئی ہے؟" غریب نواز نے عرض کیا "معین الدین حاضر ہے" فرمایا آؤ۔ غریب نواز حاضر خدمت ہوئے تو نور محمدی کے طواف کیلئے فرمایا۔

نظام الدین شاہ صاحب دلگیر اکبر آبادی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور خواجہ عثمان کا جبہ مبارک زیادہ دن تک زیب تن رہا تھا اس لئے آپ نے غریب نوازؒ سے فرمایا کہ اسے دھو ڈالو۔ مگر دھون کا پانی کسی ایسی جگہ بہانا جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ غریب نوازؒ نے دھو کر سوچا مگر کوئی ایسا مقام سمجھ میں نہ آیا لہٰذا آپ نے وہ پانی خود پی لیا۔

مولانا عبدالشکور اکبر آبادی کہتے تھے ایک دن غریب نوازؒ کے پیر و مرشد آپ سے بہت خوش ہوئے تو فرمایا "معین الدین تجھ سے وہ ہو جو ذات سے ہوتا ہے یعنی عین ذات میں فنائیت حاصل ہو"۔

فیاض الدین صاحب کہتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد چھوارے تناول فرما رہے تھے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ جو گٹھلیاں چھوارے کھا کر پھینکتے تھے وہ غریب نوازؒ اٹھا کر تناول فرما لیتے تھے تاکہ پیر و مرشد کے پس خوردہ

کی بے ادبی نہو۔

(ب) بعض عارفانہ تعبیرات

والد کے انتقال کے بعد آپ اوائل عمر میں اپنے باغ کی آبپاشی کیا کرتے تھے بلکہ گلشن عالم بالخصوص چمن ہندوستان کو سیراب فرما رہے تھے تیر سے آپ طیور کا شکار کیا کرتے تھے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے قلوب شکار کرتے تھے۔ آپ کے عرس شریف کے دوران میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ باوجود انتہائی کوشش و انتظام کے درگاہ شریف میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے آپ کی سید الشہدا سے گہری نسبت خیال کرتے ہیں۔

جس طرح حیات ظاہر میں آپ نے شمس الدین التمش و شہاب الدین غوری کو تخت و تاج ہندوستان کا مالک بنایا اسی طرح آج بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے تصرف میں ہے۔ اسی وجہ سے آپ سلطان الہند کے مبارک لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بعض لوگ آپ کو سلطان چشت یا چشتی دولہا بھی کہتے ہیں۔ یہ حقیقتاً آپ کے پیر سلسلہ حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی قدس سرہ کی جانشینی ہے

(الف) جب خواجہ ابی اسحاق شامی اپنے مرشد خواجہ ممشاد علو دینوری کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے آپکا نام دریافت فرمایا عرض کیا "ابی اسحاق شامی" فرمایا آج سے تجکو ابی اسحاق چشتی کہینگے۔ (تذکرۃ العابدین)

(ب) جن حضرات نے غریب نواز کی سکونت چشت قرار دیکر آپ کو چشتی لکھا ہے غلطی کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (جو ساتویں واسطہ پر غریب نواز کے پیر سلسلہ ہیں) نے چشت میں قیام فرمایا اور وہاں تبلیغ و اشاعت حق میں مصروف رہنے کی وجہ سے چشتی کہلائے۔ بعد ازاں آپ کا سلسلہ عالیہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ (ذکر خواجہ)

حصّہ سویم

آپ کی درگاہ اور مراسم

آپ کی درگاہ اور نذر و عقیدت

درگاہ شریف آپ کی درگاہ شریف شہر اجمیر کے گوشۂ مغرب و جنوب میں لب جھالرہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص زیارت گاہ اہل ہندوستان ہے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دن رات درگاہ شریف کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے بیرونی و مقامی زائرین بہ تعداد کثیر آپ کی درگاہ شریف میں پھول۔ شرینی نقدی۔ پھولوں یا پارچہ کی چادریں۔ عطر۔ موم بتیاں۔ اگر بتیاں بطور نذر عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں صاحبانِ مقدرت عمارات اور بیش بہا تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ عمارات درگاہ شریف انہیں عقیدت مندان کی مقبول نذر و عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ جو زبان حال سے غریب نوازؒ کی ہمہ گیر ہر دل عزیزی کا ثبوت دے رہی ہیں۔

درگاہ شریف کی عمارات ایک وسیع رقبہ میں تین احاطوں پر مشتمل ہے

(۱) **احاطہ نقار خانہ**۔ اس میں نقار خانے۔ شفا خانے۔ مزارات اکبری مسجد اور حجرے وغیرہ ہیں۔

(۲) **احاطہ صحن چراغ**۔ اس میں سماع خانہ۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ اور لنگر خانہ وغیرہ شامل ہیں۔ نیز خانقاہ شریف بھی اسی احاطہ سے ملحق ہے۔

(۳) **احاطہ آستانہ شریف**۔ اس احاطہ میں روضۂ مقدسہ۔ شاہجہانی مسجد۔ صندلی مسجد۔ اولیا مسجد۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ قبور عقیدت مندان واقع ہیں۔ اور سولہ کھنبہ۔ چار یاری جھالرہ شریف کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

حدود اربعہ درگاہ شریف کے شمال میں درگاہ بازار۔ جنوب میں جھالرہ و آبادی و راستہ بالائے جھالرہ۔ مشرق میں راستہ ترپولیہ دروازہ و اندرکوٹ مغرب میں گلی لنگر خانہ و محلہ خادمان ہیں۔

درگاہ شریف کے اکیس دروازہ ہیں جو شہر اور درگاہ کے احاطوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ نیز بڑے دروازوں کے پھاٹکوں میں تین کھڑکیاں بھی ہیں۔

(الف) احاطۂ اوّل

عثمانی دروازہ سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء[۵۷]

بیرونی زائرین عموماً اس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ خدام صاحبان اُن کی رہنمائی کے لئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس دروازہ کے متصل پھول۔ شیرینی اور عطریات کی دو کانات ہیں تاکہ زائرین حسب خواہش نذورِ عقیدت بسہولیت پیش کرسکیں۔

درگاہ شریف کا یہ فلک بوس دروازہ شمال رویہ بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں صاحب شاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ نے سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء میں حاضر دربار خواجہ ہوکر یہ شاہانہ دروازہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تخمیناً پچاس ہزار روپیہ اس کی تیاری میں صرف ہوا۔ یہ دروازہ مسٹر۔ اے۔ میکلشن سرکاری انجنیر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ نواب حبیب اللہ صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ ولی نامی ٹھیکیدار نے دولت آصفیہ سے اس کے تیار کرانے کا شرف حاصل کیا۔ محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے۔ دروازہ کی بلندی تقریباً ستر فٹ اور چوڑائی معہ دو رویہ والا نوّے فٹ ہے اس دروازہ کے اوپر نقار خانہ بھی ہے۔ پنجوقتہ نوبت معہ شہنائی بجتی ہے۔ اور گھڑیال ہر گھنٹہ پر گھنٹہ بجاتا ہے۔ منجانب شاہ دکن ایک منتظم۔ دو چپراسی۔ دو گھڑیال۔ چھ شہنائی نواز اور آٹھ نقارچی وغیرہ مامور ہیں۔ اس عملہ کا صرفہ پانچسو روپیہ ماہوار ہے۔

کلمہ دروازہ سنہ ۱۰۴۷ھ

عثمانی دروازہ سے گذر کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد یہ دروازہ واقع ہے۔ اس دروازہ پر بھی شاہان مغلیہ کے زمانہ سے نقار خانہ ہے۔ اس لئے اس کو نقار خانہ شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ نے سنہ ۱۰۴۷ھ میں سنگ سرخ سے تعمیر کرا کر یہ دروازہ بطور نذر عقیدت درگاہ غریب نواز میں پیش کیا۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر خط جلی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور اسکے ہر دو جانب آب زر سے یہ شعر مرقوم ہے۔

"بعہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرور ۔۔۔ زدود ظلمت کفر آفتاب دین یکسر"

اکبر بادشاہ نے رمضان شریف سنہ ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو نقارے اجمیر آکر بطور نذر پیش کئے تھے۔ جو اس دروازہ پر اب تک موجود ہیں۔ سنگ سرخ کی تعمیر آج کل چونہ میں روپوش ہے۔

---

[۵۷] سنین تعمیر کے لحاظ سے عمارات کی ترتیب نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ زائرین کی سہولت کے پیش نظر داخلہ کی ترتیب سے عمارات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دروازہ کے کیواڑ لکڑی کے ہیں۔ تقریباً تیس چالیس سال پیشتر بمبئی کے ایک تاجر نے ان کیواڑوں پر چاندی کے پتر چڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ دروازہ کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ جو زائرین کی کثرت آمد و رفت سے گھس کر ناہموار ہو گیا ہے۔

اس دروازہ کے نقار خانہ میں اکبر کے نذر کردہ نقاروں کے علاوہ بھی نقارہ رکھے ہیں اس دروازہ پر بھی سمت درگاہ پنجوقتہ نوبت نفیری بجتی ہے۔

شفاخانہ درگاہ شریف شاہجہانی دروازے سے آگے پہونچکر صحن میں گذرتے ہوئے داہنی جانب ایک سہ دری میں درگاہ شریف کا شفاخانہ ہے۔

۹۷۷ھ اکبری مسجد شفاخانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا رفیع الشان دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جہانگیر کی پیدائش کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کے لئے بماہ شعبان ۹۷۷ھ حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔

یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پچیکاری ہے۔ مسجد مع متعلقہ عمارات ۱۴۰ فٹ مربع ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے۔ محراب کے گوشوں پر مرمریں مینار ہیں۔ صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض ہے۔ مسجد کے بعض جنوبی اور مشرقی حصوں میں درگاہ شریف کے محافظ خانہ بنا دئے گئے ہیں۔

سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۳۲۰ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات اور صحن کے فرش کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علیخاں صاحب داناپوری نے حاصل کی۔

بلند دروازہ یہ دروازہ[۱] سنگ سرخ سے تیار کرایا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سنگ سرخ چونہ کی سفیدی میں روپوش ہے بلندی ۵۸ فٹ ہے اس کے اندر سنگ مرمر اور سنگ موسی کا فرش ہے۔ محراب میں تین قمقمے طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں برجیوں پر ڈھائی فٹ لمبے سنہری کلس لگے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے سامنے تین تین درجوں کی

---

[۱] باقتاب اجمیر کا بیان ہے کہ یہ دروازہ سلطان محمود خلجی نے ۸۳۱ھ میں تعمیر کرایا تھا مگر احسن السیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے بنوایا ہے۔ علامہ رسول میں بھی بروایت تاریخ نظامی ایسا ہی لکھا ہے۔

دو چھتریاں ہیں۔ اور اس کے عقب میں ہر دو جانب دو سادہ چھتریاں ہیں۔ اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ زینے ہیں۔ چونکہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کے حصے میں بزمانہ عرس شریف پولیس کا قیام رہتا ہے۔ پیش دروازہ صحن میں بجانب مشرق چبوترہ پر مولانا شمس الدین المعروف بہ سید احمد بزرگ کائل کا مزار شریف ہے۔

(ب) احاطۂ دویم

دیگیں در صحن بلند دروازہ سے ذرا آگے بڑھکر ہر دو جانب دو بڑی دیگیں زینہ دار بلند چولھوں پر نصب ہیں شرقی دیگ چھوٹی اور غربی بڑی ہے۔ ان دیگوں کے پکوانے میں بہت صرفہ ہوتا ہے۔

تاہم عقیدت مند حضرات پکواتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دورانِ سال میں کم از کم پندرہ بیس مرتبہ پکتی ہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ عرس شریف کے زمانہ میں پکواتے ہیں ان کا کھانا گرم گرم لوٹا جاتا ہے۔ یہ منظر عدیم المثال ہے۔ اکثر لوگ دیکھنے آتے ہیں۔

بڑی دیگ ۹۷۶ھ یہ دیگ جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند نے ۹۷۶ھ میں پیش کی تھی چتوڑگڈھ کی چڑھائی کے وقت اس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پاپیادہ حاضر اجمیر ہو کر ایک بڑی دیگ پیش کروں گا۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پاپیادہ اجمیر روانہ ہوا۔ اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۹۷۶ھ بروز یکشنبہ اجمیر پہونچا۔ اور آستانۂ خواجہ پر حاضر ہو کر دیگ روئن حضور غریب نواز کی نذر و نیاز کے لئے تیار کرائی جس کا محیط ۱۳½ گز ہے اس میں تقریباً سوا سولہ من چاول پک سکتے ہیں۔

امیر علاؤالدولہ المتخلص بہ کافی نے دیگ کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے۔

شاہ دین پرور جمشید سریر — خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتوڑ — دیگ روئن تن از در پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب — دیگ چیتوڑ بکشا شد یکسر

۹۷۶ھ

چھوٹی دیگ سنہ ۱۰۲۲ھ سلطان نورالدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی۔ حاضر دربار خواجہ ہو کر اس میں کھانا پکوایا۔ اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوایا۔ اس دیگ کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

"بعد نیایا دوائم نعمت دیگ جہانگیری"
۲۲ ۱۰ ھ

کثرت استعمال سے ہر دو دیگیں پرانی ہو گئیں تھیں۔ ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ اکھے چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی۔ اور دیگوں کے کناروں پر یہ تاریخ کندہ کرائی

"زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ — باد نامش در میاں روشن بمثل آفتاب"
"بخت در مہتہ اکھے چندش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف تاریخش جہاں شد فیضیاب"
۶۶ ۱۳ ھ

ایک مدت کے بعد پھر یہ دیگیں مرمت طلب ہو گئیں۔ چنانچہ ۱۳۰۷ھ میں سر اسحاق جاہ وزیر حیدرآباد کن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی۔ اور نواب علی دلدوز نواز جنگ امیر حیدرآباد نے چھوٹی دیگ از سر نو بنوائی۔

صحن چراغ بلند دروازہ سے گذرنے کے بعد ایک وسیع احاطہ آتا ہے اسی احاطہ کے صحن میں پیش دروازہ ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت چھتری بنی ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑا چراغ ہے۔ مشہور ہے کہ یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔

محفل خانہ سنہ ۱۳۰۹ھ پہلے یہاں وسیع صحن تھا اور ایام عرس میں اس مقام پر شامیانے استادہ کر کے محافل سماع منعقد کیجاتی تھیں۔ ازاں بعد میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی درگاہ معلّٰے نے چھ ہزار روپیہ کے صرفہ سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس دالان کے آگے دل بادلی شامیانہ استادہ ہو کر عرس شریف کی محافل سماع ہونے لگیں۔

موجودہ شاندار۔ خوشنما اور وسیع سماع خانہ یا محفل خانہ نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ مدار المہام دولت آصفیہ و امیر بائیگاہ نے اپنے فرزند نواب معین الدولہ کی تقریب ولادت پر تعمیر کرا کر نذر کرنیکی سعادت حاصل کی

موصوف نے دربار خواجہ میں فرزند کی دعا مانگی تھی۔ خدا نے بوسیلہ غریب نواز انہیں اسی سال کی عمر میں پسر عطا کیا۔ اس خوشی میں بطور اظہار عقیدت و تشکر بمصرف اسی ہزار روپیہ یہ رفیع الشان مجلس خانہ تعمیر کرا کر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا اس کی تعمیر ۱۳۰۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

محفل خانہ ۴۶ فٹ مربع ہے۔ یہ عمارت میر کاظم علی صاحب کمشنر بلدہ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب درونہ مکہ مسجد کے اہتمام سے تیار ہوئی۔ اس میں قیمتی جھاڑ فانوس آویزاں ہیں جن میں بجائے موم بتی آجکل برقی روشنی عرس شریف کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ اس کے تمام مصارف نواب صاحب مرحوم کی جاگیر سے اب تک جاری ہیں۔ غلام غریب نواز صاحب منجانب موصوف سماع خانہ کے منتظم ہیں یہاں دار العلوم معینیہ عثمانیہ منجانب شاہ دکن قائم ہے۔ ایام عرس و ماہ رمضان میں دار العلوم کی تعطیل ہو جاتی ہے۔ تاریخ تعمیر سماع خانہ حسب ذیل ہے۔

محفل خانہ سر آسماں جاہ دکن

۱۳۰۹ھ

خانقاہ سنہ ۹۰۰ھ یہ عمارت محفل خانہ کے غرب میں ہے۔ محفل خانہ کی غربی دیوار میں یہاں جانے کے لئے دروازہ ہے۔ اس کی تعمیر کے متعلق علامہ ابو الفضل نے اکبر نامہ جلد دویم میں حسب ذیل تذکرہ کیا ہے۔

"(اکبر) نے ایک مسجد اور اس کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی"۔

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔

حوض دھمال خانہ سنہ ۱۹۱۱ء محفل خانہ کے سامنے بجانب مشرق ایک حوض ہے۔ عام طور پر یہ حوض خشک رہتا ہے مگر عرس شریف کے زمانہ میں بھرا جاتا ہے۔

اس حوض کی چھتری ملکہ میری (شہنشاہ جارج پنجم کی اہلیہ) کی جانب سے تعمیر ہوئی سنہ ۱۹۱۱ء میں ملکہ موصوفہ نے دربار غریب نواز میں حاضری دی اور پانچسو روپیہ اپنی طرف سے درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنے کے لئے نذر کئے۔ اس رقم میں کچھ رقم درگاہ نے ملا کر اس حوض پر سائبان بنا دیا۔

سبیل اس حوض کے قریب دروازہ سے متصل زائرین کے آرام کے لئے ایک سبیل ہے۔ عرس کے زمانہ

میں اس سبیل پر پانی کا معقول انتظام رہتا ہے۔

لنگر خانہ صحن چراغ کے شرق میں لنگر خانہ کا پھاٹک ہے۔ اس پھاٹک کے شرق میں صحن اور ایک وسیع دالان ہے۔ دالان میں لوہے کا ایک بہت بڑا کڑاہ ہے۔ جس میں روزانہ بجوکا نمکین دلیا بنا بر عام تقسیم پکتا ہے۔

یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غربا و مساکین کی آسائش کے لئے بنوایا تھا اور اس کے صرفہ کے لئے جاگیر بھی ہے شاہ دکن نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔

لنگر خانہ کے پھاٹک کے سامنے ٹین کا سائبان ہے۔ اس سائبان میں غربا و مساکین صبح شام لنگر لینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

تاریخی چھتری صحن لنگر خانہ کے وسط میں پرانے زمانہ کی ایک خوبصورت چھتری ہے۔ یہ اوس واقعہ کی یادگار میں تعمیر کی گئی ہے جب اکبر بادشاہ فقیر بنکر یہاں لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔

بجلی گھر سنہ ۱۹۲۰ء لنگر صحن خانہ میں درگاہ شریف کی مشرقی دیوار سے ملحق ایک شرقرویہ دالان ہے اس دالان سے بجانب شمال ایک وسیع احاطہ میں بجلی گھر کی عمارت ہے۔ یہاں درگاہ کی برقی روشنی کے لئے انجن لگے ہوئے ہیں۔ ان سے تمام درگاہ میں روشنی کی جاتی ہے۔

برقی روشنی بمبئی کے مشہور سیٹھ آنریبل سر کریم بھائی ابراہیم کی ارادتمندی کا ثبوت ہے انہوں نے بتوسط صاحبزادہ حافظ سید مردان علی صاحب مرحوم ممبر درگاہ کمیٹی باہتمام مسٹر۔ آر۔ ایم۔ مارشل الکٹرک انجنیرنگ کمپنی بمبئی بماہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء میں برق روشنی کا بندوبست کیا۔

(ج) احاطۂ سویم

احاطہ چمیلی صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں ایک خوبصورت دروازہ ہے جس کے دونوں طرف خوبصورت چھتریاں ہیں۔ اس دروازہ سے نکل کر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں تو گنبد شریف بالکل سامنے نظر آتا ہے۔ بائیں ہاتھ کی جانب سنگ مرمر کی شاندار اولیا مسجد ہے اور داہنے ہاتھ کی طرف احاطہ چمیلی اور مسجد صندل خانہ۔ احاطہ چمیلی نگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے۔ جس میں چند متبرک مزارات ہیں

ایک چھوٹی سی کھڑکی شرقی رویہ اندر جانے کے لئے ہے یہ کھڑکی عام طور پر بند رہتی ہے۔ ان مزارات پر چنبیلی کی بیل چھائی ہوئی ہے مشہور ہے کہ یہ مزارات حضور خواجہ غریب نواز کی ازواج مطہرات کے ہیں۔ اس احاطہ کی جالیوں اور چنبیلی کی شاخوں میں جا بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ باندھتے ہیں جو اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اکثر مراد مند اپنا مقصد پاتے ہیں۔ ان چنبیلی کی بیلوں میں لوگ بھشتیوں سے پانی بھی ڈلواتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ سلطان محمود خلجی المعروف بہ سلطان مانڈو نے فتح اجمیر کے شکرانہ میں روضۂ منورہ کے سرہانے یہ تین در کی مسجد بنوائی۔ درگاہ شریف کی عمارتوں میں اس مسجد کے سر اوّلیت کا سہرا ہے عہد جہانگیری میں یہ مسجد خستہ و شکستہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے "جواہر مجددیہ" کی ایک روایت سے ظاہر ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ پھر سلطان محی الدین اورنگ زیب شہنشاہ ہند نے اپنے زمانہ حکومت میں اس مسجد کی مرمت و درستی میں نمایاں حصہ لیا۔ اسی لئے اس مسجد کو ان تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یعنی مسجد محمودی۔ جہانگیری و عالمگیری ان ناموں کے علاوہ اس مسجد کو مسجد صندل خانہ اور مسجد پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضور غریب نوازؒ کے عرس شریف کے موقعہ پر ہر سال اس مسجد میں یکم رجب سے ۹ رجب شریف تک صندل سائی ہوتی ہے۔ اور وہ صندل حضور کے مزار مقدس پر نذر کیا جاتا ہے مسجد پھول خانہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ حضور کے مزار اقدس سے صبح و شام جو پھول اترتے ہیں وہ اسی مسجد کے ایک کمانچہ میں کچھ دیر رکھے جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں ملوسر کے ایک کنویں میں ڈالے جاتے ہیں اس مسجد کی اصل شکل و صورت اور زیب و زینت بار بار چونے کی تہہ چڑھ جانے سے روپوش ہو گئی تھی ۱۳۲۰ھ میں نواب محمد اسحاق خاں صاحب جہانگیر آبادی نے سید نثار احمد متولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادے سید زین العابدین صاحب اس کی مرمت کرائی۔

اور چونہ کی گھٹائی پر سونے کے کام نے مسجد کو آئینہ رنگار بنا دیا ہے۔

صاحبزادہ عبدالمعبود صاحب معینی اجمیری کی کہی ہوئی تاریخ بیرونی دروں پر آب زر سے لکھی گئی ہے

ساخت صافی درمے چو ایں مسجد — مہر و ماہ از صفائے دور ماند
ابر از مصرعۂ پئے تاریخ — سال صوری و معنوی برخواند
ہجری اندر عریضۂ معنی — عیسوی را بشہر لفظ نشاند
بہ تعجب ز فکر من ہاتف — اَللّٰہ اَللّٰہ بست مرتبہ خواند ۱۲

مسجد کا فرش اجمیر شریف کے مشہور ٹھیکہ دار خاں صاحب اللہ بخش مرحوم نے بنوایا۔

اولیا مسجد سنہ ۵۹۲ھ احاطہ چنبیلی کے مشرق میں دیدہ زیب پاکیزہ مسجد ہے جو بہار کے ایک عقیدت مند سیٹھ نے زر کثیر خرچ کر کے سنگ مرمر کی بنوائی اس میں بلوریں جھاڑ اور بجلی کے خوبصورت قمقمے آویزاں ہیں۔ یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور غریب نوازؒ اپنی حیات ظاہری میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ وہ مقام ہے جہاں آپ سب سے پہلے وارد اجمیر ہو کر بیٹھے تھے۔

مزار شیخ محمد یادگارؒ اولیا مسجد اور روضۂ منورہ کے بیگمی دالان کے درمیان مسجد صندل خانہ کے صحن سے ملحق ایک احاطہ میں حضرت شیخ محمد یادگارؒ اور اُن کی زوجہ محترمہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ سبزہ وار کے حاکم تھے شیعیہ عقائد رکھتے تھے۔ غریب نوازؒ سے ہدایت پائی اور تمام عمر حضور غریب نوازؒ کے قدموں میں گذاری۔ مفصل حال سوانح میں درج ہے۔

حضور غریب نوازؒ کی وفات کے بعد بھی شیخ صاحب نے مزار مقدس سے جدائی اختیار نہ کی۔ اور بعد وصال بھی حضور کے مزار اقدس کے قریب ہی سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی نسلاً بعد نسلاً عہد وفا پورا کر رہی ہے ان میں اکثر پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگ ہیں۔

نظام سقّے کا مزار[۱] یہ مزار اولیا مسجد کے متصل واقع ہے۔ اور اس پر نقش نگاری نہایت نفیس کی گئی ہے سنگ مرمر کے چبوترے کے گرد جالی دار کٹہیرہ ہے۔ پہلے شاہانِ مغلیہ کے زمانہ میں اس مزار پر غلاف زرّیں رہتا تھا۔ لیکن جب عالمگیر بادشاہ حاضر دربار ہوئے۔ تو نظام سقّے کی قبر پر مزار خواجہ علیہ الرحمۃ کا

---

[۱] جب ہمایوں بادشاہ قنوج کے قریب دریائے گنگا عبور کرنا چاہتا تھا تو بادشاہ کا گھوڑا دریا میں ڈوب گیا تھا اور ہمایوں غوطے کھانے لگا تھا اسی وقت یہی نظام اپنی مشک پر دریا میں تیر رہا تھا اور اسی نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر دریا کے پار اتارا تھا ہمایوں نے انعام دریافت کیا جو اس نے عرض کیا کہ مجھ کو نظام کہتے ہیں بادشاہ نے کہا جو تو چاہے مانگ لے۔ نظام نے کہا جب آپ آگرہ پہونچیں تو نصف روز مجھ کو بادشاہت کرنے کی اجازت دیں ہمایوں نے بہ تبسم یہ درخواست منظور کی۔ اور آگرہ پہونچکر میاں نظام کو سلطان نیمروز بنا دیا مشہور ہے نظام نے مشک کات کر جام کے دام چلائے تھے۔

دہو کا کھایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر تو نظام سقّے کی ہے یہ سُنکر شاہ موصوف نے فرمایا کہ "چراغ پیش آفتاب پر تو ندارد"۔

حمیدیہ دالان } روضۂ منورہ اور بیگمی دالان کے سامنے بجانب شرق ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا خوبصورت دالان ہے اس جگہ پہلے ٹین کی چادروں کا سائبان تھا۔ لیکن وہ گرمیوں میں تپ جاتا تھا۔ سید عبدالحمید صاحب خادم خواجہ صاحب نے یہ دالان زائرین کے آرام و سہولت کے لئے بنایا ہے۔ عرس مبارک کے دنوں میں بہ تعداد کثیر زائرین اس میں آرام پاتے ہیں محفل پنجشنبہ کے موقعہ پر اس میں مستورات بیٹھتی ہیں۔ اس عمارت کی تیاری میں تقریباً پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ حسب ذیل تاریخ اس پر کندہ ہے۔

مسلامٌ باقیٌ غنیٌ مجیدٌ

۱۳۶۱ھ

قطعہ تاریخ تعمیر دالان اندرون احاطہ درگاہ شریف۔

وہ ہیں خادم خواجۂ چشتیاں	انہیں لوگ کہتے ہیں عبدالحمید
یہ دیکھا کہ بارش میں اور دھوپ میں	غریبوں کو ہوتی ہے زحمت شدید
نظر آگئی راہ نیکی صحیح	کہ تیار کی یہ عمارت جدید
کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں	کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید
لکھا سال تاریخ باسروین	وسیعٌ عظیمٌ لطیفٌ مجید

کھرنی کا درخت } حمیدیہ دالان کے مغربی جانب مرمرین احاطہ میں ایک کھرنی کا پورانا درخت ہے روایتہ ہے یہ درخت حضرت جہانیاں جہاں گشت نے حاضر اجمیر ہو کر لگایا تھا۔ مشہور ہے اس کی چھال اگر پانی میں پیسکر مرگزیدہ کو پلائیں تو اچھا ہو جاتا ہے۔

بیگمی دالان ۱۰۵۳ھ } گنبد شریف کے شرق رویہ دروازہ کے آگے ایک شاہانہ خوبصورت اور عالیشان دالان ہے اس کے تین در شرق رویہ اور دو در دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ شرق رویہ درمیانی در کے سوا باقی سب دروں میں سنگ مرمر کی خوشنما جالیاں لگی ہوئی ہیں۔

یہ دالان ۱۰۵۳ھ میں شہزادی جہاں آرا بنت شاہجہاں نے تعمیر کرایا۔ اس کی چھت۔ ستون۔ کٹہرے اور کنگرے سنگ مرمر کے ہیں۔ فرش دالان افشاں ابری کا ہے۔ محراب وسطی پر سنگ مرمر میں عمدہ کتبہ لکھے ہوئے ہیں۔ دالان کے اوپر کی سنہری کلیاں اور شاندار بلورین جھاڑ فانوس جو چھت میں آویزاں ہیں مختلف زائرین کے نذر کردہ ہیں۔ چھت اور دیوار و پر سنہری کام نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم والئی ریاست رامپور کی یادگار ہے۔ ۱۹۴۰ء میں چھت کی ایک پٹی چٹک گئی تھی اس کے گرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۹۴۳ء میں نواب غلام کبریا رئیس جلپائی گوڑی (بنگال) نے اس پٹی کو بدلوادیا۔

توشہ خانہ و مزار خواجہ فخرالدین گردیزی

عہد جہانگیری میں نہ گنبد شریف پر تاج تھا نہ بیگمی دالان تھا بلکہ بیگمی دالان کی جگہ لکڑی کا کٹہرہ تھا۔ اس پر شامیانہ تھا۔ روضہ منورہ اور بیگمی دالان کے درمیانی موجودہ ہر دو حجرے بھی اس وقت موجود نہ تھے۔ مگر بیگمی دالان کی تعمیر سے پہلے یہ تعمیر ہو چکی تھی۔ اس لئے غالب گمان ہے کہ یہ عہد شاہجہانی میں جنتی دروازہ اور بیرونی احاطہ گنبد شریف کے ساتھ تعمیر ہوئے۔

بیگمی دالان سے گنبد شریف میں جاتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار دروازہ آتا ہے۔ اس کے کواڑوں پر چاندی کے پتر چڑھے ہوئے ہیں ذرا آگے ہر دو جانب دو حجرے ہیں۔ ان دونوں حجروں کے دروازے گنبد شریف کے حجرہ میں ہیں ان میں روضہ منورہ کی ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔

شمالی توشہ خانہ میں روزانہ استعمال کی چادریں اگردانی۔ چوبیں اور دیگر سامان متعلقہ رہتا ہے جنوبی توشہ خانہ میں روضہ مقدسہ کے متعلق قیمتی اور شاہوں کا نذر کردہ سامان رہتا ہے۔ وقف درگاہ کے متعلق شاہجہاں کا فرمان بھی اسی میں ہے۔ اس میں سات قفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں قفلوں کی چابیاں خدام صاحبان کے سات حضرات کے پاس رہتی ہیں۔ جب تک یہ ساتوں حضرات کنجیاں لیکر نہ آئیں اس حجرہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔ یہی حضرات مزار شریف اور گنبد شریف کے تمام سامان کے ذمہ دار تحویلدار اور کلید بردار ہیں۔ نیز صندل۔ گل۔ عطر پیش کرنے غلاف بدلنے اور اندرون گنبد شریف جاروب کشی کی خدمات یہی خدام صاحبان بجالاتے ہیں۔

حضرت خواجہ فخرالدین گردیزیؒ اور ان کی اہلیہ کا مزار اپنی توشہ خانوں میں ہے۔

روضۂ مقدسہ سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

آپ کا مزار اقدس عرصہ تک کچا رہا۔ قدرتی مناظر لطف زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور طیور خوش الحان اس چشتی دربار میں نغمہ سرائی کیا کرتے تھے۔ یوں تو اہل اللہ۔ درویش۔ اولیا اللہ ہر زمانہ میں حاضری دیتے رہے۔ اور اہل حاجت بھی اس مرکز مراد پر جمع ہوتے رہے۔ مگر جب آپ کے عالمگیر فیوض روحانی اور لافانی شہرت ترقی پذیر ہوئی تو عوام کیا بلکہ خواص اور بادشاہ تک حلقہ ارادت پہن کر حاضر دربار ہوئے اور منہ مانگی مرادیں پائیں۔ خدام صاحبان کی تحریک سے پبوت عقیدت زائرین نے عمارات درگاہ کا سلسلہ شروع کیا۔

آمدنی کے وسائل زیادہ ہوئے۔ اخراجات کی مدات قائم ہوئیں۔ دیوان اور متولی کے عہدے مقرر کئے گئے اور دن بدن ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

خواجہ حسین نبیرہ شیخ صوفی حمید الدین ناگوریؒ دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہا کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین آپ کو از راہ عقیدت بلایا کرتا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن سرور عالم کے موئے مبارک کی زیارت کی خاطر پہونچے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے۔ مگر آپ نے قبول نہ کئے لیکن آپ کے صاحبزادہ کے دل میں ان کے لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے اس مال سے خواجہ بزرگ اجمیریؒ اور اپنے جد صوفی حمید الدین ناگوریؒ کے روضوں کی تعمیر کرو۔ چنانچہ اس رقم سے کچے مزار پر گنبد و عمارت روضۂ شریف تیار کی گئی۔ گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بستہ ہے جس میں چونے سے ریخ بندی کی گئی ہے۔ بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونہ کا صندلہ ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے گنبد پچوانس میں ہے گر فن تعمیر کے جاننے والے کہتے ہیں کہ پچوانس میں بھی کوئی دوسرا اس ڈول کا گنبد ہندوستان میں اس وقت موجود نہیں ہے۔ یہ گنبد اپنی نظیر آپ ہے اور خدا کی شان بے مثال سے فیض یافتہ و موجب تسکین اہل محبت ہے اور عالم میں بمنزل قلب ہے۔

اندرون گنبد طلائی و رنگین نقش و نگار ہیں۔ نقش و نگار کی حسب ذیل تاریخ روضۂ منورہ کی غربی جالی پر ثبت ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین — گفت ہاتف گو مغطو قبۂ عرش بریں[۵۱]

۹۳۹ھ

[۵۱] اس تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ نقش و نگار وصال خواجہ حسین ناگوری کے اڑتیس سال بعد کئے گئے ہیں۔

یہ نقش و نگار کچھ ماند ہو گئے تھے نواب صاحب رامپور نے ان کی درستی کرائی ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا تاجدار کلس اور گوشوں میں سنہری کلسیاں آویزاں ہیں یہ تاج نواب حامد علی خاں صاحب برادر کلب علی خاں صاحب والیٔ رامپور نے نذر کیا تھا۔ زبانی روایت ہے کہ اس سے پہلے عالم نامی بنجارہ نے بھی سوا من سونے کا کلس گنبد شریف پر چڑھایا تھا۔ اس لئے غریب نواز کو سفید گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔

گنبد کے اندرونی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے یہ نواب مشتاق علی خاں صاحب۔ والیٔ ریاست رامپور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی مخمل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اسمیں طلائی زنجیروں سے قمقمہ آویزاں ہیں۔ فی قمقمہ پانچہزار روپیہ قیمت کا اندازہ ہے۔ ان کے علاوہ چاندی کے بہت سے قمقمے بھی آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اندرون روضہ ہر چہار جانب یہ اشعار زر سے مرقوم ہیں ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین — اشرف اولیائے روئے زمین
آفتاب سپہر کون و مکاں — بادشاہ سریر ملک یقین
در جمال و کمال روچہ سخن — ایں مبین بود بحسین حسین
مطلع در صفات او گفتم — در عبادت بود چو در ثمین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقیں — بر درت مہر و ماہ سودہ جبیں
روئے بر درگہت ہمیں سائند — صد ہزاراں ملک چو خسرو چین
خادمان درت ہمہ رضواں — در صفا روضہ ات چو خلد بریں
ذرۂ خاک او عبیر سرشت — قطرۂ آب او چو ماء معین

جانشین معین خواجہ حسین — بہر لقاشیش بگفت چنیں
کہ شود رنگ تازہ کہنہ بنو — قبلۂ خواجۂ معین الدین
الٰہی تا بود خورشید و ماہی — چراغ چشتیاں را روشنائی

بالائے مزار مبارک چوبی مسہری پر سیپ کا کام تھا لیکن اب کلکتہ کے متمول میمن سوداگر شکر سیٹھ حاجی محمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس پر گنگا جمنی طلائی نقری پترا چڑھوایا ہے اس کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں معہ کلس کے ہیں۔ مسہری میں رنگین مخمل کی جھت گیری لگی رہتی ہے اور اس کے گرد زردوزی مخملی پردے ہیں جن کی قیمت تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہے۔ محی الملت والدین میر عثمان علی خاں شاہ دکن کے نذر کردہ ہیں۔ چھپر کھٹ کے اندر بیش قیمت سنگ مرمر کا مزار شریف ہے اس پر سنگ طلائی فیروزہ۔ ابری۔ لیشہب اور لہسنیہ وغیرہ کی خوشنما پچیکاری ہے۔ مزار اقدس کے تعویذ میں یاقوت رمانی جڑا ہوا ہے۔ مزار پر انوار ہمیشہ زربفت و کمخواب وغیرہ کے قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے۔ اور ان پر پھولوں کی چادر پڑی رہتی ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ میں سنہرا کٹہرہ نصب تھا۔ جو شہنشاہ جہانگیر نے بنوا کر نذر کیا تھا۔ شہنشاہ جہانگیر نے اس کے متعلق تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ ۱۰۲۵ھ میں میں نے منت مانی کہ میری بعض مرادیں بر آئیں تو مرقد خواجہ بزرگ پر مجمر طلائی جالی دار نذر کروں گا۔ یہ مجمر ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے ۲۷ رجب ۱۰۳۷ھ کو تیار ہوا میں نے حکم دیا کہ یہ لیجا کر روضۂ اقدس پر نصب کر دیں اسکے نصب کرانے میں دس ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے۔ مگر کٹہرہ اب موجود نہیں۔ اب دوسرا نقری مجمر جہاں آرا بیگم کا نذر کردہ موجود ہے۔ اسکی مرمت راجہ جے سنگھ والئی جے پور نے باہتمام شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متولی آستانہ شریف کرائی تھی اس کٹہرے کا وزن بیالیس ہزار نو سو اکسٹھ تولہ تین ماشہ یعنی تیرہ من سترہ سیر ایک تولہ تین ماشہ ہے۔

اندرون گنبد فرش میں سنگ مرمر کے ٹکڑے نہایت نفاست کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جن میں لاجورد سنگ موسیٰ کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں۔ گنبد شریف کے مشرقی دروازہ کے دائیں بائیں جانب دو حجرے ہیں ان کے کواڑوں پر چاندی کا پترا چڑھا ہوا ہے ان حجروں کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔ دونوں حجروں کے درمیان ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی قلعہ چتوڑ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ اس دروازہ کی دیوار پر ذیل کی نظم درج ہے۔

بیا کہ کعبۂ اہل دل است خواجہ معینؒ — طواف مرقد او میکنند شاہ و گدا
زرہ صدق در آ در مقام خواجہ معینؒ — کہ ہست روضہ پاکش چو جنت المأوے

سنہ ۱۲۴۰ھ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ میں جوڑی چڑھائی جس پر حسب ذیل تاریخ کندہ ہے۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالی است — ساخت دروازۂ معینِ جاوید
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند — سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید
۱۲۴۰ھ

ایک بڑا عقیق یمنی زرد رنگ کا اس دروازہ کے شمال رخ پر جڑا ہوا ہے۔

روضہ کی مرمریں جالیوں پر زرّیں پردے پڑے رہتے ہیں۔ اور موسم گرما میں ان کی بجائے خس کے پردے ڈالے جاتے تھے۔

اندرون گنبد شریف اعلیٰ درجہ کے دو زردوزی شامیانے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہز ہائنس نواب کلب علی خاں والئی ریاست رامپور اور ایک ہز ہائنس نواب ابراہیم خاں والئی ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے۔

مزار مبارک کے سینہ کے برابر مغرب کی جانب محراب میں زمانۂ قدیم کا خوشخط قلمی کلام مجید سفید نقرئی صندوق میں نقرئی چوکی کے اوپر قدآدم بلندی پر رکھا رہتا ہے۔ اس کو زائرین بوسہ دیتے ہیں مگر عرس شریف کے ایام میں خلقت کی کثرت کے باعث یہاں سے اٹھا لیا جاتا ہے۔

چاندی کا یہ صندوق اور چوکی موجودہ شاہ دکن کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید کے اوپر دیوار پر کعبہ شریف کا سیاہ مخملی پردہ لٹکا ہوا ہے۔ جس پر آیات قرآنی طلاء سے لکھی ہوئی ہیں۔

مجرئی بی حافظہ جمال روضہ منوّرہ کی جنوبی دیوار میں تین دروازہ ہیں۔ اِدھر اُدھر کے دونوں دروازہ تو خاص حالات و مواقعہ پر کھولے جاتے ہیں درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازہ کے آگے

۱؎ جس طرح عام طور سے ہیرہ کا رنگ سفید سمجھا جاتا ہے۔ مگر خواص اور جوہری جانتے ہیں کہ ہیرا زردی مائل۔ گلابی مائل۔ سیاہی مائل اور سبزی مائل بھی ہوتا ہے سیاہی مائل برہما کی طرف کا ہوتا ہے۔ اس کو اہل ہنود منحوس خیال کرتے ہیں۔ سبزی مائل نادر الوجود ہے اسی طرح عام طور سے عقیق سرخ رنگ کا خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی ایک قسم زردی مائل بھی ہے

۲؎ آپ کے شوہر شیخ رضی الدین کا مزار ناگور سے ایک کوس کنارِ حوض منڈھولہ واقع ہے۔

سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے اس کے شرق میں حضور خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہیں۔ غالباً یہ مجّر روضۂ شریف کے ساتھ تعمیر ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر سنگ مرمر کے تعویذ میں ابری طلائی اسینیہ اور فیروزہ کی پچیکاری ہے مزار کے بیش بہا قبر پوش پر پھولوں کی چادر رہتی ہے۔ مجّر کا دروازہ کمانی دار بنا ہوا ہے اس کے سامنے دو چھوٹی چھوٹی قبریں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کی ہیں۔ جو صغر سنی میں فوت ہو گئے تھے۔

مجّر حور النساء بنت شاہجہاں ۱۹ جمادالاول ۱۰۲۵ھ بروز چہارشنبہ حور النساء نے انتقال کیا قبہ شریف کی غربی دیوار کے سایہ میں دفن ہوئیں۔ قبر پر مجّر تعمیر کیا گیا یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس کے کیواڑ بھی سنگ مرمر کے تھے۔ تعویذ قبر پر کمخواب کی ایک بیش بہا نخی لگی ہوئی ہے۔ تمام لوگ اس میں پیسے اور کوڑیاں پھینکتے تھے باعث زخم کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے اب تیغا لگا دیا گیا ہے۔

احاطۂ نور قبہ مبارکہ کے جنوب و مغرب میں یہ سنگ مرمر کا احاطہ ہے۔ اس کے کچھ حصہ پر سقف بھی ہے اس احاطہ میں دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں (جو پائیں دروازہ کہلاتا ہے) دوسرا غرب میں ہے جو جنتی دروازہ کہلاتا ہے۔

جنتی دروازہ اس دروازہ کو مکی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے کواڑوں پر چاندی کا پترچڑھا ہوا ہے۔ روایۃ ہے کہ اس دروازہ میں سے جو سات مرتبہ گذر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ دروازہ غریب نوازؒ کے عرس میں چاند رات سے ۱۰ رجب تک کھلا رہتا ہے اور عیدین و عرس حضور خواجۂ عثمان قدس سرہ پر بھی کھلتا ہے۔ لوگ جوق در جوق اس میں سے گذرتے ہیں۔

چلہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی ہے سلطان محمود خلجی کی مسجد کے پیچھے واقع ہے اس چلہ میں دور تک تہہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خواجۂ بزرگ کے خام مزار اقدس کا راستہ ہے۔

جامع مسجد شاہجہانی یہ مسجد روضہ شریف کے مغرب میں ہے جب شاہجہاں بادشاہ فتح اودے پور کے بعد اجمیر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال ہوا تھا۔ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ کئی سال میں یہ مسجد بنکر

تیار ہوئی اسکا طول شرعی، ۹ گز اور عرض، ۲ گز ہے صحن میں پانچ دروازہ ہیں۔ تاریخ تعمیر مسجد حسب ذیل ہے

"قبلۂ اہل جہاں شد مسجد شاہ جہاں"

۱۰۴۷

عہد شاہجہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم ہمدانی نے اس مصرع سے تاریخ نکالی ہے ؎

کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہ جہاں"

۱۰۴۷

یہ مسجد نہایت نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں کلمہ طیبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور بیرونی محرابوں پر خدائے تعالیٰ کے نود و نو نام ہیں۔ اور سب سے اوپر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے۔

شنیدم ز خاصانِ فرخندہ فال ... کہ پیش جلوسِ ابد اتصال
شہنشاہ دیں پرور دیں پناہ ... فلک قدر شاہ جہاں بادشاہ
پناہ امم صاحب تخت و تاج ... کہ دارد شریعت بعہدش رواج
پس از فتح رانا بصد عز و جاہ ... بدولت در اجمیر زد بارگاہ
بطوف مزار حقایق شعار ... معین جہاں خواجہ روزگار
حقائق پناہ و معارف مآب ... کہ دادش فلک قطب عالم خطاب
در آں روضۂ پاک مسجد نبود ... دلش را تمنائے مسجد فزود
خداوند را با خدا شد قرار ... کہ ماند از و مسجد یادگار
بسے بر نیامد ز دور فلک ... کہ آں قبلہ گاہ ملوک و ملک
چو بنشست بر تخت شاہنشہی ... بلطف الٰہی بہ فرمان شہی
کمر بست و چست و قدم بر کشاد ... نہ از راہ و رسم از رہ اعتقاد
بہ توفیق حق گشت کاوش تمام ... بنا کرد ایں مسجد و شد تمام
زہے مسجد بادشاہ جہاں ... کہ دارد ز بیت المقدس نشاں

خوشا قدر ایں خانہ کز احترام — بود ثانیٔ اثنین بیت الحرام
مقدس حریم چو قدس خلیل — بوصفش زباں وقف ذکر جمیل
شمارند با کعبہ اش تو آماں — کہ دیدست مسجد بایں عزوشان
کند رستہ مژگاں خود آفتاب — کہ جاروب کش بادیا نجا خطاب
نمایاں در و کعبہ وقت نماز — ز محراب و در بر حرم کردہ باز
بفرشش گذاری چو روئے اُمید — شود نامہ چوں سنگ مرمر سفید
طلب گار حاجات دل بستہ اش — بہار مناجات گلدستہ اش
چو شاہ جہاں در محلِّ نماز — بمحرابش آورد روئے نماز
ز توفیق محراب کرد از دو سُو — بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو
جہاں را دو چشم اند مردم نشین — یکے خانۂ کعبہ و دیگر ایں
نشستہ بمسجد شہنشاہ دین — بود کعبہ پیوستہ مسند نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز — خوش آں کس کہ آنجا گذارد نماز
تواں کرد بر ممبرش جاں پسند — کزاں نام شاہ جہاں شد بلند
بہ تکلیف مردم برائے نماز — درش چوں در تو بہ پیوستہ باز
بود خطبۂ شاہ قادر خورش — زباں ملک مے سنرد ممبرش
لب حوضش از آب زمزم پر است — ز محراب یا کعبہ در بر در است
زلالش ز ہر موجۂ بے دریغ — بقطع تعلق کشیدست تیغ
ز سنگش چناں کار پرداز رنگ — کہ گوئی نباشد زیک پارہ سنگ
بفرمودۂ سایہ کردگار — چو کرد ایں بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین — بنائے شہنشاہ روئے زمین

سنہ ۱۲۹۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لاکر اس مسجد میں رکھے گئے۔ اُس وقت محراب مسجد سے

پانی رسنے لگا تھا۔ لوگوں نے اسے اشک فشانی سے تعبیر کیا۔

نماز کے وقت جمعہ کے دن چار دفعہ توپیں داغی جاتی ہیں۔ اول اذان کے وقت۔ دویم خطبہ کے وقت سویم اقامت کے وقت۔ چہارم سلام کے وقت۔

چہار یاری شاہجہانی جامع مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق ایک چھوٹا سا دروازہ حوض کے متصل ہے۔ اس دروازہ کے اندر ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس میں بڑے بڑے جلیل القدر اور اللہ والے بزرگ علما صلحا۔ فقرا۔ صوفیا اولیا اور خوش نصیب عقیدت مندان خواجہ علیہ الرحمۃ آرام فرما ہیں۔ ان میں سے چار مزار ان بزرگوں کے بھی ہیں جو غریب نواز کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد حسین صاحبؒ[1] الہ آبادی۔ مولانا معین الدینؒ۔ حافظ بشیر علی بیگؒ۔ حافظ مردان علی صاحب اور حاجی وزیر علی صاحب خدامانِ درگاہ کے مزارات بھی اسی احاطہ میں ہیں۔ یہاں ۱۳۶۰ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور شاہ اسمٰعیل صاحب خدامانِ درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آسائش کے لئے پانچہزار کے صرفہ سے ایک دالان تیار کرایا ہے۔

مزار خواجہ حسینؒ اجمیری شاہجہانی مسجد کے مغرب میں ایک مقبرہ بنا ہوا ہے اس میں خواجہ حسین اجمیری رحمۃ اللہ کا مزار مبارک ہے۔ گنبد کا اندرونی حصہ سنگ مرمر کا اور بیرونی حصہ چونے کا بنا ہوا ہے۔

یہ مقبرہ ۱۰۴۷ھ میں تعمیر ہوا۔ اس کا نقشہ غریب نوازؒ کے روضۂ منورہ سے ملتا جلتا ہے۔ مزار کے گرد سیپ کا ناباب چھپر کھٹ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت عہد شاہجہانی میں باہتمام سید دلاور تیار ہوئی محراب دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

"شہ از تو بہ ہادی و مرشد معین — شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین
بنائے مقبرہ با صفا خواجہ حسینؒ — بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت ایں"

سولہ کھنبہ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دالان ہے اس کے سولہ ستون ہیں۔ ستونوں کے گرد جالیدار کٹہرہ ہے فرش میں قسم قسم کے رنگین پتھروں کی پچیکاری ہے۔

---

[1] ان کا وصال مجلس سماع میں ہوا تھا۔

ایک بالشت کی چھتری یہ چھتری سولہ کھنبہ کے متصل دروازہ پر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہے۔ گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ستون سنگی ہیں۔ گنبد کے نیچے آٹھ دس آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہیں۔ دراصل یہ دروازہ خواجہ حسین رح کے محوطہ کا تھا۔ اب اس احاطہ کا تو نشان نہیں ہے لیکن یہ دروازہ ابھی تک قائم ہے۔

جھالرہ یہ درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

درگاہ شریف کے استعمال کا تمام پانی جھالرہ سے ہی آتا ہے۔ درگاہ شریف میں جامع مسجد کے پاس سے ایک وسیع زینہ جھالرہ میں اترتا ہے۔ جس سے بھشتی پانی بھر کر لاتے ہیں۔

ایک وسیع زینہ ترپولیہ بازار سے بھی جھالرہ میں اترتا ہے۔ جس سے شہر کے ہندو مسلمان بلا لحاظ مذہب و ملت آکر پانی بھرتے ہیں۔ تیسرا زینہ خادم محلہ کی جانب سے بھی ہے۔

جھالرہ کی مضبوط چہار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ قبل ازیں بارش کے زمانہ میں گرگچ نامی نالے کا پانی اسی طرف سے بہتا تھا۔ اور یہی نالہ آگے جاکر ندی کی صورت اختیار کر لیتا تھا اور اسی ندی کو ریوندی بھی کہتے ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے شہر اجمیر کی فصیل بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیش درگاہ کی جانب کٹوا دیا۔ اور بند بنوا دیا تھا۔

شاہ قلی خاں صوبیدار اجمیر نے دوسری طرف دہانہ بندی پر اپنی زندگی میں ہی اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اب ہزاروں آدمی اس جھالرہ کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے۔ زائرین اس کے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

حوض جامع مسجد جامع مسجد کے متصل ایک خوشنما حوض ہے۔ جو پانی سے بھرا رہتا ہے۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے مگر اس کے چاروں طرف کناروں پر دھوپ اور بارش سے بچاؤ کے لئے چھت ڈالی گئی ہے۔

جامع مسجد کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو اس حوض سے بہت آرام ہے۔ رات کو جب انجن درگاہ کے لئے بجلی مہیا کرتا ہے تو ونہے کی نالیوں کے ذریعہ حوض میں بھی پانی بھرا جاتا ہے۔

تاہم زائرین کے ہجوم اور کثرت استعمال کی وجہ سے پانی کی قلت رہتی ہے بھشتیوں کی موجودگی پورا کر دیتی ہے یہ ہر وقت مشکیں بھرے حوض کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈلواتے رہتے ہیں

شاہی گھاٹ لب جھارہ ارکاٹی دالان و حوض کے متصل صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے اس صحن کے اندر سنگ مرمر کی ایک چھتری (جو سید رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل نے بنوائی ہے) میں غریب نوازؒ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ ابو سعید علیہ الرحمۃ کا مزار ہے۔ اس کے قریب دوسری چھتری میں غریب نوازؒ کے برادر نسبتی آسودہ ہیں۔

کرناٹکی دالان سایہ گھاٹ کے متصل روضۂ منورہ کے سامنے ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں تین در بجانب روضۂ منورہ ہیں سنگ سفید کی خوبصورت عمارت ہے۔ یہ دالان نواب والاجاہ رئیس کرناٹک المخاطب بہ امیر الہند نے بعہد شاہ عالم بادشاہ تعمیر کرایا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

در حضور خواجۂ ہر دو سرا — آں معین الدین شہ شاہنشہاں
چوں امیر الہند کانِ عدل و داد — بحر جود و آسمانِ اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت — نام والاجاہ عالی منزلت
کامرانِ ملک کرناٹک بود — بندۂ خاص خدا بے شک بود
از خلوص نیت و صدق عفیف — بر نہادہ کرسئ جائے لطیف
تا بیاسانید مردم اندریں — موجب برکات باشد بالیقین
گفت چوں تعمیر والاجاہی است — ہم نبایش موقف اللّٰہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب — وجد در خود کرد دل دا کرد لب
سال تاریخش بجو در ایں دعا — باد دائم قائم ایں فرخ بنا

از جلوس شاہ پنج دہی طلب
شد مرتب در مہ پاک رجب

عبادت خانہ مستورات کرنا کی دالان کے سامنے قبہ شریف کے جنوبی دروازہ کے متصل ہر دو جانب دو سنگ مرمر کے مختصر احاطے مستورات کے بیٹھنے کے لئے ہیں۔ ان کے ہر دو دروازوں پر پردے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں حضرت معین الدین خورد۔ بایزید۔ حضرت قیام الدین بابدیال اور شیخ بدہ کے مزارات ہیں۔

دالان حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ یہ دو دالان متصل ارکاٹی دالان وسبیل حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ شریف نے بنوائے ہیں۔ ان پر مندرجہ ذیل کتبے آویزاں ہیں۔

(۱) کتبہ دالان متصل ارکاٹی دالان۔

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیادگار قبلہ حاجی حافظ سید مردان علی مرحوم مغفور بصرفہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی جمادی الاوّل ۱۳۵۹ھ

(۲) کتبہ دالان متصل سبیل"

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ بیادگار قبلہ وکعبہ سید حافظ فتح محمد صاحب ومحترمہ مخدومہ عند اللہ والدہ صاحبہ بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی ربیع الاوّل ۱۳۶۰ھ میں تعمیر ہوئی۔

مقبرہ علی قلی خاں[۵۱] جھالرہ کے شرقی کنارہ درگاہ کے گوشۂ جنوب و مشرق میں واقع ہے یہ عالی شان سنگ مرمر کا شمال رویہ تین در کا مقبرہ ہے اس کی چھت لداؤ کی ہے جسے گنبد بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ اکبر بادشاہ کے صوبہ دار اجمیر علی قلی خاں نے اپنے مدفن کے لئے بنوایا تھا۔ مگر یہاں دفن نہ ہو سکے آگرہ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اس گنبد میں غالباً شہباز خاں (جو اکبر کے منصب دار ہیں) کا مزار ہے۔

یہاں محرم کی ۲۷ تاریخ تعزیہ رکھا جاتا ہے۔ اس پر شہر کی مہدیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اسوجہ سے اب اس مقبرہ کو امام باڑہ بھی کہتے ہیں۔

سبیل خواجہ سنجری یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی ہے۔ اس پر حسب ذیل عبارت مرقوم ہے۔

---

[۵۱] علی قلی خاں کا منصب عہد اکبری میں سہ ہزاری و پنجصدی تھا۔ اجمیر شریف سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر مغرب و شمال میں ابتک ان کا ایک باغ بھی موجود ہے اوس کو لوگ باغ میر شاہ علی بھی کہتے ہیں (ب) علی قلی خاں کو میر شاہ علی اور میر قلی بخش بھی کہتے ہیں۔

بیادگار

برادر مکرم حافظ سید عبدالعزیز صاحب و دختر ہم نور چشمی عائشہ بی بی غفر اللہ لہما بصرفہ خاص خاکسار نشین آستانہ عالیہ حاجی سید۔ وزیر علی ربیع الاوّل سنہ ۱۳۶۰ھ تعمیر ہوا۔

عقیدتمندانہ خدمات و مراسم درگاہ

آپ کی درگاہ کی خصوصیات میں یہ چیز عام طور سے مشہور ہے کہ وہاں کوئی کتنی ہی زیادہ پریشانی اور اضطراب کی حالت میں جائے مگر سکون قلبی اور اطمینان خاطر حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ یوں تو آپ کے آستانہ میں علاوہ مقیم حضرات کے بیرونی اور مقامی عقیدتمندان کی ہمہ وقت آمد و رفت رہتی ہے مگر مخصوص ایام اور اوقات میں عام بارش فیضان سے مستفیض ہونیکے لئے بھی عقیدت کیش جوق در جوق جمع ہوتے ہیں اور ہمہ وقت کی عام برکات کے سوا ان مواقع پر مخصوص روحانی انوار اور دینی و دنیاوی انعامات سے مالا مال ہوتے ہیں جس کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(الف) مراسم قدیم کے تحت میں معمولات درگاہ و تقاریب۔

روزانہ صبح فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل اہل محبت عقیدت مند اور اہل حاجت روضۂ منورہ کے شرقی دروازہ پر صحن بیگمی دالان میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ وقت باب گنبد شریف کھلنے کا ہے۔ دروازہ کیا کھلتا ہے گویا در رحمت وا ہوتا ہے۔

دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم[۲] دروازہ کے روبرو استادہ ہو کر اذان دیتا ہے۔ اس کے بعد باری دار (کنجی بردار) دروازہ کھولتا ہے اور خدام صاحبان اندر داخل ہو کر مورچل سے تربت شریف و دیگر اندرونی

---

[۱] گنبد شریف کے شرق میں بیگمی دالان کے سامنے ایک وسیع مرمرین فرش کا احاطہ ہے جس کے گرد سفید پتھر کا کٹہرا لگا ہوا ہے صحافی بخشنے دچھٹی شریف سید سرور عالم کے یوم وفات یوم نبوت یوم ولادت غریب نواز۔ یوم علی عرس حضور اور چھٹی شریف کے مواقع پر اس احاطہ میں قرآن خوانی ہوتی ہے۔ محافل میلاد و سماع و محافل بزرگان دین بھی اس احاطہ میں منعقد کیجاتی ہیں بعض لوگ اس کو بھی احاطہ نور کہتے ہیں۔

[۲] آج کل یہ خدمت ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں خادم درگاہ انجام دیتے ہیں۔

مقامات صاف کرتے ہیں۔ پھر پھول بدلکر تازہ پھول پیش کرتے ہیں۔ لوبان سلگاتے ہیں۔

بعد ازاں جوزائرین خصوصیت سے اس سہلنے وقت حاضری کے لئے جمع ہوتے ہیں وہ گنبد شریف میں بواسطہ خدّامان داخل ہوکر شرف زیارت اور سلام صبح پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کے بعد جو قلب کے ساتھ اپنی حاجات پیش کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے اسوقت اور زیادہ لوگ خواب سے فارغ ہوکر درگاہ میں آجاتے ہیں درگاہ کی مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں بعد اخوش الحانی کے ساتھ ہر مسجد میں نماز فجر ادا کیجاتی ہے فجر کی نماز کے بعد ہر ایک نیا گروہ اکدم قبہ مبارکہ میں زیارت و سلام و غرض حاجات کے لئے حاضر ہوتا ہے غرض صبح سے لے کر عشاء کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد تک برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور خدّام صاحبان اپنے اپنے زائرین کی روضۂ مبارک میں حاضری کراتے رہتے ہیں۔

نماز فجر کے بعد شاہی نقار خانہ میں (جو شاہجہانی دروازہ پر ہے) نوبت بجنے لگتی ہے اور روضۂ مبارک کے پائیں میں قوالی شروع ہو جاتی ہے یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد جب دوکانات کھلنے کا وقت آجاتا ہے تو متعقد ہنود صاحبان اپنی دوکانیں کھولنے سے پہلے اپنی اپنی دوکانات کی کنجیاں بہ نیت برکت درگاہ کے دروازہ کی سیڑھیوں سے مس کرتے ہیں پھر دوکانیں کھولتے ہیں۔

دن کے نو بجے عثمانی دروازہ پر آدھے گھنٹہ تک پھر نوبت بجتی ہے

ظہر کی نماز کے وقت بعد فراغت نماز پھر پائیں مبارک میں تین بجے سے آدھ گھنٹہ تک منجانب شاہد کن زیر نگرانی ناظم علۂ نظامی قوالی اور نقار خانہ میں نوبت شروع ہو جاتی ہے۔ اُس وقت پھر خدّام صاحبان روضۂ مبارک کی خدمت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور گل و صندل پیش کرتے ہیں۔

مغرب سے قبل[1] روشنی کے وقت ڈنکا بجتا ہے اس موقعہ پر بہت زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں قبہ مبارک میں روشن کرنے کے لئے خدّام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم بتیاں لیجاتے ہیں لوگ اپنے دلوں میں نور کی روشنی پیدا کرنے کے خیال و حصول برکت کی نیت سے ان بتیوں کو اپنے اوپر رکھواتے ہیں۔ اسوقت

---

[1] مغرب سے تقریباً پندرہ منٹ قبل۔

عجیب پُرکیف منظر ہوتا ہے بالآخر مومی اور برقی روشنی سے اکدم قبۂ مبارک اور تمام احاطہ درگاہ منور ہو جاتا ہے۔ اس اس موقعہ پر خصوصیت سے لوگ مصروف دعا نظر آتے ہیں اور یہ شعر خصوصیت سے پڑھا جاتا ہے۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی چراغ چشمیاں را روشنائی

اُسی وقت لوبان دانی قبۃ شریف میں جاتی ہے۔ اس کو بھی لوگ بلحاظ برکت و شفائے مرض اپنے سروں پر رکھواتے ہیں اور اُس کی خاک جسم سے ملتے ہیں اور دھواں جسم پر لیتے ہیں۔

نماز عشا کے بعد بیگمی دالان کے سامنے شاہی چوکی[۵۱] قوالان اور پائیں شریف کی جانب ضامن علی شاہ[۵۲] رحمۃ اللہ علیہ کی صابری[۵۳] چوکی تقریباً ایک گھنٹہ تک قوالی کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ اُسوقت بھی درگاہ شریف میں معمول سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ اوس موقعہ پر خدام صاحبان تھوڑی دیر کے فصل سے خدمت کرکے تین ذرّاشے[۵۴] لیکر گنبد شریف سے باہر آتے ہیں لوگ اونھیں اپنے سروں اور آنکھوں پر رکھواتے ہیں۔ نیز اسوقت بھی عقیدت کیش لوبان دانی کے دھویں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ قوالی کے بعد شاہی چوکی کھڑے ہو کر ڈھولک کے ساتھ کرکا[۵۵] پڑھتی ہے۔

اس کے بعد قبۂ شریف کا دروازہ معمور ہو جاتا ہے۔

موجودہ درگاہ کمیٹی[۵۶] کے تسلط سے قبل دروازہ معمور ہو جانیکے بعد سے صبح تک بیرونی اور مقامی قوالان بطور نذر عقیدت قوالی کیا کرتے تھے اوقات نماز ڈنکے سے مغرب تک۔ اور صبح دروازہ کھلنے کی اذان کے وقت کے علاوہ دیگر تمامی اوقات میں ہر شخص قوالی کرنے کا مجاز تھا۔ مگر کمیٹی مذکور نے حال میں رات کے گیارہ بجے کے بعد سے صبح تک قوالی کی ممانعت کردی ہے۔ اور حق داران و صوفیائے کرام اور اکثر خواص و عوام کو اس باب میں درگاہ

---

۵۱ چوکی کا سلسلہ سلسلہ شاہان سلطنت کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ یہ چوکی اکرام حسین۔ قایم حسین اور دایم حسین وغیرہ قوالان پر مشتمل ہے۔

۵۲ ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ صابریہ کے مشہور درویش ہیں ان کا مزار کلیر شریف میں اندرون احاطہ درگاہ ہے۔

۵۳ اس چوکی کے اجداد کو ضامن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیر شریف سے اجمیر شریف بھیجا تھا۔ اس کے موجودہ خاص خاص افراد غلام بخش غلام خواجہ فضل احمد رشید احمد و کریم الدین وغیرہ ہیں۔

۵۴ ذرّاشہ طاؤس کے پروں کی اُس جھاڑو کو کہتے ہیں جو اندرون گنبد شریف کی خدمت میں کام آتی ہے۔

۵۵ کرکا ایک پرانا خاص قسم کا کلام ہے جسمیں غریب نواز کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔

۵۶ اس کمیٹی کے صدر سعید الدین صاحب اور نائب صدر مرزا احمد القادر بیگ ہیں۔

کمیٹی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ اہتمام درگاہ کمیٹی قدیمی شاہی نقارخانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت منجانب شاہد کن نوبت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین قوالان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی و بیرونی قوالان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں قوالی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشا رشما بھائی جامع مسجد میں تفسیر[۵۱] کا روزانہ بیان ہوتا ہے۔

اور قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محافل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل و پارچہ قوالی اور بینڈ باجہ کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدتمندان حاضری دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں مجمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد بیگمی دالان کے روبرو محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچھایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈھا ہوا فانوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فانوس بیگمی دالان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچھتا ہے اور دیوان صاحب[۵۲] متولی صاحب[۵۳] اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے ذرا پیچھے تونسہ شریف[۵۴] کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید عبدالحق[۵۵] صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھتا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فانوس اور موم بتی کی دو لالٹینیں اگردانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

---

۵۱ عبدالرحمٰن صاحب موصلی المعروف بہ عرب صاحب آجکل تفسیر بیان کرتے ہیں۔
۵۲ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔
۵۳ آج کل رحمت الٰہی صاحب منجانب نواب مظفر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔
۵۴ اس وقت تونسہ شریف کے سجادہ حافظ سدید الدین صاحب ہیں۔
۵۵ ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبدالرؤف صاحب گدیلے پر بیٹھتے ہیں

ہر دو جانب چوبدار[1] اور چپراسیان درگاہ کھڑے رہتے ہیں شاہی زمانہ کے چار بجے محفل شروع ہو جاتی ہے پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم ہوتی ہے پھر سماع شروع ہوتا ہے۔ درگاہ کے ملازمان قوالان یہ خدمت انجام دیتے ہیں اگر کوئی باہر کا قوال آجاتا ہے تو اس کو بھی موقعہ دیا جاتا ہے اس دوران میں شاہی پانچ بجے روضہ مبارک کے اندر خدمت شروع ہو جاتی ہے تقریباً ایک گھنٹہ سماع ہونے کے بعد فاتحہ ہوتی ہے ازاں بعد مجلس برخاست ہو جاتی ہے حسب معمول شاہی چھ بجے کرلا کا پڑھنے کے بعد قبہ شریف معمور ہو جاتا ہے اس دن روزانہ کے معمولات مذکورہ کے علاوہ بارہ بجے دن کے بھی نوبت بجتی ہے نیز اسدن بجائے تین بجے دن کے ڈھائی بجے سے نوبت اور ظہر بعد کی قوالی شروع ہو جاتی ہے۔

چھٹی شریف چونکہ چھ تاریخ غریب نواز کے وصال کی ہے اس لئے ہر قمری مہینہ کی چھ تاریخ درگاہ میں حضرت کی فاتحہ ہوا کرتی ہے۔ صبح کے وقت منجانب خدام صاحبان قرآن خوانی ہو کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب میں پنجشنبہ کی محفل کی طرح جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے محفل سماع منعقد ہوتی ہے جسمیں پہلے فاتحہ خوان صاحبان فاتحہ پڑھتے ہیں پھر تقسیم شیرینی کے بعد قوالی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر محفل پنجشنبہ[2] کی طرح چھٹی کی محفل کے بعد فاتحہ نہیں پڑھی جاتی البتہ جب جمعرات اور چھٹی ایک ہی دن ہوتی ہے تو دو مرتبہ فاتحہ دی جاتی ہے اور دونوں مواقعہ کی شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

چھٹی کی محفل میں صرف متولی صاحب آتے ہیں اور دیوان صاحب محفل میں اپنی دستار بھیجتے ہیں۔

نیز چوبداران جمعرات کی محفل کی طرح اس محفل میں سونے کی چوبیں لیکر نہیں کھڑے ہوتے بلکہ لکڑی کی چوبیں لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عرس شریف یوں تو فقرا اور درویش اور دوکاندار عرس سے تقریباً ایک ماہ قبل اجمیر شریف آجاتے ہیں یعنی اوائل جمادی الثانی سے برابر لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ درگاہ اور مکانوں میں سپیدیاں ہونے لگتی ہیں جمادی الثانی کی ۲۵ تاریخ سے خدام صاحبان مزار شریف کو روزانہ شب میں غسل دینا بھی شروع کر دیتے

---

[1] چوبداری کی خدمت حضرت نور اور عبدالغنی انجام دیتے ہیں [2] پرانے زمانے سے پشت در پشت یہ حضرات چلے آتے ہیں فاتحہ اور قبل سماع میلاد بھی یہی حضرات پڑھتے ہیں قائم علی صاحب نیازی اس گروہ کے ایک خوش الحان فرد ہیں۔
[3] بارش کی محفل پنجشنبہ بیگمی دالان میں ہوتی ہے اور ماہ رمضان اور ۲۵ جمادی الثانی نہایت ۹ رجب کے درمیان جو پنجشنبہ کی محفل سماع خانہ میں ہوتی ہے۔ نیز یکم نہایت ۹ رجب پنجشنبہ اور چھٹی کی محفل نہیں ہوتی بلکہ عرس کی محفل میں ضم سمجھی جاتی ہے۔

ہیں مگر مراسم عرس رجب کا چاند دیکھنے کے بعد شروع ہوتے ہیں یعنی چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بجتے ہیں اور سات سلامیاں توپ[۵۱] (توپ نما ایک نال ہے) کی دیجاتی ہیں شہر اجمیر بالخصوص درگاہ اور خادم محلہ میں ایک شور مچ جاتا ہے ہزاروں باہر سے آئے ہوئے زائرین چاند دیکھنے کے بعد درگاہ میں سلام کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں مقررہ مقامات پر درگاہ میں خدام صاحبان کی گدیاں بچھ جاتی ہیں اور زائرین اپنے اپنے خادم وکیل کے پاس اپنی طرف سے منتیں بڑھانے اور چادریں شیرینی نذرانے وغیرہ پیش کرنے کیلئے بہ تعداد کثیر ایام عرس میں جمع رہتے ہیں جنتی دروازہ کھل جاتا ہے

سماع خانہ کے اندرونی حصہ میں فرش بچھتا ہے اور صدر مقام پر گدیلہ بچھایا جاتا ہے اس پر نقرئی چوبوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے تمام جھاڑ کھولدئے جاتے ہیں اور ان میں بجلی کی روشنی کیجاتی ہے نیز داروغہ[۵۲] سماع خانہ سماع خانہ کی دیگر متعلقہ خدمات انجام دیتے ہیں اور تقریباً رات کے گیارہ بجے مشعل و چوبداران کے ساتھ متولی صاحب اور مشعل اور فانوس کے ساتھ دیوان صاحب آجاتے ہیں اور صوفی درویش و مشائخ فقیر امیر غریب بہ تعداد کثیر حاضر مجلس ہوتے ہیں۔ فاتحہ ہوتی ہے پھر سماع شروع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام چیدہ قوالان حاضری دیتے ہیں ایک بجے کے قریب دیوان صاحب مراسم غسل ادا کرنے کیلئے گنبد شریف میں آجاتے ہیں اور مخصوص خدام اور دیوان و متولی مگر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں اس عرصہ میں سماع خانہ میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے بعد غسل دیوان صاحب و متولی صاحب پھر محفل سماع میں آجاتے ہیں اور چائے نوشی کا دور شروع ہو جاتا ہے درگاہ کے قدیمی مقررہ[۵۳] لوگ چائے[۵۴] بناتے ہیں اور محفل میں پلاتے ہیں تین چار بجے کے قریب بعد فاتحہ محفل برخاست ہوتی ہے اس موقعہ پر رکابداران[۵۵] بیڑے صندل شربت کے آنکور بطور تبرک تقسیم کرتے ہیں دوران محفل سماع خانہ میں کسی عورت کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی نہ کوئی اس موقعہ پر جوتا لے کر داخل سماع خانہ ہو سکتا ہے

---

۵۱ توپ چلانے والے خدر شاہ کی اولاد میں ہیں۔ خوشی کے وقت جلد کی پہاڑی پر توپ چلائی جاتی ہے۔

۵۲ منجانب پائگاہ معین الدین سماع خانہ کے انتظام کیلئے ایک داروغہ ہوتا ہے آجکل یہ خدمت غلام غریب نواز انجام دیتے ہیں۔

۵۳ آج کل یہ خدمت محمد بخش وغیرہ انجام دیتے ہیں۔

۵۴ عرس کی پہلی دو شبوں میں سیٹھ اسحاق صاحب کی طرف سے چائے بنتی ہے تیسری چوتھی یا پانچویں شب میں محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی چائے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے چھٹی شب میں عبدالرحمن صاحب کے صاحبزادہ چائے پیش کرتے ہیں۔

۵۵ رکابدار کی خدمت بشیر خاں اور عبدالمجید خاں انجام دیتے ہیں۔

درگاہ کے چپراسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجمیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقعہ پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اور دن رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجمیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ بہ آسانی کسی کا گذرنا مشکل ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھڑنے لگتا ہے چلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جانیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے بھوؤں بادرشیرینی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اژدہام رہتا ہے بیرونی دوکاندار بھی قسم قسم کی اشیاء کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمایش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیو۔ حیدرآباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے کمربند۔ مرادآباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ پراٹھا رامپور کے سبوطے سمبھل کے کنگے اور ابٹن کٹک کا چاندی کا سامان رہنارسی کپڑے اور ساڑیاں دہلی اور لکھنؤ کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجمیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور قوالیوں کے گانوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بیحد اژدہام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم رجب سے درگاہ بازار میں موٹروں تانگوں وغیرہ کا گذرنا مکمل بند کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پر مستعد رہتی ہے۔

محفل قل یوں تو تسبیح خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں مگر بتاریخ ۲ رجب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس بجے گیارہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتی ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نوازؒ کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیں اونچی کر لیتے ہیں جھانج بجنا شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور برپا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کہتے ہیں بعد قل سے بیرونی حضرات واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

غسل شریف بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیوڑہ و گلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خرید کر خود بڑی بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تر ہاتھ میں جھاڑو دیئے اس مقدس آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اُس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں صوفی صاحبان اسدن کو یوم توحید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح اسدن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس معہ محفل سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدا رسیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ بصرف درگاہ بموجب رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کرکے اپنی زندگی غریب نوازؒ کے قدموں میں گذاری اُن حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کردئے جاتے ہیں ماسوا اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف بتاریخ ۱۱ ربیع الاوّل بعد عشا محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی الہیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رضی الدینؒ (شوہر بی بی حافظ جمال) کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں ۵۰ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے

(الف) اعراس بماہ محرّم

۱۔ مولانا عبدالوہاب بتاریخ ۲ محرم بصرف ۵ سالانہ ۲۔ حضرت فریدؒ ۴ محرم بصرف ۵ سالانہ

۳- بابا فرید گنج شکرؒ بتاریخ ۵ محرم بصرف ۵ سالانہ (۴) فرید میاںؒ احمد آبادی ۵ محرم بصرف ۵ سالانہ

(ب) اعراس بماہ صفر

(۱) حضرت شاہ دولت علیؒ بتاریخ یکم صفر بصرف ۵ سالانہ (۲) حضرت سلیمانؒ بتاریخ ۷ صفر بصرف ۵ سالانہ
(۳) حضرت سید ابو العلاؒ اکبر آبادی ۹ صفر بصرف ۵ سالانہ (۴) حضرت مولانا شمس الدینؒ بتاریخ ۱۰ صفر بصرف ۵ سالانہ
(۵) حضرت کالے میاںؒ ۱۴ صفر بصرف ۵ سالانہ (۶) حضرت عبد الرزاقؒ لکھنوی ۲۴ صفر بصرف ۵ سالانہ

(ج) اعراس بماہ ربیع الاوّل

(۱) حضرت معشوق علیؒ بتاریخ ۷ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ (۲) حضرت محمد بخشؒ بتاریخ ۸ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ
(۳) حضرت مولانا قادری سلیمانؒ بتاریخ ۱۰ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ (۴) حضرت مخدوم علاؤ العین صابر کلیریؒ ۱۳ ربیع الاول بصرف ۵ سالانہ
(۵) حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ ۲۴ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ (۶) حضرت شاہ محی الدینؒ ۲۷ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ
(۷) حضرت حیدرؒ بتاریخ ۲۹ ربیع الاوّل بصرف ۵ سالانہ

(د) اعراس بماہ ربیع الثانی

(۱) حضرت غلام فریدؒ بتاریخ ۶ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ (۲) حضرت سلطان الدینؒ بتاریخ ۸ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ
(۳) حضرت صوفی حمید الدین ناگوریؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ (۴) حضرت دلدار علی عرف مذاق میاںؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ
(۵) حضرت دیوان شمس الدین علیخانؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ (۶) حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۱۱ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ
(۷) حضرت خواجہ محمود میاںؒ بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ (۸) حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاؒ ۱۷ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ
(۹) حضرت محمد مرادؒ بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ (۱۰) حضرت حاجی قدرت اللہؒ ۲۰ ربیع الثانی بصرف ۵ سالانہ

(ہ) اعراس بماہ جمادی الاوّل

(۱) حضرت شاہ رمضانؒ بتاریخ ۱ جمادی الاوّل بصرف ۵ سالانہ (۲) حضرت احمد علی عرف باباصاحبؒ بتاریخ ۵ جمادی الاوّل بصرف ۵ سالانہ

(۳) حضرت غلام فخرالدینؒ ف انگورہ شاہ جمادی الاوّل بعرف عاسالانہ
(۴) حضرت سلطان الدینؒ بتاریخ ۹ جمادی الاوّل بعرف ۷ سالانہ
(۵) حضرت شاہ مرادؒ بتاریخ ۱۱ جمادی الاوّل بعرف عاسالانہ
(۶) حضرت پیوان غیاث الدینؒ بتاریخ ۱۷ جمادی الاوّل بعرف ۵ سالانہ
(۷) حضرت پیر میٹھاؒ بتاریخ ۱۷ جمادی الاوّل بعرف عاسالانہ
(۸) حضرت نعل والے میاںؒ بتاریخ ۲۷ جمادی الاوّل بعرف عاسالانہ
(۹) حضرت خواجہ اسد بخشؒ بتاریخ ۲۹ جمادی الاوّل بعرف ۵ سالانہ

(و) اعراس ماہ جمادی الثانی

(۱) حضرت شاہ نیاز احمدؒ بتاریخ جمادی الثانی بعرف ۵ سالانہ
(۲) حضرت پیر بکھریاؒ بتاریخ ۹ جمادی الثانی بعرف ۸ سالانہ
(۳) حضرت ابراہیم علی خاںؒ بتاریخ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۴) حضرت معصوم علی باباؒ بتاریخ ۱۱ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۵) حضرت مولانا امداد اللہؒ بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۶) حضرت پیوان امام الدینؒ بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی بعرف ۵ سالانہ
(۷) حضرت شاہ محمدؒ بتاریخ ۱۸ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۸) حضرت محمد حسینؒ بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ فخرالدینؒ ۲۶ جمادی الثانی ۵ سالانہ
(۱۱) حضرت مولوی فخرالدینؒ ۲۹ جمادی الثانی بعرف عاسالانہ

(ز) اعراس رجب المرجب

(۱) حضرت الٰہی بخشؒ بتاریخ ۴ رجب بعرف عاسالانہ
(۲) حضرت فیروز شہیدؒ بتاریخ ۴ رجب بعرف ۱۲ سالانہ
(۳) حضرت بابا صاحبؒ بتاریخ ۷ رجب بعرف عاسالانہ
(۴) حضرت جلال الرحمٰنؒ بتاریخ ۷ رجب بعرف عاسالانہ
(۵) حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی ۱۰ رجب بعرف عاسالانہ
(۶) حضرت خواجہ عاقل محمدؒ بتاریخ ۱۰ رجب بعرف عاسالانہ
(۷) حضرت سائیں بنگہ سوارؒ بتاریخ ۱۰ رجب بعرف عاسالانہ
(۸) حضرت قطب الدینؒ بتاریخ ۱۱ رجب بعرف عاسالانہ
(۹) حضرت علی حسینؒ کچھوچھہ شریف بتاریخ ۱۱ رجب بعرف ۱۱ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ حسام الدینؒ بتاریخ ۱۴ رجب بعرف ۵ سالانہ
(۱۱) حضرت پیر یحییٰ صاحبؒ بتاریخ ۱۶ رجب بعرف عاسالانہ
حضرت مولانا امیرؒ بتاریخ ۱۶ رجب بعرف عاسالانہ
(۱۳) بی بی حافظہ جمال دودھ والیہ بتاریخ ۱۷ رجب بعرف عاسالانہ
(۱۴) حضرت میراں سید حسین خنگ سوار ۱۸ رجب بعرف عاسالانہ
(۱۵) حضرت پیر برہانؒ بتاریخ ۲۱ رجب بعرف عاسالانہ
(۱۶) حضرت پیر ناتواںؒ بتاریخ ۲۱ رجب بعرف ۴ سالانہ
(۱۷) حضرت کمال الدینؒ بتاریخ ۲۱ رجب بعرف ۸ سالانہ
(۱۸) حضرت خواجہ یادگار محمدؒ بتاریخ ۲۵ رجب بعرف عاسالانہ
(۱۹) حضرت خواجہ فخرالدینؒ بتاریخ ۲۵ رجب بعرف عاسالانہ
(۲۰) حضرت مامون بہانجہؒ بتاریخ ۲۵ رجب بعرف عاسالانہ

(۲۱) حضرت عبداللہ سعیدؒ بتاریخ ۲۵ رجب بصرف عاسالانہ (۲۲) فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۲ رجب بسلسلہ رجبی شریف
(۲۳) حضرت چندن شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عاسالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدینؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عاسالانہ
(۲۵) حضرت مدھو شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عاسالانہ (۲۶) حضرت مسکین شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عاسالانہ
(۲۷) حضرت مولانا عبدالباریؒ لکھنوی ۲۹ رجب بصرف عاسالانہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ ۵ رجب بصرف عاسالانہ

(ح) اعراس ماہ شعبان

(۱) حضرت جلال الدینؒ بتاریخ ۷ رشعبان بصرف عاسالانہ (۲) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۷ رشعبان بصرف عاسالانہ
(۳) حضرت ضونی جیؒ بتاریخ ۹ رشعبان بصرف عاسالانہ (۴) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۱۴ رشعبان بصرف عاسالانہ
(۵) حضرت چندن شہیدؒ شورگراں بتاریخ ۱۵ رشعبان بصرف عاسالانہ (۶) حضرت سید احمدؒ بتاریخ ۲۴ رشعبان بصرف عاسالانہ
(۷) حضرت چندن شہیدؒ لاکھن کوٹھی بتاریخ ۲۵ رشعبان بصرف عاسالانہ (۸) حضرت چندن شہیدؒ درگاہ شریف ۲۷ رشعبان بصرف عاسالانہ

(ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

(۱) حضرت شاہ نظام الدینؒ بتاریخ یکم رمضان بصرف عاسالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدینؒ ناگوری ۱۰ رمضان بصرف
(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گدڑی شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرف عاسالانہ
(۴) حضرت لعل شاہؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف عاسالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخشؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف عاسالانہ
(۶) حضرت شرف الدینؒ بتاریخ ۱۳ رمضان بصرف عاسالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ ۱۷ رمضان بصرف عاسالانہ
(۸) حضرت مولا علی مسکلکشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرف ۵۰ سالانہ
(۹) حضرت نیام الدین اخلاقؒ بتاریخ ۲۱ رمضان بصرف عاسالانہ

(ی) اعراس ماہ شوال

(۱) حضرت مولانا رفیق علیؒ بتاریخ ۴ رشوال بصرف ۷ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گدڑی شاہ بابا ۴ شوال بصرف عاسالانہ
(۳) حضرت شاہ جمالؒ بتاریخ ۸ شوال بصرف عاسالانہ (۴) حضرت محب الحسن جیپوری بتاریخ ۱۴ شوال بصرف عاسالانہ
(۵) حضرت امیر خضرؒ بتاریخ ۱۷ شوال بصرف ۵۰ سالانہ (۶) حضرت نظام الدینؒ بتاریخ ۲۱ شوال بصرف عاسالانہ

(ک) اعراس ماہ ذیقعدہ

(۱) حضرت خاموش شاہؒ بتاریخ ۴ ذیقعدہ بصرف ۷ سالانہ (۲) حضرت سجاد حسینؒ بتاریخ ۱۴ ذیقعد بصرف ۷ سالانہ
(۳) حضرت مولانا محرم علیؒ بتاریخ ۱۷ ذیقعد بصرف ۷ سالانہ (۴) حضرت مولانا ضیاء الدینؒ بتاریخ ۲۵ ذیقعد بصرف ۵ سالانہ

(ل) اعراس ماہ ذالحجہ

(۱) حضرت حاجی نور محمدؒ بتاریخ ۴ ذالحجہ بصرف ۵ سالانہ (۲) حضرت خنگ سوار بتاریخ ۴ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ
(۳) حضرت شاہ نصیر میاں پیلی بھیت شیر محمدہ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ (۴) حضرت حبیب علیؒ بتاریخ ۵ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ
(۵) حضرت ناتواں شاہؒ بتاریخ ۱۱ ذالحجہ بصرف ۸ سالانہ (۶) حضرت ابو سعیدؒ بتاریخ ۱۲ ذالحجہ بصرف مثبے سالانہ
(۷) حضرت موسیٰ صاحبؒ بتاریخ ۱۵ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ (۸) حضرت محمد رمضانؒ بتاریخ ۱۵ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ
(۹) حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۱۷ ذالحجہ بصرف لنگر ۵ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ حامد میاںؒ ۲۳ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ (۱۱) حضرت فخر الدینؒ بتاریخ ۲۶ ذالحجہ بصرف ۵ سالانہ
(۱۲) حضرت خواجہ حسینؒ بتاریخ ۲۹ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ (۱۳) حضرت خواجہ فخر الدینؒ بتاریخ ۲۷ ذالحجہ بصرف ۷ سالانہ
(۱۴) حضرت امیر المومنین عمر خطابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۲۶ ذالحجہ بصرف لنگر ۵ سالانہ

منجانب انجمن[1] فخریہ چشتیہ خدام خواجہ سیدزادگان اجمیر شریف رجسٹرڈ

خدام صاحبان کی یہ انجمن درگاہ شریف میں تازیہ رکھتی ہے اور یکم محرم سے ۱۰ محرم تک مراسم تعزیہ داری شاندار طریقہ سے ادا کرتی ہے محرم شریف کے زمانہ میں مجالس سوز خوانی و تحبت خوانی و وعظ بھی منعقد ہوتی ہیں اس موقع پر روشنی کا انتظام بہت خاص طور پر کیا جاتا ہے بتاریخ ۲۵ و ۲۶ رجب حضرت خواجہ فخر الدین گردیزیؒ و حضرت یادگار محمد سبزواریؒ کے مراسم عرس و فاتحہ احاطہ نور میں انجام دئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۲۶ رجب احاطہ نور میں شب کیوقت محفل میلاد ہوتی ہے اور ۲۷ تاریخ دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ شریف کے مراسم مع لنگر ادا ہوتے ہیں۔

بتاریخ ۳ شعبان المعظم نہایت شاندار طریقہ پر درگاہ شریف سے سرڈھکا شریف چادر پہونچائی جاتی ہے۔

---

[1] اس انجمن کے موجودہ صدر خان بہادر عبدالوحید صاحب۔ سکریٹری ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں اجمیری اور جائنٹ سکریٹری سید غلام محمد نبی صاحب ہیں۔

دن کے تین بجے کے قریب یہ جلوس بیگمی دالان سے قوالی کے ساتھ روانہ ہو کر تقریباً ایک گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہونچتا ہے یہاں قوالی ختم کر دی جاتی ہے مختلف باجوں کے ساتھ بہ اہتمام ینگ ایسوسی ایشن خدام یہ جلوس اسٹیشن روانہ ہو جاتا ہے۔

منجانب محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن اجمیر شریف رجسٹرڈ[۵۱]

یہ انجمن درگاہ شریف میں حسب ذیل مراسم عقیدت خادمی وقف[۵۲] مراد آباد کی آمدنی سے سالانہ ادا کرتی ہے۔

(۱) فاتحہ سالانہ حضرت فدا علی حنفی (جد واقف) بتاریخ ۶ محرم بصرف للہ سالانہ

(۲) فاتحہ سالانہ حضرت شاہ ابو العلا اکبر آبادیؒ بتاریخ ۹ صفر المظفر بصرف ۵ سالانہ

(۳) فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بسلسلہ فتح خیبر بتاریخ ۲۱ صفر المظفر بصرف ۵ سالانہ

(۴) مراسم فاتحہ حضرت امام حسن علیہ السلام بتاریخ ۲۸ صفر

(۵) مراسم فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بسلسلہ یوم وفات شریف بتاریخ وفات یکم ربیع الاول احاطہ نور میں معہ قرآن خوانی۔ مجلس وعظ و محفل سماع ادا کرتی ہے بصرف ۵۰ سالانہ۔

(۶) مجلس وعظ و میلاد شریف بسلسلہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۸ ربیع الاول بمقام احاطہ نور گیارہ بجے شب سے صبح تک۔

(۷) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم معہ قرآن خوانی مجلس وعظ و میلاد شریف و سماع بسلسلہ یوم نبوت شریف بمقام احاطہ نور بتاریخ ۹ ربیع الاول بصرف ۵۰ سالانہ۔

(۸) فاتحہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا (والدۂ غریب نوازؒ) بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بصرف ۵ سالانہ

(۹) فاتحہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ صاحبؒ گنج مراد آبادی بتاریخ ۲۲ ربیع الاول بصرف ۵ سالانہ

---

۵۱ محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن خادمی وقف سے متعلقہ تقاریب اور اہلیہ مؤلف کی وقف کردہ عمارت برائے عثمانیہ خانقاہ و دفتر کا انتظام کرتی ہے اس انجمن کا دفتر بالائے دالان اجمیر شریف میں ہے اور بعض موجودہ اراکین حسب ذیل ہیں۔
(الف) ڈاکٹر عشرت حسن مسلمہ بی۔ ایچ۔ ڈی صدر (ب) ممتاز محمد مسلمہ سکریٹری (ج) نظیر بخش مسلمہ موگار سکریٹری (د) ڈاکٹر سید امتیاز علی صاحب جعفری رکن (ہ) گلی شاہ خزانچی (و) عبد المعبود مسلمہ رکن۔
(ز) شوکت حسین صاحب رکن (ح) سید محمود علی صاحب رکن (ط) محمد بخش صاحب رکن۔

۵۲ خادمی وقف کے انتظام کے لئے مراد آباد میں خادمی وقف کمیٹی قائم ہے جس کے موجودہ کارکن حسب ذیل ہیں۔
(الف) مولانا صدر (ب) ظہور الحسن مسلمہ کیل سکریٹری (ج) عشرت حسن مسلم جائنٹ سکریٹری (د) نصرت حسن مسلم رکن (ہ) حکیم مقبول حسن صاحب رکن

(۹) فاتحہ حضرت زبیر ابن العوامؓ (صحابی و حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مع محفل سماع بتاریخ ۱۰ جمادی الاول بصرف قمہ سالانہ

(۱۱) فاتحہ سالانہ حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی سہروانی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۷ جمادی الاول بصرف ۵ سالانہ

(۱۲) فاتحہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ ولادت شریف بتاریخ ۹ جمادی الثانی مع قرآن خوانی محفل وعظ۔ و میلاد شریف و سماع بمقام احاطہ نور بصرف ۵ سالانہ

(۱۳) بتاریخ ۴ رجب (پانچویں شب میں) بموقعہ عرس شریف حضرت خواجہ غریب نوازؒ سماع خانہ میں منجانب وقف چادر پیش کیجاتی ہے اور بتاریخ ۵ و ۶ رجب منجانب نواب زادہ حاجی کرم علیخاں صاحب اکبر آبادی و مختر موصوف۔ و حاجی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی۔ و طفیل احمد صاحب فریدی۔ و آغا پاشاہ حیدر آبادی انجمن موصوف چادر پیش کرتی ہے۔

(۱۴) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بموقعہ رجبی شریف بتاریخ ۲۶ رجب مع محفل وعظ بمقام احاطہ نور۔

(۱۵) فاتحہ مظہر حسن نقشبندی مراد آبادی (پدر واقف) بتاریخ ۲۲ رجب المرجب

(۱۶) فاتحہ سالانہ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ (پدر غریب نوازؒ) بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم

(۱۷) فاتحہ قل حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع محفل سماع بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک تقریباً بارہ بجے دن سے ڈیڑھ بجے تک

(۱۸) مراسم فاتحہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی مکی قدس سرہ بتاریخ ۵ شوال مع قرآن خوانی محفل وعظ محفل سماع و میلاد شریف روبروئے گیلری والان اطلس چادر شریف و چاد سماع خانہ بصرف ۵ سالانہ۔

(۱۹) مشاعرہ منقبت حضور خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۶ شوال بمقام سماع خانہ درگاہ معلیٰؒ۔

(۲۰) چادر بموقعہ محفل عرس حضور خواجہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ بوقت شب بصرف ۵

منجانب پشاری صاحبان } باہتمام عبد الستار پاشا بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سید اسرار احمد صاحب سابق متولی درگاہ کے مکان سے جھنڈا جلوس و قوالی کے ساتھ مابین عصر و مغرب لاکر درگاہ شریف میں شاہی بلند دروازہ پر نصب کیا جاتا ہے یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا ہوتی ہے بہت مجمع ساتھ ہوتا ہے جھنڈا نصب ہوتے ہی توپوں (نال والی توپ) کی سلامی ہوتی ہے

منجانب قوالان درگاہ باہتمام اکرام حسین قوال ماہ کے مہینہ میں قمری ۵ تاریخ موصوف کے مکان سے اشراق و چاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا (جس میں سرسوں کے پھول وغیرہ ہوتے ہیں) قوالی کے ساتھ لاکر پیش کیا جاتا ہے اس موقعہ پر متولی درگاہ صوفیائے کرام اور بکثرت عقیدتمندان شامل ہوتے ہیں قوالی میں بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب سید اسرار احمد صاحب خلف سید نثار احمد صاحب مرحوم متولی درگاہ معلی بسلسلہ فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) رات کو تقریباً دو بجے سے احاطہ نور میں محفل وعظ شروع ہوتی ہے آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتش بازی کے گولے چلائے جاتے ہیں بڑے خاص اہتمام سے یہ محفل منعقد ہوتی ہے۔ موصوف کے والد بزرگوار سید نثار احمد صاحب کی یادگار ہے اس موقعہ پر بکثرت لوگ شرکت کرتے ہیں لوگوں کے اژدہام اور جاگنے کی وجہ سے درگاہ میں دن سا معلوم ہوتا ہے قبہ شریف کا دروازہ کھلنے پر سلام بدرگاہ رسول انام علیہ السلام پیش کیا جاتا ہے یہ منظر بہت ہی پُرکیف ہوتا ہے دعا پر اختتام مجلس ہوتا ہے بعد مجلس شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب مولانا عبدالباری صاحب معینی بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) قبہ شریف کا دروازہ معمور ہونیکے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوتا ہے اس مشاعرہ میں صرف ان چیدہ حضرات کو غزل پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے جنھیں دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں یہ اپنی طرز کا ایک خاص مشاعرہ ہے۔

(ج) مراسم قدیم کے تحت میں فرائض و خدمات

درگاہ کمیٹی جو نذور عقیدت بشکل جاگیرات و عمارات درگاہ میں ہوئی ہیں ان کا انتظام پہلے بذریعہ متولی ہوا کرتا تھا۔

مگر اب ۱۹۶۷ء میں بہ تحریک کمشنر صاحب اجمیر اوقاف درگاہ کے انتظام کے لیے ایک انجمن از نام درگاہ کمیٹی بنائی گئی اس میں ایک صدر اور چار اراکین تھے لیکن ۱۹۴۰ء میں بنفاذ موجودہ درگاہ ایکٹ یہ انجمن پچیس اراکین پر مشتمل ہوئی کمیٹی مذکور متولی مہتمم دفتر منظم درگاہ۔ پیشکار۔ واصل باقی نویس۔ سیاہ نویس اہلمد پیشی۔ محافظ دفتر خزانچی۔ کلرک وائس پریسیڈنٹ۔ مختار۔ گرداور۔ نائب گرداور۔ اسسٹنٹ کیپر۔ داروغہ نائب داروغہ آٹھ چپراسیان

متعلق دفتر کمیٹی دس چپراسیان متعلق عملہ انتظامی درگاہ۔ حوالدار۔ آٹھ امین کے ذریعہ سے انتظامات کرتی ہے

دیوان صاحب درگاہ شریف کے دیوان کا غریب نواز کی اولاد میں سے ہونا لازمی ہے تمام سابق دیوان آپ کی اولاد ہونے کی بنا پر اس عہدہ پر معمور ہوتے چلے آئے ہیں۔

دیوان کے عہدہ کے ساتھ ایک جاگیر بھی ملحق ہے۔ جس کی آمدنی سے دیوان اور اس کے متعلقین بخوبی گذر بسر کرتے ہیں۔

محافل پنجشنبہ عرس شریف۔ اور عرس شوال میں دیوان کے پہونچنے پر فاتحہ شریف ہوا کرتی ہے بعد ازاں سماع شروع ہوتا ہے یہ محافل میں نذر لینے کے حقدار ہیں۔

متولی صاحب دفتر متعلقہ کی نگرانی کرتے ہیں اور انتظام درگاہ کی خدمات بذریعہ عملہ درگاہ انجام دیتے ہیں محافل کے مواقع پر اکثر انعقاد محافل کرتے ہیں ان کے پہونچنے پر دیوان صاحب کے آنے سے پہلے کلمہ خوانی و میلاد خوانی شروع ہوا کرتی ہے متولی صاحب محفل میں دیوان صاحب کے برابر بیٹھتے ہیں اور محفل کے تمام انتظامات متعلقہ انجام دیتے ہیں، چوبداران وغیرہ کے ذریعہ سے احکام صادر کرتے ہیں۔

برسم قدیم متولی صاحب بھی محافل میں نذریں لیتے ہیں اور چوبدار کے ذریعہ سے قوالان کو پہونچواتے ہیں۔ محافل میں قوالان کی چوکی بدلنا انھیں وقت دینا عامیانہ کلام پڑھنے سے روکنا ان کے فرائض میں ہے۔

علاوہ ازیں اگر کسی صاحب حال کو کسی شعر پر کیف ہوتا ہے تو وہی شعر پڑھواتے ہیں اور اس درمیان میں اگر چوکی بدلی جاتی ہے تو آمدہ چوکی سے وہی شعر پڑھوایا جاتا ہے جس پر کیف ہوتا ہے۔

محفل سماع میں اگر بحالت کیف کوئی کھڑا ہو جاتا ہے تو متولی بذریعہ چوبدار بہ آواز بلند اعلان کراتا ہے کہ تمام حاضرین کھڑے ہو جائیں۔

فاتحہ خواں۔ دکابداران۔ چوبداران۔ جفت برداران۔ گھڑیالی۔ نوبتی۔ سگزن۔ واردغہ درگاہ۔ قوالان۔ فرشان۔ سیپلی مشعلی بردار۔ چپراسیان۔ عملہ مہتم برقی روشنی۔ روشن کنندہ موم بتی۔ روشن کنندہ فانوس و ڈبہ وغیرہ۔ موذن امامہ صاحبہ۔ جاروب کش۔ نقارچیان۔ توپچی نال وغیرہ متولی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

خدام صاحبان جس طرح کہ معظمہ شریف اور مدینہ منورہ شریف میں زیارت اور ارکین حج ادا کرانے والے

معلمین ہیں اسی طرح اجمیر میں خدام صاحبان غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کی زیارت اور سلام کو آتے ہیں یہاں یہ حضرات وکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر بیرونی اور مقامی عقیدت مند کا ایک وکیل ہوتا ہے۔ اُس کے ذریعہ سے یہ قبۂ مبارک میں حاضری دیتا ہے پھول وعطر و لوبان و اگربتی و موم بتی اور نذرانہ پیش کرتا ہے صاحب مقدرت حضرات اپنے وکیل کے ذریعہ سے مساکین میں نقدی یا کھانا اور کمبل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری و اکبری دیگ پکواتے ہیں محافل میلاد شریف اور چادریں پیش کرتے ہیں برقی و موم بتی روشنی کراتے ہیں سبیل و حوض میں پانی بھرواتے ہیں۔ درگاہ میں تعمیرات اور کوئی بیش بہا چیز پیش کراتے ہیں۔ پردیسی عقیدت مندوں کو یہ حضرات بہت آرام پہونچاتے ہیں ان کے طعام و قیام اور دوسری ضروریات کا معقول انتظام کرتے ہیں غرض سب چیز گھر کی طرح سے مہیا کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ان حضرات کو (جنگی عرس کے موقع پر چوری ہو جاتی ہے یا جیب کٹ جاتی) خدام صاحبان بطور قرض حسنہ سفر خرچ بھی دیتے ہیں۔

(۷) مراسم قدیم کے تحت میں آداب آستانہ

آپکی درگاہ شریف میں حاضری کے آداب مقرر ہیں جن کی پابندی ہر زائر کو لازم ہوتی ہے مختصر تشریحات حسب ذیل ہیں۔

آداب اندرون درگاہ شریف درگاہ میں داخل ہونے سے پہلے جوتا اوتار دیا جاتا ہے کوئی شخص جوتہ پہنکر حدود درگاہ میں داخل نہیں ہو سکتا البتہ انگریزوں کو جوتہ پر پاتا بہنا دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص چھتری لگا کر یا پھول پہنکر لالٹین لیکر حدود درگاہ میں داخل ہونے کا مجاز نہیں ہے درگاہ کے کسی حصہ میں بیڑی سگریٹ یا حقہ پینا ذبح کرنا غل مچانا یا کسی اونچی جگہ پاؤں لٹکا کر بیٹھنا ممنوع ہے۔

آداب احاطہ نور احاطہ نور میں کسی کو جوتہ لیکر جانے کی اجازت نہیں۔

آداب اندرون قبہ مبارک قبۂ مبارک میں کوئی شخص ننگے سر یا ایسا لباس پہنکر جس میں گھٹنوں کے اوپر کا حصہ جسم نظر آئے داخل نہیں ہو سکتا۔ اندرون قبہ باتیں کرنا خرافات بکنا زور سے باتیں کرنا کسی قسم کا جھگڑا یا تکرار کرنا ممنوع ہے نیز نشہ کی حالت میں کسی شخص کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

قبۂ شریف کے احاطہ مبارکہ میں انگریزوں کی ممانعت ہے البتہ بادشاہ وقت داخل ہو سکتا ہے۔

مستورات کو ایسا لباس پہنکر گنبد شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جس میں اون کے سینہ کا حصہ یا پاؤں کے ٹخنے سے اوپر کا حصہ نظر آئے بلکہ برقعہ کی حالت میں مستورات کی حاضری مستحسن خیال کی جاتی ہے۔

آداب محفل سماع سماع کی محفل میں ننگے سر یا نشہ یا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ نظر آنے کی حالت میں داخل ہونا ممنوع ہے محفل میں دوزانوں یا پالتی کی نشست سے بیٹھنا لازمی ہے محفل میں پنا یا پانی پینا ممنوع ہے

ملازمین درگاہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ محفل سماع میں دستار باندھکر جائیں۔ اور متولی صاحب اور دیوان صاحب کو دستار باندھکر اور چغہ پہنکر محفل میں آنا لازمی ہے نیز ان دونوں کو چغہ کے اوپر ایک گہرے رنگ کی چادر اوڑھنا بھی ضروری ہے۔

محفل میں کسی کو اپنی طرف سے یا کسی کی پیش کردہ نذر براہ راست قوالان کو دینا ممنوع ہے بلکہ متولی یا دیوان کی نذر کرنا چاہیئے وہ بذریعہ چوبداران قوالان کو پہونچاتے ہیں۔

البتہ عرس شریف کی محافل میں جب دیوان اور متولی مزار شریف کو غسل دینے چلے جاتے ہیں تو انکی غیر موجودگی میں حسب رواج قدیم اگر کوئی نذر قبول کرکے بذریعہ چوبداران قوالان کو پہونچائے تو مضائقہ نہیں

اگر محفل سماع برخواست ہونیکا وقت آجاتا ہے اور کوئی صاحب حال کیف میں ہوتا ہے تو حلقہ بنا کر محفل سماع برقرار رکھی جاتی ہے اور دوسری جانب متولی اور دیوانکی موجودگی میں مراسم فاتحہ ادا کرائے جاتے ہیں۔

درگاہ میں عقیدت مندانہ مفید عام یادگاریں

چونکہ اہل اللہ کا مقصد خالق کی مخلوق کو فائدہ پہونچانا ہوتا ہے اس لئے حیات بعد وصال بھی لوگ اُن سے دینی و دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت غریب نواز رح کی ذات گرامی اور تصرفات باطنی کے زیر اثر آٹھ سو سال سے جہاں طرح طرح کے دریائے فیوض جاری ہیں۔ وہاں لوگوں کی شکم سیری۔ تعلیم قلوب۔ دوائے امراض وغیرہ کے فوائد بھی آج تک لوگ حاصل کر رہے ہیں جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ عثمانیہ معینیہ سلسلہ عقیدت یہ مدرسہ متجانب میر عثمان علیخاں صاحب خلد اللہ ملکہ وکن دینی تعلیم کیلئے مفتاح

درگاہ میں قائم ہے تقریباً دو سو بچے اس میں تعلیم پاتے ہیں۔

یہاں قاعدہ بغدادی سے لے کر فارغ التحصیل ہونے تک تعلیم دیجاتی ہے۔ سالانہ جلسہ دستار بندی بموقعہ عرس غریب نوازؒ ہوتا ہے۔ ابتک سیکڑوں عالم فاضل ہو چکے ہیں تعلیم کا خاص انتظام ہے۔

مولانا عبدالباری صاحب معتمد منجانب میر عثمان علیخاں صاحب شاہد کن مدرسہ کے نگراں ہیں

خواجہ کا لنگر لنگر خانہ میں (جن کا تذکرہ عمارات میں ہے) جو کا دلیا تیار ہوتا ہے اور عام طور پر تقسیم کیا جاتا ہے سینکڑوں غربا معذور پلتے ہیں اور بے منت کسی کے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ چنانچہ اجمیر میں عام طور پر یہ زبان زد ہے کہ کچھ بھی نہ ہوگا تو غریب نوازؒ کا دلیا تو موجود ہے بے چاروں کے لئے یہ گویا شفا بخش دوا ہے اجمیر کے حکما اکثر خطرناک بیماریوں کے موقعہ پر مریضوں کو غذا میں یہی بتاتے ہیں۔ الغرض یہ غذا کی غذا اور دوا کی دوا ہے مزید آں درخواجہ کا تبرک جس کو پیران عظام اپنے مریدوں کو بزمانہ مجاہدہ قلب کی صفائی کے لئے یہی دیتے ہیں۔

شہنشاہ اکبر نے اس ہی دلیے کیلئے گدائی اختیار کی تھی۔

صبح کا لنگر درگاہ کی طرف سے ہوتا ہے اور شام کا شاہ دکن کیجانب سے عقیدت مندانہ طور پر کیا جاتا ہے غریب نوازؒ کے دربار میں یہ بڑی غریب پرور نعمت ہے۔

اکھاڑا صحت جسمانی درست رکھنے کیلئے یہ جناب شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی یادگار از راہ عقیدت چاریاری میں عرصہ سے قائم ہے موجودہ زمانہ میں بابو فخر الدین صاحب خادم درگاہ اسکی نگرانی کرتے ہیں۔

شفاخانے و دواخانے احاطہ درگاہ میں دو شفاخانے ہیں ایک منجانب درگاہ ہے جس میں دو طبیب مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ یہاں مفت دوا تقسیم کی جاتی ہے۔

دوسرا شفاخانہ حیدرآبادی ہے ان ہر دو شفاخانوں سے زائرین اور غریب اہل شہر کو بہت آرام ہے

تیسرا حصہ درگاہ اور مراسم ختم شد

حصّہ چہارم

حلقۂ ارادت

آپ کا دائرہ عقیدت

کون نہیں جانتا کہ ہندوستان کے لاکھوں افراد داخل سلسلہ ہیں اور غریب نواز سے رشتۂ ارادت و محبت رکھتے ہیں مگر ان کے علاوہ بھی بکثرت افراد آپ سے رشتۂ عقیدت رکھتے ہیں جن کی تعداد سلسلہ مسرمدی سے بھی کہیں زیادہ ہے آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانانِ ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ افغانی بھی آپ پر فدا ہیں ترک چیستوں پر نثار ہیں اہل عراق آپ کی بڑی عظمت کرتے ہیں اہل عرب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ خراسان میں آپ کی تصانیف سے فیض جاری ہے شام میں آپکی بزرگی کا چرچا ہے نیز آپ کے سلسلہ کی رباط فریدی موجود ہے۔ مصر میں ہندوستانی مسلمانوں نے آپکا نام پہونچایا ہے چین میں آپ کے سلسلہ کی ڈیڑھ سو خانقاہیں موجود ہیں۔

آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانوں کے کسی گروہ یا خاص فرقہ تک محدود نہیں بلکہ اولیاء عظام و مشائخین کرام و سوداگرائے اولوالعزم کے علاوہ علماء و فضلاء اہل سنت دیوبندی حضرات شیعہ۔ سنی انگریزی داں نوجوانان و عوام الناس سب آپ کے حلقۂ ارادت میں نظر آتے ہیں اور آپ کی بزرگی کے معترف اور آپ کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

آپ سے عقیدت کا سلسلہ صرف مسلمانوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ جملہ مسلمانان بہ دیگر ہائے مختلفہ آپ کے عقیدت کیش ہیں اسی طرح اہل ہنود عیسائی پارسی بھی آپ کے عقیدتمندوں میں ہیں یعنی جس طرح مختلف مذاہب کے لوگ اختلافات سے گذر کر ذات باری تعالیٰ کے ماننے میں سب متفق ہیں اسی طرح مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد بلا اختلاف آپ کے ساتھ عقیدت رکھنے میں متفق نظر آتے ہیں اور ہر مذہب و ملت والا آپ کے روحانی مشفقانہ اکرام سے فلاح بہبودی حاصل کرتا ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا بیان کا ثبوت آج سات صدیوں کے بعد بھی آپ کی درگاہ مقدسہ میں نمایاں نظر آتا ہے اور اہل اجمیر اُن مناظر سے روزانہ لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اہل بصیرت ان مناظر سے حقیقت حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ درگاہ میں کسی وقت بیرونی مسلمانوں کا گروہ

آستانہ بوسی کر رہا ہے تو کسی وقت متعدد پارسی عورت مرد حرار کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں تھوڑی دیر بعد نظر آتا ہے کہ درگاہ کے ایک جانب ہندو صاحبان آپ کے درِ فیض پر ہاتھ جوڑ کر اپنی حاجتیں پیش کر رہے ہیں دوسری طرف عیسائی لوگ اپنا ٹوپ اوتار کر آپ کے روضہ کو سلام کر رہے ہیں پھر لطف یہ کہ اس حلقہ عقیدت میں امیر غریب فقیر و بادشاہ سب یکساں نظر آتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہیں گویا غریب نوازؒ کی روحانی ہمہ گیری اور محیط عالم ہونیکا آنکھوں ہی آنکھوں میں اقرار کرتے نظر آتے ہیں۔

عقیدت مندانہ حاضریاں اور نذور

۶۰۰ھ (الف) بعض امرا و سلاطین۔

شہاب الدین غوری اجمیر فتح کرنیکے بعد غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوا تفصیلات سوانح اور سیر کے حصہ میں درج ہیں (خلفاء وغیرہ)

سلطان شمس الدین التمش یہ نیک دل بادشاہ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے غریب نوازؒ کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور آپ سے تعلیم معرفت بھی حاصل کی جسکا مفصل تذکرہ تواریخ میں درج ہے (کنجل اسرار)

۸۵۹ھ **سلطان محمود خلجی المعروف بہ شاہ مانڈو** بعد فتح اجمیر سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ برائے اظہار تشکر و نیاز دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا فاتحہ پڑھی اور اس خوشی میں خدام و زائرین درگاہ کو مالا مال کر دیا۔ اور روضۂ مبارک کے سرہانے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ جس کا مفصل حال عمارات درگاہ کے سلسلہ میں ہے (فرشتہ)

۹۳۱ھ **شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان محمود شاہ بیکڑہ گجراتی** اس عقیدت مند بادشاہ نے ۹۳۱ھ میں اجمیر آکر دربار غریب نوازؒ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا (فرشتہ)

۹۵۹ھ **اکبر بادشاہ** ایک دن اکبر آگرہ سے فتح پور سیکری جانے والے راستہ سے گذر رہا تھا۔ موضع ٹڈا کر میں قوالان بتقریب عرس غریب نوازؒ کی منقبت خوانی کر رہے تھے۔ حضرت کا اسم مبارک سنکر اکبر کو شوق قدمبوسی ہوا۔ اور ۹۵۹ھ میں حاضر آستانہ ہو کر فیوض و برکات حاصل کئے۔

دوبارہ چتوڑ فتح کر کے ۹۶۶ھ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اس حاضری کے موقعہ پر بڑی دیگ

نذر کی اور اس میں کھانا پکوا کر غربا اور مساکین کو تقسیم کیا۔ بڑا چراغ پیش کیا اور گلش دروازہ (روضہ کا موجودہ مشرقی دروازہ) نصب کیا۔ چونکہ شہزادہ سلیم بتصرفات غریب نواؒ پیدا ہوا تھا اس لئے سہ بارہ جہانگیر کی ولادت کے بعد ۹۷۷ھ میں حاضری دی اور اس موقعہ پر اکبری مسجد تعمیر کرائی۔ بار چہارم اکبر ۹۷۸ھ میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں ۹۸۱ھ میں حاضری دی۔ پھر فتح بنگال کے بعد ۹۸۲ھ میں حاضر دربار خواجہ ہو کر دو نقارے پیش کئے۔ جو اب تک نقار خانہ میں موجود ہیں۔ یہ نقارے بنگال کے بادشاہ داؤد کے تھے۔ اس لئے انھیں داؤدی کہتے ہیں۔ اکبر نے پا پیادہ سفر کر کے بھی حاضری دی۔ اور شہر پناہ بھی تعمیر کرائی۔ جس کا تذکرہ آثار اجمیر میں ہے۔

شہباز خاں عہد اکبری میں آپ اودے پور کی مہم سر کر کے اجمیر آئے۔ اور ۱۰۰۸ھ میں بمقام اجمیر انتقال کیا۔ چونکہ آپ کو غریب نوازؒ سے عقیدت تھی اس لئے درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی۔ چونکہ خدام روضہ راضی نہ ہوئے اس لئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے متعلقین کو عالم رویا میں تاکید فرمائی کہ شہباز خاں ہمارا دوست ہے اس کو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہ دو صبح مبالغہ منت و سماجت سے اس کی نعش قبر سے نکال کر اس جگہ دفن کی گئی جہاں اس کے لئے ارشاد کیا گیا تھا۔

جب جہانگیر اجمیر حاضر ہوا تو مرزا محمد علی بیگ نے بھی حاضر ہو کر مزار خواجہ کی زیارت کی۔ ان کو شہباز خاں کے ساتھ بڑی محبت تھی قبر دیکھ کر بکمال تپاک اس سے لپٹ گئے۔ اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست ہے۔ اسی وقت ان کی جان نکل گئی۔ اور مرزا محمد علی بیگ کو بھی وہیں دفن کیا گیا مثل دوست بدوست پیوست صادق آئی۔

جہانگیر ۱۰۱۴ھ جہانگیر کو بھی غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے شہزادگی اور شہنشاہی دونوں حالتوں میں دربار غریب نوازؒ میں حاضری دی۔ تزک جہانگیری میں روانگی اجمیر کے متعلق حسب ذیل بیان ہے۔

اس قصد سے دو چیزیں منظور خاطر تھیں۔ اوّل زیارت روضہ منورہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن کی روح پر فتوح کی برکتوں سے اس خاندان عالی شان کو بہت فائدے پہونچے تخت پر بیٹھنے کے بعد روضہ بزرگوار کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی۔

بالآخر جہانگیر اجمیر روانہ ہوا جب اجمیر ایک کوس کے فاصلہ پر رہ گیا تو سواری سے اتر کر پا پیادہ روانہ ہوا اور وہیں سے خیرات کرتا ہوا آستانہ خواجہ پر حاضر ہوا۔ بعد آستانہ بوسی و فاتحہ خوانی قیام گاہ پر آیا۔

سنہ ۱۰۲۲ھ میں حاضر دربار ہو کر سنہ ۱۰۲۳ھ میں سخت علیل ہو گیا جب مرض لاعلاج کے قریب ہوا تو بحالت علالت دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہو کر صحتیابی کی دعا مانگی۔ اور صحت یاب ہوا۔ چنانچہ اس واقع کے متعلق تزک جہانگیری میں لکھتا ہے۔

"علالت کے زمانہ میں میرے دل میں اتا تھا کہ جس طرح میں باطن میں خواجہ بزرگ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں ہوں اور جانتا ہوں کہ میری ہستی انھیں کا طفیل ہے۔ اسی طرح علانیہ بھی صحت یاب ہو کر اپنے کان چھدوا کر ایک ایک ابدار موتی ہر کان میں ڈالوں گا۔"

چنانچہ اس نے سرور بار ایسا ہی کیا اور اس کے اتباع میں اہل دربار نے بھی اخلاص کے ساتھ خزانہ شاہی کے عطا کردہ موتی اپنے کانوں میں ڈالے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی

جہانگیر کا اجمیر میں تقریباً تین سال قیام رہا۔ اس عرصہ میں نو مرتبہ حاضر آستانہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاگت کا طلائی کٹہرہ بنوا کر مزار شریف کے گرد نصب کرایا۔ نیز چھوٹی دیگ پیش کی (جس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے)۔

شہزادی حور النساء سنہ ۱۰۲۵ھ یہ عہد جہانگیری میں حاضر آستانہ ہوئی۔ بروز چہار شنبہ وفات پائی۔ جہانگیر کو یہ پوتی بہت عزیز تھی اس کی محبت کی وجہ سے وہ اس کے یوم وفات یعنی چہار شنبہ کو کم شنبہ کہا کرتا تھا۔ اس کی قبر کے مفصل حالات پیچھے درج ہو چکے ہیں۔

شاہجہاں سنہ ۱۰۵۳ھ یہ دیندار بادشاہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا شہزادگی کے زمانہ میں حاضر دربار خواجہ ہوا۔ اور بادشاہ ہونے کے بعد بھی حاضری دیتا رہا۔ کئی مرتبہ پاپیادہ اجمیر حاضر ہو کر زیارت روضہ سے مشرف ہوا۔ ہر مرتبہ نذر و نیاز پیش کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اور خیرات سے مستحقین کو مالامال کیا۔ اجمیر میں لب آنا ساگر عمارات بھی بنوائیں نیز درگاہ شریف میں شاہجہانی مسجد قبہ شریف کا بیرونی احاطہ موہ جنتی دروازہ وغیرہ (جو پائیں میں ہے) تعمیر کرایا مفصل حالات پیچھے آچکے ہیں۔

شہزادی جہاں آرا بیگم سنہ ۱۰۵۳ھ یہ شہزادی شاہجہاں کی بڑی لڑکی تھی عالم فاضل۔ دیندار اور ذہین تھی۔ غریب نوازؒ سے بہت عقیدت رکھتی تھی۔ اس نے خواجگان چشت کے حالات میں کتاب

مونس الارواح" بھی لکھی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اپنے سفر اجمیر کے حسب ذیل حالات لکھے ہیں۔

"بتاریخ ۱۸ شعبان المبارک والد بزرگوار (شاہجہاں) کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر روانہ ہوئی اور بتاریخ ۲ رمضان المبارک ۱۰۴۱ھ وہاں پہونچی۔ اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورہ یٰسین اور سورہ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھکر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح کی نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک تالاب انا ساگر کی عمارت میں قیام رہا۔ اس عرصہ میں بپاس ادب و تعظیم کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور روضۂ منورہ کی جانب کبھی پشت پا پاؤں نہیں کئے۔ جب سے اس سرزمین پاک پر قدم رکھا ہے حضور والا کی برکات و فیوض سے دل میں ایک عجیب ذوق پیدا ہو گیا ہے"۔

"جمعرات کے دن بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک کو حضرت پیر دستگیر (خواجہ غریب نوازؒ) کے مرقد منورہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ایک پہر دن باقی رہ گیا تھا۔ کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ سات مرتبہ مزار مبارک کا طواف کیا اس کے بعد اپنی پلکوں سے جھاڑو دی۔ مزار مبارک کی خاک پاک کو سرمۂ چشم بنایا اس وقت دل پر جو ذوق و شوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ بیان نہیں کر سکتی نہ وہ تحریر میں آسکتی ہے نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا کہ کیا کروں اور نہ خیال میں آتا تھا کہ کیا کہوں کچھ دیر تک یہی حالت طاری رہی اس کے بعد مجبور ہو کر مزار مبارک پر اپنے ہاتھ سے خوشبو ملی اور پھولوں کی چادر جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی قبر نورانی پر چڑھائی پھر والد ماجد کی سنگ مرمر سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد (جس پر ڈھائی لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا) میں نماز عصر ادا کی اور گنبد میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین و سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور مغرب کے وقت تک وہیں مقیم رہی جھارہ کے پانی سے روزہ افطار کیا"۔

"اس مقام متبرکہ اور مخزن فیوض سے کسی طرح ہٹنے کو جی نہ چاہتا تھا مگر مجبور تھی اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اس کو عافیت میں بادل زار تمام عمر رہتی مگر ایسا نہ کر سکی اور بادل بریاں و گریاں درگاہ سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر واپس آئی تمام رات بیقراری میں کٹ گئی صبح کو جمعہ کا دن تھا والد بزرگوار کے ساتھ آگرہ کی طرف کوچ کیا"۔

مزار مبارک کا نقرئی جنگلہ اور مخملیں چادر بیگمی دالان جہاں آرا بیگم کا تعمیر کرایا ہوا ہے۔ جو اس کے حسن عقیدت کی بہترین یادگار ہے درگاہ شریف کے جملہ حافظ خطیب۔ مولود خوان فراش۔ باورچی چوبدار اور جملہ شاگرد پیشہ اسی شہزادی کے مقررہ کردہ ملازمین کی اولاد ہیں جو نسلاً بعد نسلاً اپنے کام پر مامور چلے آتے ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر سلطان محی الدین اورنگ زیب نے بھی کئی مرتبہ پاپیادہ دربار خواجہ میں حاضری دیکر اپنے باپ دادا کے رشتۂ عقیدت کو قائم رکھا۔

یہ بادشاہ عالم فاضل اور دیندار تھا۔ کہتے ہیں جب حاضر دربار ہوا تو آواز بلند السلام علیکم کہا۔ جواب میں آواز آئی وعلیکم السلام۔ اُس نے مسجد صندل خانہ (تعمیر کردہ سلطان محمود خلجی) کی مرمت کرائی ایک مرتبہ ۲۹ شعبان ۱۰۹۰ھ میں حاضر دربار ہوکر پانچ ہزار روپیہ کی نذر گذاری۔

امیر حبیب اللہ خاں صاحب شاہ افغانستان ۱۹۰۷ء نے ۱۹۱۹ء میں دربار خواجہ میں حاضری دی۔ آپ درگاہ غریب نواز میں معہ چیف کمشنر و دیگر حکامان سلطنت برطانیہ حاضر ہوئے۔ متولی درگاہ شریف دیوان صاحب اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کسی سے متوجہ نہیں ہوئے۔ بلکہ پہلے سیدھے قبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ قبہ شریف کے دروازے بند کردئے گئے۔ اور سب کو اندر آنے سے روکدیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک حاضر رہے بعدازاں باہر آکر متولی صاحب دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور ہمکلام رہے

نواب حامد علیخاں صاحب والئی رامپور ۱۹۱۶ء آپ نے اپنی سسرال جادرہ جاتے ہوئے اجمیر شریف اسٹیشن پر اپنی اسپیشل ٹھہرائی رات کے وقت دربار خواجہ میں حاضری دی جسوقت آپ درگاہ شریف میں پہونچے قبہ شریف کا دروازہ معمور[۵۱] ہوچکا تھا۔ آپ بیگمی دالان میں دروازہ کے سامنے بہت دیر سر جھکائے روتے رہے اُس وقت بیگمی دالان میں آنے سے سب کو روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ حاضر رہے۔ آپ نے خدام صاحبان و ذمہ دار کارکنان سے کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے قبہ شریف کا دروازہ کھولدیا جائے تاکہ میں قدمبوسی حاصل کروں سب نے مجبوری ظاہر کی کہ خلاف وقت ہم دروازہ کھولنے سے قاصر ہیں۔

اس موقع پر نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار ریاست رامپور ساتھ تھے۔ نواب صاحب رامپور اُن سے بار بار کہتے تھے کہ اگر یہاں نہ آتا تو بڑا بدقسمت تھا۔ یہ تو بڑا پُرکیف نورانی مقام ہے۔

سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء میر عثمان علیخاں شاہ دکن سنہ ۱۳۳۰ھ جمعرات میر عثمان علی خاں شاہ دکن دربار تاریخ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ذیقعدہ دربار خواجہ صاحبؒ میں حاضر ہوئے۔ غرباء و مساکین کو کھانا کپڑا دیا یہ لنگر عام

---

[۵۱] اَلْمَکَانُ اَھْلِہٖ۔ سَکَنُوْ فَھُوَ مَعْمُوْرٌ (اقرب الموارد صفحہ ۱۲۱۴ مطبوعہ بیروت)

جس کا جی چاہتا کھاتا۔ ہزار ہا روپیہ خیرات کئے اور خادموں کی جھولیاں بھر دیں ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ دوبارہ شاہ دکن ۱۳ر نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ میں سلطان الہند غریب نوازؒ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اسوقت دروازہ زیر تعمیر تھا جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندرونی حصہ کی مرمت کرائی نیز سنگ مرمر کی اگردانی اور دو مرمرین چراغدانوں کی تعمیر ہوئی۔ اور دونوں جھالروں کو ایک کر دیا گیا روضۂ مبارک میں مزار شریف کے پائن میں چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا قطعہ شہریار دکن کا نذر کردہ ہے روضہ منورہ کے اندر ہر ایک شمع دان میں ایک ایک موم بتی روزآنہ آپ کی طرف سے روشن ہوتی ہے اور روزآنہ ایک وقت کا لنگر اور عرس کے دنوں میں دو دیگیں آپ کی طرف سے پکوائی جاتی ہیں علاوہ ازیں دارالعلوم عثمانیہ (جہاں عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے) کے اخراجات بھی شہریار دکن ہی ادا کرتے ہیں اس مدرسہ دینیہ میں غریب و لائق طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں کہتے ہیں کہ دیوان صاحب کی حویلی کسی مہاجن کے پاس رہن تھی جس کا قرضہ و سود در سود بڑھتا رہا اور دیوان صاحب ادا نہ کر سکے بالآخر یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ مہاجن نیلام کرا کے اپنے نام کی بولی بول کر خرید لے گا۔ اور وہاں مندر بنا دیگا چنانچہ حضور نظام نے مراحم خسروانہ سے اس حویلی کو خرید کر کے وقف کر دیا اس طرح اجمیر فتنہ و فساد کی آگ سے بچ گیا۔

مہاراجہ گوبند سنگھ صاحب والئی ریاست دتیا سنہ ۱۹۱۲ء

بحالت معزولی آپ بریلی و افریقہ کا سفر کر کے اجمیر شریف پہونچے اس زمانہ میں آپ بہت رنجیدہ رہتے تھے۔ بالآخر جمعرات کے دن آپ معہ سید معصوم صاحب و نواب خواجہ محمد خاں صاحب و اکرم علی خاں صاحب حاضر دربار ہوئے عطر سے بسی ہوئی پھولوں کی چادر شریف اپنے سر پر رکھ کر روضۂ اقدس پر پیش کی اور اپنی بحالی کی دعا مانگی۔ آخر مراد کو پہونچے۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد سنہ ۱۹۲۴ء

آپ دولت آصفیہ حیدرآباد دکن کے صدر اعظم تھے۔ بتاریخ ۲۳ صفر سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۳ر دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء معہ اہل و عیال دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے اور مور چھل جھلنے کی خدمت بجا لا کر سرفرازی حاصل کی۔ آپ شاعر بھی تھے شادؔ تخلص کرتے تھے۔ اس موقع سے متعلق آپ نے غریب نوازؒ کی منقبت میں ذیل کے قطعات بھی لکھے ہیں۔

قطعات

جھکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی وہ سرکار ہے — ہیں ملک دربان وہ شاہ چشت کا دربار ہے
شاد کیا پرواہ ہو بالِ ہما کی تجھ کو اب — خواجۂ اجمیر کا تو مور چھل بردار ہے

مور چھل جھلنے کی خدمت مل گئی — شاد کو دنیا کی عزت مل گئی
بارگاہِ خواجۂ اجمیر سے — کلیدِ گنج قسمت مل گئی

ہند کے سلطان تم ہو مصطفےٰ کا واسطہ — پنج تن کا واسطہ آلِ عبا کا واسطہ
شاد اس در کا ہے سائل دیجئے دل کی مراد — یا معین الدین اجمیری خدا کا واسطہ

مندرجہ بالا امراء و سلاطین کے علاوہ شہزادہ داراشکوہ۔ شہزادہ شجاع و شہزادہ فرخ سیر وغیرہ و دیگر اُمراء بھی حضور غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔

زمانہ حال میں حافظ ابراہیم علی خاں صاحب سابق والئی ٹونک۔ نواب افتخار علی خاں صاحب موجودہ والئی جاورہ۔ نواب سرور علی خاں والئی کوردائی۔ اور دیگر والیانِ ریاست بھی غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور حاضر دربار خواجہؒ ہوئے ہیں۔

(ب) مشاہیر کی عقیدت مندانہ حاضریاں۔

مولانا محمد علی جوہر — سنہ ۱۹۲۸ء ہندوستان کے مصلح اعظم قائد ملت حضرت محمد علی جوہر مراد آبادی نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں لندن جانے سے قبل اجمیر آکر ہندوستان کے روحانی تاجدار اہل ہند کے غمگسار حضور خواجۂ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربار عالی میں حاضری کا شرف پایا۔
بعد نماز عشا بیکمی وان کے زور و قوتی سنی اور رخصت ہوئے۔ لندن میں اپنے قول و فعل پر قائم رہے ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹلے۔

مہاتما گاندھی — سنہ ۱۹۲۰ء آزادئ ہندوستان کے کامیاب رکن اعظم تمام مذاہب اور بانیان مذاہب کو عزت کی

نظر سے دیکھنے والے گیانی اور بلا تفریق مذہب ہمدرد اہل ہندوستان مہاتما گاندھی احمد آبادی نے دربار خواجہ میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقعہ پر حاضری دی۔ آپ نے اس موقعہ پر روضہ منورہ میں پھولوں کی چادر بھی پیش کی۔ مشہور ہے درگاہ کی طرف سے آپ کو تلوار دی گئی مگر آپ نے تلوار لینے سے انکار کیا۔

۱۹۴۶ء عبدالرب نشتر آزادئ ہند کے حامی مسلمانوں کے بہی خواہ۔ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما حضرت عبدالرب نشتر سنہ ۱۹۴۶ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

دسمبر ۱۹۴۶ء پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے سچے ہمدرد و بہی خواہ۔ مذہبی تعصبات و تنگ خیالی کو آزادی اور ملکی مفاد کی راہ میں سد راہ سمجھنے والے عالی ہمت لیڈر جناب پنڈت جواہر لال نہرو خلف پنڈت موتی لال نہرو الہ آبادی نے سنہ ۱۹۴۵ء میں حضور غریب نوازؒ کے دربار میں حاضری دی دن کے تین بجے کے قریب غلام حسین عرف طوطی قوال سے درگاہ میں قوالی سنی۔

۱۹۴۳ء قاضی عبدالغفار مرادآبادی حضرت محمد علیؒ جوہر کے دست راست اور حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کی قوت بازو قاضی عبدالغفار[1] خلف قاضی ابرار احمد صاحب مرحوم مرادآبادی سنہ ۱۹۳۹ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ یہ حاضری آپ کی پہلی حاضری تھی۔

۱۹۳۳ء علی سکندر جگر مرادآبادی آپ آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کے موقعہ پر حاضر دربار خواجہ ہوئے اور مشاعرہ میں نعتیہ غزل پڑھی۔

مارچ ۱۹۰۲ء لارڈ کرزن آپ وائسرائے ہند رہنے کے زمانہ میں حاضر دربار غریب نوازؒ ہوئے حضور غریب نواز کی عالمگیر مقبولیت اور بلا تفریق مذہب اہل ہند کو حاضر دربار خواجہ دیکھ کر آپ نے غریب نوازؒ کے روضۂ مقدسہ کے لئے لکھا ہے کہ ہندوستان میں میں نے ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا۔

۱۹۳۹ء مہر محمد یعقوب مرادآبادی ہندوستان اور مسلمانوں کے سیاست داں ہمدرد مولوی محمد یعقوب[2] مرحوم خلف حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہاں پوری سنہ ۱۹۳۹ء میں حاضر دربار

---

[1] آپ کے خاندان سے مولف کے خاندان کے پرانے تعلقات چلے آتے ہیں۔

[2] آپ سے مولف کا پرانا ربط تھا۔ آخر زمانہ میں آپ حیدرآباد دکن میں ممبر کونسل ہو گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ مزار خلد صاحبین میں ہے۔

خواجہؒ ہوئے۔ آپ مراد آباد میں وکالت کرتے تھے۔ فقیر دوست محبّ انسان تھے

آپ کے نام سے عقیدتمندانہ منسوب مقامات و محافل

ہندوستان میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں تاریخی لحاظ سے غریب نوازؒ کا تشریف لیجانا ثابت نہیں ہے۔ مگر محبّت کی کرشمہ سازیوں نے اہلِ محبت کو مجبور کیا کہ وہ تسکین خاطر کے لئے اپنے اپنے مقامات پر بھی آپ کے نام سے منسوب چلّہ وغیرہ قائم کریں۔ یا آپ کی محافل فاتحہ کا انعقاد کریں یوں تو ہندوستان کے ہر شہر بلکہ قصبات تک میں آپ کی سالانہ فاتحہ شریف گھر گھر ہوتی ہے۔ اور تقریباً ہر گھر فاتحہ گاہ ہی مگر ہم ان میں سے صرف بعض ایسے مقامات کے تذکرہ پر اکتفا کرینگے جو آپ کے نام سے عقیدتاً یا بوجہ قیام منسوب کئے گئے ہیں یا جہاں آپ کی فاتحہ شریف کے سلسلہ میں مجالس سماع پابندی سے منعقد ہوتی ہیں۔

حیدرآباد دکن یہاں حضور غریب نوازؒ کے نام نامی سے منسوب ایک چلّہ ہے یہ وسیع عمارت ہے۔ نمایاں مقام پر غریب نوازؒ کے چلّہ سے منسوب ایک جگہ ہے۔ یہاں دربان سلگتا رہتا ہے۔ اور اہل محبت اجمیر شریف نہ پہونچنے کی صورت میں اس مقام کی زیارت سے تسکین قلبی اور بواسطہ نسبت فیض روحانی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں بھی غریب نوازؒ کا عرس شریف ہوتا ہے اور دولت آصفیہ کی طرف سے یہاں کے مصارف کے لئے جاگیر ہے متعلقہ علاقہ کا مقرر خدمات بجالاتا ہے بعض اوقات شاہ دکن بھی تقریب عرس میں شامل ہو کر اظہار عقیدتمندی کرتے ہیں۔

ریاست جاورہ یہاں حیدر شاہ مولائی کے تکیہ کے اندر لب دریا ایک مقام تقریباً تین گز مربع ہے جس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ جو حضور غریب نوازؒ کے چلّہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس کے احاطہ میں ایک مسجد اور مسافر خانہ ہے۔ یہاں اکثر قوالی بھی ہوتی ہے لوگ اس چلّہ کے اندر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ لوبان اور روشنی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لوگ اس مقام کی زیارت کیلئے اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

• علاوہ ازیں از راہ عقیدت نواب محمد افتخار علی خاں صاحب والئی ریاست جاورہ دربار ہال میں چاند رات سے ۱۷ رجب تک اجمیر کی طرح محافل سماع منعقد کرتے ہیں۔ دور دور سے نامی قوّالان بلاتے ہیں۔ شاہانہ آداب

کے ساتھ خدمات محافل ادا کی جاتی ہیں۔ بتاریخ چھ رجب صبح قرآن خوانی ہوتی ہے ازاں بعد محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی ہے بعد ازاں محفل سماع ہو کر فاتحہ قل شریف ہوتی ہے۔

بیانہ[۵۱] آبادی سے باہر تھوڑی دور جنگل میں ایک کنواں غریب نوازؒ کے نام سے منسوب ہے مسلمانان اس کنویں کی توقیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے۔ اجمیر جانے والے حضرات یہاں قیام کرتے ہیں۔

آگرہ یہاں اہلِ محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی[۵۲] معینی کمیٹی قائم کر لی ہے یہ انجمن عثمانیہ خانقاہ میں ہر جمعرات کو آپ کی فاتحہ شریف کی خدمات انجام دیتی ہے۔

ضروریات کے پیشِ نظر نواب خواجہ محمد خانصاحب مرحوم جاگیردار ریاست دھولپور کی اہلیہ نواب نظیر بیگم صاحبہ مرحومہ نے ایک مکان بھی واقع محلہ بساون گلی وقف کیا ہے۔ اور اس کا انتظام بھی کمیٹی مذکور کے ہاتھ میں ہے۔

چودھری رحیم بخش صاحب چشتی صابری ماہانہ اپنے مکان پر سماع کے ساتھ غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔

لاہور ہندوستان آتے وقت آپ شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں معتکف رہے تھے جیسا کہ پیچھے تذکرہ ہو چکا ہے یہاں آپ کی جا قیام اب تک محفوظ ہے جو آپ کے چلہ کے نام سے مشہور ہے

بھوپال یہاں سید انوار میاں سالانہ بموقعہ عرس حضور غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کی خدمات اپنے مکان پر بجا لاتے ہیں نیز سید عبدالمجید شاہ صاحب عرف مجو میاں قاضی ہفتہ وار یعنی پنجشنبہ غریب نوازؒ کی فاتحہ کرتے ہیں۔

مندسور غلام نبی صاحب یہاں ہفتہ وار بروز پنجشنبہ غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔

---

۵۱ ریاست جے پور کے علاقہ میں ایک پرانی بستی ہے یہاں عمارات بکثرت ہیں اور شاہان اسلام کے زمانہ کی بڑی وسیع مسجد اور مینار بھی ہے

۵۲ عثمانی معینی کمیٹی سنہ ۱۹۳۰ء میں بمقام آگرہ قائم ہوئی یہ کمیٹی ہفتہ وار پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سالانہ عرس شریف بتاریخ ۲۱ رمضان کرتی ہے نیز غریب نواز کے پیر و مرشد حضور خواجہ عثمان مکی ہرونی قدس سرہ العزیز کے مراسم عرس بھی ۴ شوال سے ۱۲ شوال تک ۲ محافل سماع میلاد۔ قرآن خوانی اور مجلس صندل شریف کیساتھ خانقاہ عثمانیہ میں ادا کرتی ہے اس موقعہ پر باہر کے مہمانان بھی شرکت کرتے ہیں عزیزی نواب حاجی کرم علی خاں سلمہ اس کے صدر ہیں اور عزیزی محمد حسن مراد آبادی سلمہ اس کے ناظم ہیں۔ و عزیزان رفیق محمد سلمہ ایڈیٹر سلمہ مرتضیٰ علی بیگ سلمہ مولانا اخلاق احمد سلمہ مجید خاں صاحب سلمہ اور ضیاء الدین سلمہ و حافظ نور محمد سلمہ پرفیسر ہمہ تن آمادہ و امداد کن ہیں۔

فالوجہ[51] یہاں کی جامع مسجد میں غریب نوازؒ اور آپ کے پیر و مرشد معتکف رہے ہیں۔ ابھی تک مقام اعتکاف زیارت گاہ خلائق ہے۔

آپ کے اذکار و مناقب

سرورِ عالم کے اس ارشاد کے مطابق "جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے" بہت سے اہل قلم نے مختلف طور پر حضور غریب نوازؒ کا تذکرہ کر کے اپنے جذبات محبت کا ثبوت دیا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے قلم سے غریب نوازؒ کی محبت بشکل تذکرہ یا مناقب ظاہر ہوئی اور نصیب والے ہیں وہ حضرات جنھوں نے باقتضائے محبت آپ کے اسم گرامی کو اپنا وظیفہ بنایا اور بڑے نیک بخت وہ ملنگ فقرا ہیں جو ہمہ وقت یا خواجہ کا نعرہ لگا کر ثبوت محبت پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں پہلے ہم بعض ادنیٰ تذکروں کا ذکر کرینگے جو بطور تحفۂ محبت دربار غریب نوازؒ میں پیش کئے گئے ہیں

(الف) غریب نواز کے تاریخی تذکرے۔

دلیل العارفین حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب نوازؒ کے ارشادات و بعض حالات سب سے پہلے بشکل رسالہ دلیل العارفین مرتب کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ ملفوظات غریب نوازؒ کی حیات ظاہری میں مرتب کئے گئے اس رسالہ میں ۵۸۴ھ سے لے کر ۶۳۳ھ تک کے حالاتِ مجالس غریب نوازؒ درج ہیں

سیر العارفین حضرت مخدوم سمار الدین[52] سہروردی رحمۃ اللہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ حامدؒ عرف مولانا جمالی[53] ابن شیخ فضل اللہؒ نے دسویں صدی ہجری کے شروع میں بعہد ہمایوں بادشاہ بزبان فارسی یہ کتاب مرتب کی۔

سیر الاقطاب یہ کتاب مولانا الہدیہ بن عبد الرحیم نے عہد شاہجہانی میں بزبان فارسی مرتب کی۔

---

[51] بغداد شریف سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے دوسری منزل پر لب فرات ایک قصبہ ہے۔

[52] حضرت مخدوم سمار الدین سہروردی رحمۃ اللہ کا وصال ۹۰۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک تالاب شمسی کے متصل مہرولی شریف میں ہے

[53] حضرت شیخ حامد المعروف بہ مولانا جمالی مولانا جامی کے ہمعصر ہیں۔ آپ کا وصال ۹۴۳ھ میں ہوا۔ مزار مہرولی میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔

مونس الارواح } یہ رسالہ شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں نے بزبان فارسی مرتب کیا ہے اسمیں بڑے پُرخلوص جذبات کے زیر اثر غریب نوازؒ کے حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔

اقتباس الانوار } یہ کتاب بزبانِ فارسی مولانا اکرام کی مرتبہ ہے اس میں اولیائے اکرام کے سلسلہ میں غریب نوازؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اخبار الاخیار } یہ کتاب فارسی زبان میں شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی مرتبہ ہے۔

خزینۃ الاصفیا } یہ کتاب غلام سرور صاحب لاہوری کی مرتبہ ہے فارسی زبان میں ہے۔

وقایع شاہ معین الدین } یہ رسالہ منشی بالولال صاحب الہ آبادی نے بزبان فارسی بڑی عقیدت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

احسن السیر } یہ کتاب اکبر خاں صاحب متخلص بہ شگفتہ کی مرتبہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۸۵ھ میں بزبان اردو اس میں تاریخ اجمیر اور غریب نوازؒ کے مختصر حالات لکھے ہیں

معین الاولیا } یہ رسالہ دیوان امام علی خاں صاحب مرحوم کا مرتبہ ہے۔

ذکر خواجہ } یہ غریب نوازؒ کا مختصر تذکرہ بزبان اردو مقبول احمد صاحب نظامی سیوہاروی کا مرتبہ ہے۔

تاریخ سلف } یہ رسالہ اردو میں مولانا عبدالباری صاحب معینی اجمیری کا مرتبہ ہے۔ اس میں غریب نوازؒ کے بعض تذکروں پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔

ماہتاب اجمیر } یہ رسالہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی گوپامؤدی کا مرتبہ ہے۔

عطائے رسول } یہ رسالہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب المعروف بہ عرب صاحب کا مرتبہ ہے۔

کامل سوانح عمری غریب نوازؒ } یہ رسالہ اردو زبان میں ملک بشیر احمد صاحب چشتی لاہوری کا مرتبہ ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے رسالے آپ کے حالات میں موجود ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ہنوز جاری ہے۔ ہر سال عرس شریف میں غریب نوازؒ کے تذکرہ کے دو چار نئے رسالے نظر آجاتے ہیں۔

(ب) مناقب غریب نوازؒ

جس طرح سرورِ عالم کی شان میں قصائد کہکر حضرت حسّان بن ثابت نے مقبولیت اور پسندیدگی کا شرف پایا اسی طرح حسب ذیل حضرات نے غریب نوازؒ کی منقبت گوئی کی خدمت انجام دیکر نہ صرف غریب نوازؒ کی خوشنودی حاصل کی بلکہ خدا و رسول (صلعم) کے دربار سے بھی اس سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔

اب تک جو تاریخی معلومات بہم پہونچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے غریب نوازؒ کی منقبت میں قصیدہ ۹۳۹ھ میں لکھا گیا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شرف اوّلیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ مکمل قصیدہ عمارات کے سلسلہ میں درج ہے۔ مگر قصیدہ کا پہلا ہی شعر غریب نوازؒ کے ساتھ شاعر کے گہرے عقیدتمندانہ تعلق کا نمایاں ثبوت ہے ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین　　اشرف اولیائے روئے زمین

شاہ نیاز احمد بریلویؒ عرصہ کے بعد پھر یہ خدمت مبارکہ نظامیہ سلسلہ کے آفتاب اور فخریہ شاخ کے ماہتاب حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ بریلوی نے ادا کی اور غزل کے طور پر مناقب غریب نوازؒ لکھے۔ ذیل کی غزل آپ کے حسن عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہے ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین　　فخر کون و مکاں معین الدین

سرِ حق را بیاں معین الدین　　بے نشاں را نشاں معین الدین

مظہرِ جلوہ گاہ نور قدم　　آفتاب جہاں معین الدین

مرشد و رہنمائے اہل صفا　　ہادیٔ انس و جاں معین الدین

خواجۂ لامکان و قدس مکاں　　آسماں آستاں معین الدین

عاشقاں را دلیل راہ یقین　　سدِ راہ گماں معین الدین

قربِ حق لے نیاز اگر خواہی

ساز ورد زباں معین الدین

داغ دہلوی اردو میں غریب نوازؒ کی منقبت لکھنے کا کثرت اوّلیت شاید داغ نے حاصل کیا ہے جب تباہ حال ہو کر اجمیر پہونچے تو دل کی منقبت اجمیر المعمار روضۂ منورہ کے سامنے خود پیش کی۔ اسی کے بعد ہی نظام حیدرآباد دکن کے

یہاں باریاب ہوکر نہال ہو گئے۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ آج کل لوگ مشکل کے وقت انہیں بطور وظیفہ پڑھتے ہیں

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز — یا واقفِ راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز
لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی در اس در کی قسم — آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز
عشرت عیش و طرب نے پھیر لیا دنرات کے غم نے گھیر لیا — سب دور ہوں میرے بیخ دلی سلطان الہند غریب نواز
فریاد تم ہی سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی — ہو داد طلب کی اور سی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغ کہاں تک رہے سینے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نواز

مولانا میکش اجمیری اس سلسلہ میں مولانا میکش اجمیری کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں

دہار حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی — خدا کے دونوں گھروں میں ہے جائے عثمانی
بنا دیا میرے خواجہ کو رحمۃ اللہ — یہ ہیں عطائے رسل اور عطائے عثمانی

بیدم شاہ وارثی بیدم شاہ صاحب نے اپنے عقیدت مندانہ جذبات اس طرح پیش کئے ہیں ؎

خواجہ تیری خاک آستانہ — ہے طرۂ تاج خسروانہ

سید محمد علی شاہ صاحب نیازی اکبر آبادی حضرت میکش کے جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں۔

سلام آپ کے ظاہر پہ یا شہنشہ ہند — سجود آپ کے باطن کو یا غریب نواز
حبیب ذات الٰہی انیس روح نبی — جلیس محفل ناز و امیر بزم نیاز
ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے شمشیر — مٹا ہے آپ سے کفر خیال و شرک مجاز
بغیر آپ کے بے آئینہ تھا حسن ازل — بغیر آپ کے بے مدعا تھا عشق مجاز
ہوئے ہیں آپ کی ہستی میں جمع یا خواجہ — خدا کا ناز۔ نبی کا نیاز علی کا راز
رہی نہ شاہی اکبر نہ ملک عالمگیر — رہی ہمیشہ شہنشاہی غریب نواز

جہاں میں ہے یہی چرچا کہ آپ کا میکش
خراب حسن بتاں ہے اسیر زلف مجاز

مولف خیال تھا کہ اپنا کلام یہاں نہ لکھوں مگر عزیزی مولانا عبدالشکور کے اصرار نے مجبور کیا۔ ناچیز کی مدحِ خواجہ میں جو نذرِ عقیدت حسب ذیل ہے۔

قبلۂ عاشقاں معین الدین — کعبۂ عارفاں معین الدین
حامیٔ بے کساں معین الدین — چارہ سازِ جہاں معین الدین
درہمہ صوفشاں معین الدین — نوربخشِ جہاں معین الدین
برفلک نورد و برزمین قدم — زینتِ دو جہاں معین الدین
عالمِ علمِ ظاہر و باطن — مثلِ پیغمبراں معین الدین
قربِ خواجہ بروزِ حشر نگر — غبطۂ مرسلاں معین الدین
نائبِ مصطفےٰ دریں کشور — رشکِ پیغمبراں معین الدین

بہرِ تسکینِ روح اے خادم
از دل و جاں بخواں معین الدین

تمہارے حسن کی وہ شان خواجہ — دو عالم جس پہ ہیں قربان خواجہ
تمہاری زلف میرا دین و ایماں — تمہارا رخ میرا قرآن خواجہ
تمہارے نقشِ پا کی اک جھلک پر — متاعِ دو جہاں قربان خواجہ
ہر اک شے اور لاشے کہہ رہی ہے — میں تجھ پر تا ابد قربان خواجہ
جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے — عطا ہو صدقۂ عثمان خواجہ

نگاہِ لطف ہو خادم پہ اپنے
بحق حضرت عثمانؒ خواجہؒ

سردار خاں فراز اکبرآبادی آپ نے غریب نوازؒ کی منقبت میں بہت کچھ کہا ہے۔ تو اللہ اکثر آپ کے لکھے ہوئے مناقب پڑھتے ہیں۔ آپ کی آگرہ میں عطر کی دوکان تھی تقریباً تین سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔ آپ کا کلام مناقب حسب ذیل ہے ؎

میرے خانۂ دل میں آ میرے خواجہ — یہ اُجڑا ہوا گھر بسا میرے خواجہ
مرا دونوں عالم میں کوئی نہیں ہے — ہے تیرا ہی بس آسرا میرے خواجہ
نہیں خواہشِ قصرِ فردوس و کوثر — ہے کافی مجھے در تیرا میرے خواجہ
ترے در پہ منتہا ہے معراجِ الفت — ترا در ہے عرش و فرش میرے خواجہ
ترا چھوڑ کر در تمنائے جنت — گناہ ہے گناہ سرتاپا میرے خواجہ
خبر لیجئے مشکل میں کام آنے والے — پریشاں ہوں مشکلکشا میرے خواجہ
فراقِ حزیں پر بھی ہو چشمِ رحمت — ہے یہ بھی تو آخر تیرا میرے خواجہ

حکیم سید مقصود الحسن عرفانی چشتی قادری المتخلص بہ دردِ اکبرآبادی — آپ عرصہ تک اجمیر حاضر رہے آج کل بھی اکثر دربار خواجہ میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ حضرت عرفان علی شاہؒ کے مریدین مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ آگرہ کے خاندانی حکیم ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں ذیل کا شعر آپ کے حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔

دعا یہ ہے کہ دمِ نزع آئے جب ہچکی — زباں پہ جاری ہو نام آپکا غریب نواز

عزیزی عشرت حسن سلمہٗ انور ایم۔اے پی۔ایچ۔ڈی۔ مرادآبادی — آپ نے چین جاتے وقت دربار غریب نواز میں روبرو بیگمی دالان مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کیا۔

میں عقل و فراست کے بکھیڑوں سے گذر کر — کیوں اپنی جبیں کو نہ جھکاؤں ترے در پر
اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشید فلک کا — خاک درِ خواجہ جو چمکتی ہے جبیں پر
مہر و مہ و اختر پئے تعظیم جھکے ہیں — گردن کو جھکایا ہے جو میں نے ترے در پر
دل کو ہے میرے حوصلۂ رفعت پرویں — آنکھوں کو زیارت ہے تیری جبہ سے سیر
بدلے ہوئے انداز ہیں کچھ درد جگر کے — بے چین نظر آتے ہیں کچھ عشق کے تیور
بے چین سے جذبات جو ہیں دل میں تڑپتے — کس طرح سے لاؤں انھیں میں برسرِ مطلب
امید کرم پر تیری آتے ہیں مسافر — دامن میں میرے پھینکدو مہر و مہ و اختر
اسرارِ حقیقت میری آنکھوں پہ ہوں روشن — انوارِ دو عالم ہوں میرے دل کو میسر

انسان کی فطرت میں ہے تاریکی عصیاں — فطرت کے تقاضے سے کہاں جاؤں میں بچکر
گر میری طرف ایک تبسم کی نظر ہو — کونین سما جائیں میرے سینہ کے اندر
ہمت کو عطا ہو میری اک ذوق بلندی — دنیا سے ذرا ہٹکے بناؤں کوئی منظر
مجھ کو ہے تمنا کہ پئے خدمت انساں — شاعر کو بھی تفویض ہوں اذکار پیمبر
"فی احسن تقویم" کے معنی کے مطابق — ہوں مجھ کو عنایت عمل و علم کے گوہر
تم خوب سمجھتے ہو میرے دل کی کہانی — کیا فائدہ دہراؤں اگر شوق کے دفتر
اشعار میں میرے ہے حیات دم عیسیٰ — مدحت میں تیری جاگ گئے ہیں میرے جوہر
اب کس کو نہ ہو حیرت آوارہ گدائی — کچھ لطف میں ڈوبے ہوئے آنسو نکلے ہیں تر بتر
یہ شرم بھری میرے لئے نیم نگاہی — پیاسا ہی نہ رہ جاؤں کہیں بر سر کوثر
اس درجہ خوشی ہے تیرے انداز نظر سے — آنسو میری آنکھوں سے نکل آئے ہیں باہر
مدحت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپ سے مانگوں — خادم کا اشارہ ہے کہ دو عالم کو طلب کر
دامن کو میرے گنج تمنا کی ہوس ہے — اب منتظر نگہ مخصوص ہے انور

مولوی مظہر جلیل صاحب شوق مرادآبادی

آپ مرادآباد کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں مسلم اسکول مرادآباد میں ہیڈ مولوی ہیں علمی مذاق رکھتے ہیں شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔ منقبت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مدد ہو بہر خدا تم میں یا غریب نواز
نہیں ہے اب تو سکت ہم میں یا غریب نواز
ہجوم یاس ہے بے چارگی ہے بے حالی
بدل دو حال مرا دم میں یا غریب نواز
عیوب پر جو ہمارے ہو اک کرم کی نظر
ہو ایک ایک ہنر ہم میں یا غریب نواز

بلائے مئے الفت کا جام یا خواجہؒ — رہے غلام نہ اب تشنہ کام یا خواجہؒ
یہ آستاں ہی ہمیں بام طور ہو جائے — قبول ہو جو ہمارا سلام یا خواجہؒ
جہان فیض کا ہر ذرہ جس سے روشن ہے — تمہارا فیض ہے وہ فیض عام یا خواجہؒ
یہ ہی جو قلب سیہ آج گنج ظلمت ہے — ترے کرم سے ہو ماہ تمام یا خواجہؒ
برائے غوث ہے محتاج یک نگاہ کرم — یہ شوق آپ کے در کا غلام یا خواجہؒ

عزیزی ظہور الحسن صاحب مرادآبادی

مولف کے بھائی منشی نور الحسن صاحب کی مایہ ناز اولاد میں سے ہیں ولادت ۹ر جنوری ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ بڑے ہوئے تو ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی کا امتحان پاس کیا۔ ایڈوکیٹ ہوئے۔ ڈائرکٹر اورنٹیل ریسرچ انسٹیٹوٹ اورارس اینڈ کیمرس فیلو آف رائل ایکونامک سوسائٹی لندن۔ فیلو رائل اسٹیٹ اسٹیکل سوسائٹی لندن اور ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ہوئے۔ علمی ذوق اور دلولۂ تصانیف نے انگریزی میں رورسر گورنمنٹ ان دنی یونائیٹڈ پراونسیز۔ پلیس آف پنچائت رورسر اپکانومی۔ انڈین دیج ان ٹران زیشن۔ بائگرافی اینڈ سینگس آف بولی سینٹس۔ انگلش ٹرانسلیشن آف رباعیات سہرورڈ ویلپمنٹ آف ٹاؤن ایریا کمیٹیز ان دی یونائیٹڈ پراونسیز۔ اور اردو میں تذکرہ حضرت زبیر ابن العوام تالیف کیا غریب نواز میں عرصہ تک حاضری دی۔ فیوض برکات خواجہ سے استفادہ حاصل کیا۔ شعر گوئی میں عشق تخلص ہے حسب ذیل منقبت نتیجۂ فکر ہے

کتاب عشق کا عنوان خواجہؒ — ظہور حسن کا سامان خواجہؒ
تمہاری دید کا ارمان خواجہؒ — ہماری زیست کا ارمان خواجہؒ
ہوئے ہو ہند کے سلطان خواجہؒ — یہ ہے فیض شہ عثمان خواجہؒ
جہاں جھکتے ہیں سر شاہ و گدا کے — وہ تیرا در وہ تیری شان خواجہؒ

تمہیں بے پردہ دیکھے دیدۂ عشق
یہ دل میں ایک ہے ارمان خواجہؒ

پنجم

آپ کے درباری

بعض متقدمین درباری

روحانی طور پر تو تمام اہل سلسلہ اصفیا اور اولیائے ہند نے دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیکر فیوض و معانی حاصل کئے ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف بعض اُن حضرات کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے بظاہر بھی دربار خواجہ میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔

مولانا فخر الدین زرادی قدس سرہٗ آپ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے خلفاء میں۔ وہ صاحبان خصوصہ و یاران وفاداران میں سے تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور فقہ و حدیث و تفسیر میں مفتی وقت تھے نیز صاحب زہد و تقویٰ۔ ذوق و شوق۔ عشق و محبت۔ وجد و سماع تھے۔ آپ شعر گوئی میں ممتاز زمانہ تھے۔ حضور محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور غیاث پور میں رہنے لگے۔ آپ کئی مرتبہ حضور غریب نوازؒ کے دربار عالی میں حاضر ہوئے آپ زیارت حرمین کر کے بغداد شریف آئے وہاں سے ہندوستان آتے ہوئے کشتی ڈوب جانے سے ۷۲۰ھ میں غرق بحر رحمت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیا)

شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی آپ سلسلہ چشتیہ کے اولیائے نامدار و مجاذیب باوقار و مشائخ کبار میں سے ہیں۔ اوائل میں آپ تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ مگر جب جذب و سکر بڑھا تو آپ نے کتابیں دریا میں ڈال دیں اور خاندان چشت سے ارادت کا شرف حاصل کیا۔ سیر الاقطاب میں آپ کا شجرہ بیعت اس طرح ہے۔

شیخ بوعلی شاہ قلندر مرید و خلیفہ عاشق خدا۔ مرید شیخ امام الدین ابدال مرید شیخ بدر الدین غزنوی مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔

آپ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہمعصر ہیں۔

مشہور ہے جب آپ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے ہیں اُس وقت خواجہ بزرگ کا مزار شریف کچا تھا آپ نے روضہ کے خادم سے فرمایا کہ اس مزار کی خدمت کرو گے تو تمہاری اولاد بہت پھلے پھولیگی آپ کا وصال ۷۲۴ھ میں ہوا۔ مزار شریف پانی پت کرنال میں ہے۔ (خزینۃ الاصفیا وغیرہ)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ہرتوی یوں تو آپ کے تمام خلفا آپکی حیات ظاہری میں حاضر

دربار رہے۔ مگر حضرت قطب الاقطابؒ کو یہ سعادت زیادہ تر میسر رہی۔ آپ اکثر سفر و حضر میں غریب نوازؒ کے ہمراہ رہے۔ ہندوستان بھی آپ کے ہمرکاب آئے آپ اکثر دہلی سے اجمیر حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کیا کرتے تھے آپ کی آخری حاضری ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ جس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے مختصر حالات حصہ سوانح میں ہیں۔ مفصل حالات مسالک السالکین وغیرہ میں موجود ہیں۔ (ماخوذ از دلیل العارفین وغیرہ)

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر چشتیؒ اجودھن (پاک پٹن)

۵۸۸ھ

آپ حضرت قطب الاقطابؒ کے خلیفہ و مریدین دربار غریب نوازؒ میں حاضری کے متعلق بروایت وقایع معین الدین آپ کا حسب ذیل بیان ہے۔

"ایک دن میں بمقام اجمیر خدمت خواجہ غریب نوازؒ میں حاضر تھا۔ اس زمانہ میں پتھورا زندہ تھا ایک شخص آیا اور حضرت سے عرض کیا پتھورا کہتا ہے کہ اگر یہ شیخ (غریب نوازؒ) ہماری عملداری سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ہم نے اوسے لشکر اسلام سے زندہ گرفتار کرایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔" (ماخوذ از وقایع شاہ معین الدین)

آپ کا مفصل حال "مسالک السالکین" میں ہے (مولف)

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ فتح پور سیکری

آپ کی ولادت ۸۸۳ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ سے حاصل کی بعد ازاں سرہند جا کر شیخ مجدد الدین سے علوم حاصل کئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ براہ خشکی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تیس سال تک ممالک اسلامیہ عرب۔ عراق۔ روم۔ شام و مصر کی سیاحت کی اس عرصہ میں چودہ حج کئے ۹۴۰ھ میں فتح پور سیکری تشریف لائے ۹۶۲ھ میں پھر حج کے لئے براہ دریا سورت سے روانہ ہوئے ۹۷۰ھ میں واپس ہندوستان آگر فتح پور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی شیر شاہ سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی۔

مشہور ہے ایک دن جب آپ اور اکبر دربار غریب نوازؒ میں حاضر تھے۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا حضرت خواجہ کی کیا شان ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے حاضر دربار ہیں مگر ابھی تک باریابی نصیب نہیں۔

آپ کی دعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم کی عمر کے ساتھ ولادت ہوئی۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ رمضان

۹۰۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف فتح پور سیکری میں ہے۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔

شیخ بدیع الدین شاہ مدار رح مکن پور آپ ہندوستان کے مشہور مشائخین اور اولیائے کبار میں سے ہیں بارہ سال تک مقام صمدیت میں رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک رہا۔ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اوّل دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ وہاں چند روز معتکف رہے۔ آپ کا چلہ کوکلا پہاڑی پر زیارتگاہ خلائق ہے جس کا ذکر چلوں کے ذیل میں درج ہے۔ یہاں سے اجازت حاصل کرکے کالپی تشریف لے گئے۔ آپ کی وفات ۸۴۰ھ میں ہوئی۔ مزار مکن پور میں ہے۔ (تذکرۃ العابدین)

حضرت مجدد الف ثانی رح سرہند ۹۷۱ھ ـــ ۱۰۳۵ھ آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبد الباقی دہلوی۔ قادریہ میں شاہ اسکندر رکھنتلی۔ صابریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں حضرت عبدالاحد سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ روایت ہے جب آپ دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں اس وقت درگاہ کی صندلی مسجد شکستہ حالت میں قریب منہدم ہونے کے تھی۔ جہانگیر نے مرمت کرائی جیسا کہ عمارات کے سلسلہ میں مذکور ہے۔

آپ کے اہل سلسلہ کی تعداد کثیر ہے۔ وصال ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ مزار سرہند میں زیارتگاہ ہے۔

(خزینۃ الاصفیا و جواہر مجددیہ)

سیدنا امیر ابو العلا نقشبندی احراری اکبر آبادی ۹۹۰ھ ـ ۱۰۶۱ھ آپ کی ولادت ۹۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے عم بزرگوار امیر عبداللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں۔ دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر مخصوص فیوض و برکات سے مشرف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ از نام سلسلہ ابو العلایہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر پھیلا ہوا ہے۔ بنگال اور حیدرآباد دکن میں آپ کے سلسلہ کے زیادہ افراد ہیں وصال بتاریخ ۹ صفر المظفر یوم سہ شنبہ ۱۰۶۱ھ میں ہوا۔ مزار مقدس متصل محلہ وزیر پورہ آگرہ میں ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے مفصل حالات نجات قاسم میں ہیں (احسن السیر)

حضرت محمد فخر الدین رح المعروف بہ مولانا فخر دہلوی ۱۱۹۲ھ ـ ۱۱۹۰ھ آپ نظامی خاندان کے درخشاں آفتاب ہیں۔ تونسوی اور نیازی شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت

مولانا نظام الدین اورنگ آبادی سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی کرکے خلافت پائی حیدرآباد دکن سے اجمیر شریف آئے اور قدوۃ الواصلین حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے دربار اقدس میں کچھ دن حاضر رہے بعد ازاں غریب نواز کے باطنی حکم سے دہلی تشریف لائے آپ کے فیوض باطنی وظاہری سے بہ تعداد کثیر اشخاص فیضیاب ہوئے بعمر ۷۳ سال بتاریخ ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۹۶ھ آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار باب درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے متصل ہے (احسن السیر)

سید حاجی شاہ محمد سجاد ابوالعلائی۔ دانا پوری آپ کی ولادت بمقام داناپور بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی سترہ سال کی عمر میں آپنے سید رکن الدین عشقؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ بالیس سال کی عمر میں آپ تارک دنیا ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں دو برس قیام کیا وہاں سے باشارہ باطنی سرور عالم اجمیر شریف حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہکر روحانی عطیات غریب نواز سے بہرہ اندوز ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ وصال سے چند لمحہ قبل فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوالعلا اور حضور خواجہ غریب نوازؒ (باطنی طور پر) تشریف لائے ہیں (احسن السیر)

سید غلام علی شاہؒ مرشد آبادی آپ کی ولادت ۱۱۴۱ھ میں بمقام مرشد آباد ہوئی۔ آپ کے والد امیر کبیر تھے فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپ کو عملیات کی طرف رغبت رہی پھر حج کے لئے چلے گئے واپس ہو کر اجمیر شریف حاضر ہوئے بعد ازاں آپ شاہ محمد جمالؒ سے مرید ہوئے اور مراتب عالیہ پر پہونچے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۵ جمادی الاوّل ۱۲۱۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف سل پہاڑی میں ہے (تذکرۃ العابدین)

شاہ سید امامؒ ابدال آپ حضرت شاہ ہدایت اللہؒ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مدراس کے رہنے والے ہیں آپ شیخ عظیم المرتبت ہیں۔ بعد حصول خلافت انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجمیر شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

اجمیر شریف سے تین کوس پر چھپر ڈالکر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجمیر کے مشاعروں میں بلباس سپاہیانہ بہت مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ

کو شعر گوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا۔ اجمیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑگاؤں چلے گئے وہاں سے حج کے لئے بمبئی پہونچے وہاں کچھ دن قیام کرکے مکہ معظمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار جنت البقیع میں ہے آپ کے خلیفہ حاجی محمد عابدؒ ہیں (تذکرۃ العابدین)

سید مظفر علی شاہ جعفری قادری اکبر آبادی ۱۲۲۷ھ / ۱۲۹۹ھ

آپ کی ولادت بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ آپ آگرہ کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں۔ امجد علی شاہؒ کے نبیرہ ہیں۔ بیس سال تک ایک تنگ حجرہ میں بحالت تجرید بسر کی پاپیادہ اجمیر شریف حاضر ہوکر فیوض و برکات غریب نواز حاصل کئے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مدرسہ پنجہ شاہی میں ہے آپ کے بہت سے مریدین تھے۔ سالانہ عرس باہتمام محمد علی شاہ صاحب میکش ہوتا ہے (ماہتاب اجمیر)

حافظ حاجی وارث علی شاہ دیہ شریف ۱۲۲۸ھ / ۱۳۲۳ھ

آپ کی ولادت یکم رمضان ۱۲۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے برادر نسبتی حاجی خادم علی شاہؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مشہور ہے جب آپ نے اجمیر شریف اکر دربار خواجہ میں حاضری دی تو جوتا پہننا ترک کردیا بعدازاں پھر کبھی نہیں پہنا۔ اجمیر شریف سے آپ ناگور پاک پٹن۔ بہکر۔ احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ یہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہوکر فریضہ حج ادا کیا بعدہٗ مدینہ منورہ۔ بیت المقدس۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ کاظمین اور بغداد شریف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔ آپ کی وفات بتاریخ یکم صفر المظفر بروز جمعہ ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دیہ شریف میں زیارتگاہ خلائق ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

حاجی سید شاہ محمد اکبر داناپوری

آپ کی ولادت بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۶۰ھ بروز چہارشنبہ بمقام آگرہ ہوئی حضرت قاسم شاہؒ داناپوری سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے بتاریخ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ جلسۂ عام میں حضرت قاسم شاہؒ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے دربار غریب نواز میں بزمانہ عرس شریف حاضری دی۔

مرقوم ہے ایک دن آپ شاہجہانی مسجد اجمیر میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی صدری میں سے گھڑی نکالنا چاہی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور وہ گھڑی لے کر چل دیا۔ آپ سلسلہ ابو العلائیہ کے مشہور بزرگ پوش اور صاحب تصرف درویش تھے۔ وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ میں ہوا۔ مزار داناپور میں ہے۔

بعض متاخرین درباری

حکیم واصف حسین شاہؒ صاحب قادری اکبرآبادی

آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ آپ حضرت عرفان علی شاہ صاحب قادریؒ کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے خوش مزاج واعظ درویش تھے۔ کانپور میں طبابت کا شغل رکھتے تھے۔ اجمیر شریف سالانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین وخلفا بھی آپ کی سنت پر قائم ہیں۔ مؤلف کے بڑے دوست تھے۔ اجمیر شریف میں قیام بھی مؤلف کے پاس ہی کیا کرتے تھے۔ بتاریخ ۱۶ رجب بوقت صبح سماع کے ساتھ غریب نواز اور نواب غلام محی الدین شاہ صاحب کلیمی حیدرآبادی کی فاتحہ عثمانیہ خانقاہ میں کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۶۶ھ میں بمقام اکبرآباد ہوا۔

سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری امروہوی

امروہہ (ضلع مرادآباد) کے سادات میں سے ہیں۔ بڑے پرمذاق رند مشرب درویش تھے۔ حضرت صوفی محمد حسین شاہؒ مرادآبادی کے مرید ہیں۔ آپ کو قوالی سے بہت رغبت تھی۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قوالان جہاں غلطی کرتے تھے تنبیہ دیدیا کرتے تھے پنجاب وغیرہ کی بہت سیاحت کی تھی۔ آپ کا وصال ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے۔ مزار ڈھولنا (متصل علیگڈھ) میں ہے مولف کے دوستوں میں تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خانؒ کلیمی حیدرآبادی

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ حیدرآباد دکن میں بعہدہ تعلقداری مامور تھے۔ پھر ناظم جاگیرات ہو گئے۔ اوّل حضرت قبلہ شاہ بابا (خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی دہلویؒ) سے مرید ہوئے۔ پھر حضرت سرور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہو فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف میں برسوں اجمیر حاضری دی۔ آپکے

صاحب زادہ بشیر نواب سلمہٗ نے امسال سے اس باب میں آپ کی تقلید شروع کی ہے۔

آپ غریب نواز کے عرس میں فقرا کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں مولف کے پاس مقیم رہتے تھے۔ اور مؤلف بھی آپ کے بلانے پر تین مرتبہ حیدرآباد گیا۔ وفات آپ کی بعارضہ بخار ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے قدموں میں کلیمی شاہ کی برابر ہے۔ مولف سے بڑا پر خلوص تعلق رکھتے تھے۔

نظیر شاہ عرف محبت شاہؒ اکبرآبادی

آپ محراب شاہ گوالیاری سے مرید ہیں۔ بعدہٗ عرفان علی شاہ صاحب اکبرآبادیؒ سے طالب ہوئے۔ شروع میں جذب کی حالت رہی۔ پھر سلوک میں آئے عرصہ تک آگرہ قیام رہا۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں بمقام آگرہ ۱۳۶۵ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا مزار حضرت سیدنا شاہ ابوالعلاؒ کی خانقاہ کے متصل میدان میں ہے۔ آپ کے خلفا سید شان علی و حشمت اللہ وغیرہ آپ کی سالانہ فاتحہ کرتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔

ضیا میاں صاحب نظامی کڑہ مانک پور

آپ بڑے ملنسار خوش خلق درویش تھے۔ خانقاہ حسامیہ کے سجادہ نشین تھے غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے خلوص رکھتے تھے۔ حکیم واصف حسین شاہ صاحب کے ہمعصر اور دوست تھے

شاہ احمد رضا خاںؒ رامپوری ہمایری

آپ صوفی محمد حسین شاہؒ مرادآبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بڑے خوش اوقات درویش تھے اجمیر شریف میں بموقعہ عرس کبھی کبھی حاضری دیا کرتے تھے آپ کا وصال رامپور میں ہوا مزار شریف احاطۂ خانقاہ حضرت جمال الدینؒ میں ہے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔ مولف کے ساتھ بڑے خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔

عبدالرحیم شاہؒ سدا سہاگ لکھنوی - ملیح آباد کے متمول خاندان سے تھے۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی بڑے مواحد تھے۔ کلیر شریف کے پورانے حاضر باش تھے ہر دوار بھی تیرتھ کے لئے جایا کرتے تھے۔ سدا سہاگ مشرب سے تعلق تھا۔ بڑے وضعدار مہذب درویش تھے غریب نواز کے عرس شریف میں تقریباً پچاس سال سالانہ حاضری دی۔ مولف سے بڑی دوستی تھی۔ آخر زمانہ میں مؤلف ہی کے یہاں قیام کرتے تھے۔ آپ کے معتقدین اب تک آپ کی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں رقص کیا کرتے تھے۔ بڑے بافیض فقیر تھے۔ آپ کا وصال محرم ۱۳۶۶ھ

میں بمقام لکھنؤ ہوا۔ مزار بانسے شریف میں لکھنؤ سے ۲۴ میل پر ہے۔

حضرت سید احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کمبل شاہ بابا دیلوی آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ اسد بخشؒ تونسوی کے ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں برابر حاضری دیا کرتے تھے۔ یکم رجب تک اجمیر پہونچ جاتے تھے۔ سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ دن کے نو دس بجے کے قریب درگاہ شریف میں حاضر ہو کر رات کے ایک دو بجے تک شاہجہانی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور آپ کے مریدین آپ کے پاس نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ درخواجہ کو بار بار چوما کرتے تھے۔ اور قدم قدم پر سر نیاز جھکایا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر فرمایا کرتے تھے سجدہ نہیں کر رہا ہوں یہاں کے پتھروں کو چاٹ رہا ہوں۔ آپ نے کبھی روضہ مبارک کی طرف پشت نہیں کی نہ کبھی اندر حاضر ہوئے۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین الہ آبادی اور شاہ التفات احمدؒ آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو قبہ شریف میں لیگئے۔ وہاں حاضر ہو کر آپنے یہ مصرعہ پڑھا

دیکھو میں غریب تمہارا ہوں اور تم محبوب خدا کے ہو

آپ کا وصال بتاریخ ۱۲ شعبان ۱۳۶۱ھ میں ہوا۔ مزار متصل درگاہ محبوب الٰہی بری کے گنبد میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ فاتحہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں۔

سید میر محمد بادشاہ کوہاٹ ۔ آپ جمال شاہؒ کے خلیفہ ہیں۔ دربار غریب نواز میں بارہ سال تک پیر کی تلاش میں رہے۔ ایک دن اشارہ ہوا کہ دربار محبوب الٰہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔ خلافت ملنے پر آپنے پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کا قیام اتردلی (متصل علیگڈھ) میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے مریدین اب تک علیگڈھ۔ جودھپور اجمیر وغیرہ میں ہیں۔

آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے عرس شریف سے واپسی میں جودھپور گئے وہاں سے جیپور آکر بتاریخ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ وفات پائی۔ مسکین شاہ کے تکیہ میں بمقام جیپور آپ کا مزار ہے

منشی شوکت حسن چشتی مرادآبادی ۔ آپ حضرت منشی مظہر حسن مجددیؒ رئیس اعظم کے خلف اکبر ہیں آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء میں ہوئی آپ ادریس شاہ صاحب میرٹھ کے مرید ہیں۔ بڑے فقیر دوست تھے جون ۱۹۱۱ء میں آپنے اجمیر شریف آکر عرس غریب نواز میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا انتقال بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۲۰ء

بعارضہ طاعون مراد آباد میں ہوا مزار سرائے پختہ کے جنوبی دروازہ کے متصل مسجد میں ہے۔

داروغہ عبدالعزیز خاں گدڑی شاہی اجمیری آپ اجمیر میں تھانیدار تھے۔ پورانی منڈی میں رہا کرتے تھے۔ حضرت سید ملک محمدؒ عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے تھے۔ صاحب حال لوگوں میں تھے۔ دربار غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ کی خانقاہ میں روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہؒ کے پائن میں ہے۔

حافظ محمد یوسف گدڑی شاہی اجمیری آپ سکھ تھے۔ حضرت گدڑی شاہؒ کی توجہ سے مسلمان ہوئے۔ بچپن سے حضرت کے ساتھ رہے موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی عزت کرتے تھے۔ پنی گروں کے چوک میں رہا کرتے تھے تقریباً پندرہ سال گذرے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہؒ کے برابر اپنی جانب ہے

حافظ محمد بخش اجمیری آپ محلہ چوک پنی گراں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں رہتا تھا۔ بڑے بافیض درویش تھے۔ آپ کے معتقدین میں سے زیادہ تر حفاظ ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بارہ سال ہوئے مزار غریب نواز کے چلہ شریف کے شمالی احاطہ میں ہے۔ آپ کے معتقدین بماہ رمضان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبر آبادی آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ گڑھیا کے ممتاز خاندان حکما کے فرد ہیں۔ خدا نے آپ کو دین دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ اپنے بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عرس شریف کے موقعہ پر معہ کثیر تعداد مریدین دربار غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ بڑے مخیر بافیض درویش تھے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں وصال ہوا آگرہ میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین و اہل سلسلہ آپ کا سالانہ عرس بہت خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔

بابو رستم شاہ چشتی اکبر آبادی آپ ریلوے بابو تھے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اجمیر کے زائرین کو بڑا آرام پہونچایا کرتے تھے۔ ہر سال عرس غریب نواز میں معہ مریدین حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا مزار آگرہ کے محلہ عیدگاہ میں ہے۔

حاجی محبوب علی عطارؒ آپ اکبر آباد محلہ تاج گنج کے رہنے والے ہیں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے پیر کے علاوہ دادا پیر سید غلام علیؒ لاہوری سے بھی فیض یافتہ ہیں اول مرتبہ حسب دیارت

حرمین کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے اجمیر شریف حاضری دی۔ دوسری مرتبہ تمام گھر والوں کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۶ھ میں ہوا۔

بابو حیاؒ مراد آبادی دہلوی

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت شاہ مذاقؒ سے فیض یافتہ ہیں حضرت سلطان المشائخ میں زیادہ حاضر رہتے تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے آپ شاعر بھی تھے۔ سماع کا بہت ذوق تھا۔ تقریباً پانچ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار حضرت قطب الاقطاب محبوب الٰہی کے درمیان موضع جہانگیر میں ہے

عزیز الرحمٰن شاہؒ مراد آبادی

آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مراد آبادی کی خانقاہ الموسوم بہ بغیہ شریف کے سجادہ تھے بڑے خوش مزاج متواضع درویش تھے۔ مشہور ہے خانقاہ بغیہ میں جس کا جوتا گم ہو جائے اس کی بڑی بہتری ہوتی ہے۔ مگر جب دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے تو یہاں آپ کا جوتہ گم ہو گیا تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار خانقاہ بغیہ میں ہے آپ کے صاحبزادگان آج کل سجادگی کی خدمت بجالاتے ہیں۔

اُمت الرشید بیگم بھوپالی

آپ دربار غریب نواز میں عقیدت سے حاضری دیا کرتی ہیں۔ ۱۳۶۷ھ میں ایک خوردسال لڑکی چھوڑ کر انتقال کیا۔ مؤلف سے خلوص رکھتی تھیں۔

موجودہ درباری

(الف) بعض موجودہ بیرونی۔ اصفیا مشائخین و عقیدت کیش

سجاد حسین شاہ صاحب چشتی صابری رامپوری

آپ حضرت نواب شاہ احمد رضا خاں صاحبؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں ہر سال عرس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ شاہجہانی مسجد درگاہ شریف میں قیام کرتے ہیں۔

امراؤ شاہ صاحب چشتی جے پوری

آپ تقریباً چالیس سال سے برابر عرس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر ہوتے ہیں محفل سماع میں آپ پر بہت وجد و حال طاری ہوتا ہے۔

کبھی محفل خانہ کی حاضری ناغہ نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ سے حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز کے عرس شریف میں حاضری دینے کے لئے بتاریخ ۵ شوال سالانہ اجمیر آتے ہیں۔ مؤلف سے خلوص رکھتے ہیں

حافظ سدید الدین صاحب چشتی تونسوی — آپ عرصہ سے غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سیکڑوں مریدین کو ساتھ لے کر حاضری دیتے ہیں۔ عرس شریف کے علاوہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔ تونسہ شریف کے سجادہ ہیں۔

عزیز میاں صاحب چشتی نظامی نیازی بریلوی — آپ خانقاہ نیازیہ بریلی کے سجادہ ہیں۔ آپ کا حلقۂ مریدین وسیع ہے ہر سال عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ حاضری دیتے ہیں درگاہ شریف میں آپ کے وکیل صاحبزادہ سید کاظم علی ہیں وہ ہی آپ کے قیام وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔

میاں جان شاہ صاحب علی گڈھی — آپ تقریباً پچاس سال سے بلاناغہ برابر عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ سرمہ وادویات بھی لوگوں کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے متوکل ہیں۔ ارکاٹی دالان میں قیام کرتے ہیں۔ مؤلف سے رابطہ رکھتے ہیں۔

سید عاشق علی شاہ صاحب چشتی متوطن گنج پور ہسوا — آپ عرس شریف کے پرانے حاضر باش ہیں۔ عرس کے علاوہ بھی درمیان سال میں آپ کی دو تین حاضریاں ہو جاتی ہیں۔ بڑے متوکل عالم فاضل واعظ اور صاحب حال درویش ہیں۔ بوجہ کبیر سنی اب کمزور ہو گئے ہیں۔

حیات اللہ شاہ صاحب چشتی مقیم بمبئی — چشتیہ سلسلہ میں مرید ہیں تقریباً بیس سال سے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ بڑے پُرخلوص اور جوشیلے درویش ہیں۔

سلطان زماں شاہ صاحب چشتی رامپوری — آپ تقریباً پندرہ سال سے معہ مریدین عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتی ہے بڑے خوش خلق تصوف داں درویش ہیں۔ آپ کے مریدین ومعتقدین کی کافی تعداد ہے۔

حیدر علی شاہ صاحب چشتی رامپوری — آپ سالانہ عرس شریف میں تقریباً بیس سال سے

حاضری دیتے ہیں اپنے پیر کی جگہ سماع خانہ میں قیام کرتے ہیں

سید واعظ الحق شاہ صاحب چشتی اورنگ آبادی ضلع گیا آپ تقریباً پچاس سال سے مع مریدین عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز ہے۔ آپ سید عاشق محمد صاحب مرحوم خادم درگاہ کے یہاں قیام فرماتے ہیں۔

صوفی خدا بخش صاحب چشتی لاہوری آپ بڑے ثابت قدم اور وضعدار صوفی ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں پرانے حاضری دینے والے ہیں۔ سید اسرار احمد صاحب سابق متولی کے یہاں قیام کیا کرتے ہیں۔ مؤلف سے بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ لاہور میں اسٹیشن کے قریب خانقاہ غوثیہ کے قریب رہتے ہیں۔

مہتاب شاہ وارثی لکھنوی آپ رنگین پوش مجذوب صفت درویش ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہؒ سدا سہاگ لکھنوی سے فیض یافتہ ہیں۔ کلیر شریف عرس میں برابر حاضری دیتے ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں بھی سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔

بابا شاق احمد خاں صاحب ملیح آبادی آپ ملیح آباد کے باشندے ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہؒ سدا سہاگ آپ کے مرکز عقیدت ہیں۔ اُن کی سنت کے بموجب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ کلیر شریف بھی سالانہ حاضری دیتے ہیں۔

حاجی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی آپ صوفی منش نوجوان ہیں۔ ہر سال غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم ہوا کرتے ہیں۔ بڑی خاطر مدارات کے شخص ہیں۔ ٹھیکیداری سے قوت لسری کرتے ہیں۔

حاجی حافظ معین الدین میرٹھی آپ کلیر شریف کے پرانے حاضر باش ہیں۔ غریب نوازؒ میں بھی عرس کے موقعہ پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔ ایک کلام مجید دوران عرس میں پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ بہت رنگین مزاج خوش طبع شخص ہیں مولف سے رشتۂ محبت رکھتے ہیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب قادری چشتی نیازی اکبر آبادی آپ آگرہ کے مقتدر عالم شاعر اور صوفی ہیں۔ خاندان سادات کی یادگار ہیں اپنے بزرگوں کی خانقاہ کے سجادہ بھی ہیں۔ اہل آگرہ آپ کی بڑی عزت کرتے

ہیں عرصہ تک آرزومند رہنے کے بعد امسال پھر ۱۳۶۶ھ میں غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا مولف سے بہت خلوص سے پیش آتے ہیں

حکیم سید فدا علی صاحب قادری اکبر آبادی آپ سلسلۂ قادریہ میں عرفان علی شاہؒ کے مرید ہیں۔ آگرہ کے مشہور حکما کے خاندان (الموسوم بہ گڑھیا والے) سے ہیں۔ بڑے وضعدار خوش خلق ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں تقریباً چالیس سال سے برابر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں

حفیظ الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی عرف بھیا جی آپ محبوب عالم شاہؒ (جن کا اجمیر میں غریب نوازؒ کے چلہ شریف پر مزار ہے) کے سلسلۂ قادریہ میں مرید ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔
محفل سماع میں بحالت وجد خوب رقص کرتے ہیں۔ بڑے پُر مذاق ملنسار صوفی ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم ہوا کرتے ہیں۔

سید انتظام الدین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آستانہ عالیہ قادریہ آگرہ کے سجادہ ہیں۔ بڑے باذاق تعلیم یافتہ نوجوان ہیں گیارہویں شریف کے موقع پر برسم قدیم آستانہ عالیہ میں فاتحہ اور محافل سماع کی خدمات بجا لاتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

حکیم سید حافظ منظور حسین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آگرہ کے حکما میں سے ہیں۔ حکیم عرفان علی شاہؒ قادری کے مرید ہیں خلافت حکیم واصف حسین شاہ صاحب قادریؒ (خلیفہ اول حضرت عرفان علی شاہؒ) سے حاصل کی۔ بڑے وضعدار۔ ملنسار اور خوش خلق ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ اجمیر آکر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کیا کرتے ہیں۔

حکیم سید احمد حسین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آگرہ کے پرانے حکیم ہیں۔ گڑھیا کے مشہور حکما کی یادگار ہیں غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔

مولوی قمر الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی آگرہ کے صاحب سلسلہ صوفی ہیں۔ اشرف علی شاہؒ کچھوچھوی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں کبھی کبھی اجمیر پہونچکر حاضری دیتے ہیں خانقاہ عثمانیہ آگرہ میں غریب نوازؒ کے پیر و مرشد کے عرس شریف میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عالم فاضل صوفی ہیں

آپکے مریدین وخلفاء کی تعداد خاصی ہے۔

صوفی رضی الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی

آپ سلسلہ چشتی صابری میں حضرت صوفی محمد حسین شاہؒ کے مرید ہیں۔ بڑے پُرمذاق صوفی ہیں۔ بزرگانِ دین کے حالات سے کافی واقفیت ہے۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ مراد آباد کے ہر دلعزیز شخص ہیں مولف سے پرانے تعلقات ہیں

محمد ابراہیم شاہ صاحب المعروف بہ صوفی قادر الکلام دہلوی

آپ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ اللہ بخش شاہؒ تونسوی کے مرید ہیں۔ بڑے پُرمذاق متوکل صوفی اور زبان لکھنے والے شاعر ہیں۔ صوفی تخلص کرتے ہیں خطاب قادر الکلام ہے۔ حضور غریب نوازؒ کے عرس شریف میں برابر حاضری دیتے ہیں۔ درگاہ غریب نوازؒ اور بروہ ضیاء الدینؒ جیپوری میں اکثر مقیم ہی رہتے ہیں۔ آج کل حضرت محبوب الٰہیؒ کے جوار مقیم ہیں۔

بخشی سید الطاف حسین صاحب اکبر آبادی

آپ حضرت سید حاجی وارث علی شاہؒ کے مرید ہیں۔ غریب نوازؒ میں حاضری دی ہے اپنے مرشد کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔ آپ خوشنویس بھی ہیں۔ خوش اخلاق صوفی ہیں اکثر ازراہ محبت مولف کے پاس آتے رہتے ہیں۔ آپ کو شعر گوئی کا ذوق بھی ہے۔

مولانا عبدالشکور سلمہٗ نظامی اکبر آبادی

عزیز عبدالشکور نظامی مرید و خلیفہ حضرت جمال شاہؒ المعروف بہ کمبل پوش بابا کے ہیں اپنے پیر کے ساتھ قریب قریب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کے وصال کے بعد بھی اکثر عرس شریف میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز کی منقبت میں آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ عثمانیہ خانقاہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز بھی پڑھاتے ہیں۔ مولف سے پُرخلوص محبت رکھتے ہیں۔

خوب اللہ شاہ صاحب الہ آبادی

آپ چشتی ابوالعلائی ہیں۔ الہ آباد کے مشہور عالم مولانا فاخر صاحب کے بھائی ہیں۔ دائرہ اجمل سے تعلق ہے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز سے رشتۂ نسبی ہے۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام رہتا ہے مولف کے بڑے بے تکلف دوست ہیں۔ آگرہ وغیرہ میں آپ کا سلسلہ مریدی بھی ہے۔

وسیم شاہ صاحب قادری ریاست جاورہ

آپ ریاست جاورہ کے خوش خط و خوش آواز متوکل صوفی

ہیں۔ عرصہ سے غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ بلکہ بعد عرس بھی زیادہ دنوں تک قیام کرتے ہیں حسین علی شاہ وکیل درگاہ کے یہاں مقیم رہتے ہیں۔ مولف سے بھی رابطۂ محبت رکھتے ہیں۔

غلام محی الدین شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی آپ ہندوستان کے ممتاز ترین مشائخین میں سے ہیں حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ عالم فاضل باعمل درویش ہیں۔ آپ کا حلقۂ مریدی بہت وسیع ہے۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ سالانہ حاضری دیتے ہیں سید اسرار احمد صاحب کے یہاں قیام فرماتے ہیں اہل اجمیر آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اہل اجمیر سے بہت خاطر مدارات کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

گلاب شاہ صاحب مراد آبادی آپ حافظ منا شاہ صاحب کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ کسب حلال سے گذر اوقات کرتے ہیں۔ پہلے اکثر اجمیر شریف حاضری دیا کرتے تھے لیکن اب چند سال سے اجمیر میں قیام کر لیا ہے۔ مولف سے تعلق رکھتے ہیں۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ آپ کے مریدین بکثرت ہیں۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ ہندوستان کے بہت مشہور صوفی ہیں۔ بہت متقی و پرہیزگار درویش ہیں کہا جاتا ہے ۱۹۰۹ء میں آپ کے مریدین کی تعداد نو لاکھ تھی۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی آپ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور ادیب اور مشائخ میں سے ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدی وسیع ہے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خواہر زادہ ہیں۔ بہت ہمدرد خوش خلق صوفی ہیں۔ مولف سے پرانے تعلقات ہیں۔

حمید الظفر عرف پیارے شاہ صاحب مراد آبادی آپ حافظ منا شاہ صاحب مراد آبادی کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش مذاق موحد صوفی ہیں۔ قریب قریب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں عموماً خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔

سید عبدالرب شاہ صاحب المعروف بہ شیروں والے شاہ صاحب فولادی آپ معمر درویش ہیں پہلے ریاست جودھپور میں قیام تھا۔ اب چند سال سے فولاد اسٹیشن کے قریب علاقہ ریاست اودے پور میں زیر کوہ ایک گھاٹی میں

قیام کرلیا ہے۔ اس میں پہلے شیر رہا کرتا تھا۔ اس لئے آپ شیروں والے شاہ صاحب مشہور ہوگئے۔
اہل حاجت بالخصوص مریض بکثرت آپکے پاس حاضر ہوکر فیضیاب ہوتے ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ مؤلف کے پرانے دوست ہیں۔

حاجی احمد حسن صاحب نقشبندی مرادآبادی

آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ میں بمقام مرادآباد ہوئی۔ آپ کے والد حضرت مظہر حسنؒ مجددی نقشبندی نے اپنے پیرزادہ حضرت احمد میاں شاہؒ کا آپ کو جوانی میں مرید کرایا۔ آپ بہت مخیر درویش صفت ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں جون ۱۹۱۱ء میں بموقعہ عرس شریف حاضر ہوئے اگست ۱۹۱۱ء میں معہ مولف حج کے لئے براہ مصر و شام روانہ ہوئے۔ وقتاً فوقتاً اجمیر شریف حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا بہت شوق ہے ایک میلاد شریف لکھا بھی ہے۔ ڈاکٹری سے مخلوق کو فائدہ پہونچاتے ہیں۔ مرادآباد میں مطب کرتے ہیں۔

منشی نورالحسن صاحب چشتی مرادآبادی

آپ کی ولادت بمقام مرادآباد ۱۳۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ منشی مظہر حسنؒ کے فرزند سوم اور حضرت ادریس شاہ صاحب کے مرید ہیں۔ کبھی کبھی اجمیر شریف اکر دربار خواجہ میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے فرزندان کو بھی ساتھ لائے تھے بچوں کو اکثر شرینی تقسیم کرتے رہتے ہیں آپ کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں۔ مؤلف کے برادر حقیقی ہیں۔

محمد علی صاحب چوڑی والے بمبئی

آپ چوڑی کے تاجر ہیں۔ بڑا کاروبار ہے۔ ہر سال غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں بلکہ علاوہ عرس کے بھی دوران سال میں دو ایک مرتبہ آتے رہتے ہیں۔ نیاز یہ سلسلہ میں مرید ہیں بڑے خوش مزاج۔ ملنسار۔ بے تکلف شخص ہیں۔

حضرت قاسم میاں شاہ صاحب ابوالعلائی حیدرآباد دکن

آپ حیدرآباد کے مشہور بافیض درویش حضرت آغا داؤد شاہ صاحب ابوالعلائی جملہ الرحمۃ کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش خلق صاحب سیر مہذب درویش ہیں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں معہ مریدین حاضری دیتے ہیں۔

عاشق حسین صاحب ٹھیکیدار مرادآبادی

آپ صوفی منش فقیر دوست زندہ دل انسان ہیں۔ متقی پرہیزگار ہیں۔ دربار غریب نوازؒ اور بزرگان دین کے آستانوں پر بڑی عقیدت سے حاضری دینے والے شخص ہیں

حبیب اللہ خاں صاحب اکبر آبادی	آپ عرصہ تک اجمیر میں مقیم رہے ہیں۔ آج کل بھی دربار عالیہ غریب نوازؒ میں وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے ہیں۔ مؤلف سے خلوص رکھتے ہیں۔
رفیق محمد سلمہ عرف نمبر ۶ اکبر آبادی	عثمانی معینی انجمن آگرہ کے سرگرم کارکن ہیں۔ انجمن مذکور کی طرف سے بزرگان دین کی فاتحہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اجمیر شریف سالانہ بموقعہ عرس حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔
امین الدین سلمہ اکبر آبادی	عثمانی معینی انجمن میں بزرگان دین کی فاتحہ کا حساب کتاب کرتے ہیں۔ سالانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔
مولانا اخلاق احمد سلمہ اکبر آبادی	آپ عالم علم دین ہیں۔ چند رسالہ بھی لکھے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن آگرہ میں بزرگان دین کی خدمات متعلقہ فاتحہ میں حصہ لیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں۔
حافظ نور محمد سلمہ اکبر آبادی	حافظ ہیں عثمانی معینی انجمن میں فاتحہ پڑھنے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ پرخلوص آدمی ہیں غریب نوازؒ کے دربار میں سالانہ بموقعہ عرس حاضر ہوتے ہیں۔
ضیاء الدین عرف بچو سلمہ اکبر آبادی	فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔
اعجاز محمد صاحب لشتر اکبر آبادی	امسال حج کرکے آئے ہیں۔ دربار خواجہ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں فخر الدین شاہ صاحب کے مرید اور حافظ منظور حسین صاحب مادری سے طالب ہیں۔
حشمت علی خاں صاحب سوداگر اکبر آبادی	دربار غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں حضرت قاسم میاں حیدرآبادی سے مرید ہیں۔
فیاض الدین صاحب اکبر آبادی	آپ ابوالعلائی سلسلہ کے صوفی ہیں۔ سالانہ عرس غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔
دہاب الدین سلمہ اکبر آبادی	فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں ایک مرتبہ آگرہ سے اجمیر شریف تک سائکل پر آئے۔

محمد حسین سلمہٗ مرادآبادی آپ خوش عقیدہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن کے منتظم ہیں۔ دفتری کاموں کا تجربہ رکھتے ہیں۔

حبیب خاں سلمہٗ اکبرآبادی آپ سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضری دیتے ہیں۔

مرتضیٰ علی بیگ سلمہٗ اکبرآبادی سالانہ عرس غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔ اور اپنے یہاں حضور غوث عثمان قدس سرہٗ کے عرس شریف کے موقعہ پر میلاد شریف بھی پڑھواتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہٗ لکھنوی آپ انگریزی داں فقیر دوست نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں سالانہ عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر فریدی صاحب لکھنوی آپ لکھنؤ کے منتخب کامیاب ڈاکٹروں میں ہیں۔ بزرگانِ دین سے عقیدت رکھتے ہیں امسال بوجہ عدیم الفرصتی غریب نوازؒ کے عرس میں ہوائی جہاز سے آکر حاضری دی۔

طفیل احمد صاحب فیدی سول جج لکھنوی آپ بزرگانِ دین کے پرخلوص عقیدت مندوں میں ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ درمیان سال میں بھی جب کبھی ملازمت سے چھٹی مل جاتی ہے اجمیر آجاتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے ہیں۔

نواب بائی سلمہا علیگڈھ آپ معہ اپنی بہنوں (شکیلہ و شاہجہاں سلمہا) کے سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضری دیتی ہیں بڑی خوش اعتقاد ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

نواب زادہ حاجی کرم علیخاں سلمہٗ اکبرآبادی آپ نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم جاگیردار ریاست ہولپور کے صاحبزادے ہیں۔ خوش عقیدہ خوش نوجوان ہیں معہ اہل و عیال سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ شعبان میں واپس ہوتے ہیں۔ اپنے خاندان میں بہترین شخص خیال کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر ابراہیم شاہ صاحب بغدادی سے مرید ہیں۔

اکبری سلمہا کرادلی ضلع آگرہ کی بڑی مسکین طبع خاتون ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتی ہیں۔ اور زائرین کے انتظام خورد و نوش میں ہاتھ بٹاؤں کی مدد دیتی ہیں مولف سے خلوص رکھتی ہیں۔

الف شاہ صاحب اکبرآبادی آپ مین پوری کے مولوی عبدالرشید چشتی صابری سے مرید ہیں۔ سالہا سال سے

آگرہ میں مقیم ہیں۔ خوش مزاج معمر صوفی ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

اشتیاق حسین صاحب چشتی صابری اکبرآبادی — آپ پرانے وضعدار صوفی ہیں۔ ہر مہینہ حضرت صابر علیہ الرحمۃ کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

چودھری رحیم بخش صاحب اکبرآبادی — آپ چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہیں۔ بہت منکسر مزاج پختہ خیال صوفی ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اکثر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

مولوی امام علی صاحب اکبرآبادی — آپ وظائف سے بہت رغبت رکھتے ہیں۔ عثمانیہ مسجد آگرہ کے پیش امام ہیں بعد جمعہ مسجد میں نعت خوانی کراتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس میں بھی حاضری دیتے ہیں۔ عرصہ تک اجمیر میں قیام پذیر بھی رہے ہیں۔

ممتاز علی خاں صاحب جاگیردار حیدرآباد دکن — آپ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس غریب نوازؒ میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں کبھی کبھی معہ اہل خانہ حاضر دربار خواجہ ہوتے ہیں فرزند علی صاحب خادم درگاہ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ کو اجمیر رہنے والوں تک سے انسیت ہے۔

آغا پاشا حیدرآبادی — آپ فقیر دوست صوفی مشرب نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ کے پرخلوص عقیدتمندوں میں ہیں۔

حاجی الطاف محسن سلمہٗ مرادآبادی — آپ غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں اول مرتبہ آپ ۱۹۱۱ء میں حاضر آستانہ ہوئے اس کے بعد بھی آپ کبھی کبھی حاضر دربار ہوتے رہتے ہیں۔ متشرع ہستی ہے۔ مؤلف کے برادر خورد ہیں۔

تصدق حسین اشرفی مرادآبادی — آپ محبت والے نوجوان ہیں۔ مولانا اشرف علی شاہ صاحب کچھوچھوی کے مرید ہیں سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ میلاد شریف بالخصوص سلام معہ درود شریف خوب پڑھتے ہیں۔

مصطفےٰ احسن سلمہٗ مرادآبادی — مؤلف کے برادرزادہ مصطفیٰ احسن کی پہلی حاضری دربار غریب نواز ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ اس کے بعد دوسری حاضری ۱۹۲۰ء میں ہوئی تیسری مرتبہ ۱۹۳۶ء میں شرف باریابی حاصل کیا

رضا حسن سلمہٗ مراد آبادی مولف کے برادر زادہ رضا حسن سلمہ کی پہلی حاضری بہ دربار غریب نوازؒ سنہ ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔

(ب) بعض مقامی اور موجودہ مہاجر عقیدتمندان

مولوی عبدالرحمٰن صاحب چشتی المعروف بہ مچھلی شاہ اجمیری آپ وطن سے ہجرت کرکے تقریباً چالیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔ غریب نوازؒ کے چلہ شریف پر ایک حجرہ میں رہتے ہیں بڑے باسلیقہ خوش وضع درویش ہیں۔ حضرت خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ تونسوی سے نسبت رکھتے ہیں۔

بابو عبدالرحیم صاحب قاضوی گدڑی شاہی اجمیری آپ تونسوی خاندان میں مرید ہیں۔ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ موصوف کے عرس شریف کا انتظام آپ ہی کرتے ہیں آپ شاعری میں لوگوں کو شاگرد کرتے ہیں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔

منشی احمد علی صاحب قاضوی گدڑی شاہی اجمیری آپ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ دربار غریب نوازؒ میں روزانہ حاضری دیتے ہیں۔ اکل حلال سے قوت بسری کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحمید صاحب مینائی آپ چند سال سے بحالت ہجرت اجمیر میں مقیم ہیں۔ شاعر ادیب علم دوست صوفی ہیں۔ متوکل اور صابر درویش ہیں۔ خدا نے آپ کو استقامت بخشی ہے۔

ابراہیم خاں صاحب گدڑی شاہی اجمیری آپ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں موصوف کے عرس شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ صاحب حال صوفی ہیں۔ پرانی منڈی میں رہتے ہیں۔

بیلا بائی صاحبہ گدڑی شاہی اجمیری آپ بھی حضرت گدڑی شاہ باباؒ سے نسبت رکھتی ہیں۔ لوگ بالخصوص مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں بعد نماز عشا حاضری دیتی ہیں

محمد اکبر صاحب المعروف بہ صوفی گل محمد مہاجر آپ دانش میاں صاحب سے مرید ہیں۔ سماع سے بہت ذوق ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ تقریباً بیس سال سے ترک وطن کرکے اجمیر میں مقیم ہیں

ممتاز محمد سلمہ مہاجر تقریباً پندرہ سال سے ترک وطن کرکے اجمیر میں مقیم ہیں خیر کے کاموں میں خوب حصہ لیتے ہیں۔ فقیر دوست نوجوان ہیں۔ محی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی کمیٹی کے سکریٹری ہیں۔

سکینہ بائی صاحبہ آپ خدا پرست معمر خاتون ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتی ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔

کلی شاہ صاحبہ آپ نیک دل پسندیدہ خیال خدا پرست و خداشناس خاتون ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتی ہیں۔ بعض مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ آپ یہاں ہر ماہ غریب نواز کے پیر و مرشد کی فاتحہ شریف بڑے اہتمام سے کرتی ہیں۔

عبدالغفور صاحب عرف غفور شاہ آپ نیک طینت عقیدت کیش باشندۂ اجمیر ہیں۔ آپ کچھ عرصہ سے بسلسلہ روزگار جے پور چلے گئے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

حیدر خاں انداز آپ اجمیر کے باشندہ ہیں چند سال سے بسلسلہ ملازمت جیپور چلے گئے ہیں غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

(ج) بعض حاضر باش خدامان درگاہ

سید محمد حنیف صاحب خادم درگاہ آپ متقی پرہیزگار معمر خادم خواجہ ہیں۔ پیچیدہ معاملات میں خدام صاحبان آپ سے مشورہ لیتے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں آپ کے موکل زیادہ تر ہیں خدام صاحبان میں ممتاز اور بادقعت ہیں رئیسانہ مزاج زائرین کو بھی آپ ان کی مرضی کے مطابق آرام پہونچا دیتے ہیں۔ خدمات درگاہ میں بڑی عقیدت سے حصہ لیتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں خادم درگاہ آپ غریب نوازؒ کے خدام اور اہل شہر میں بہت باعزت ہیں۔ آپ اپنی متعلقہ خدمات درگاہ بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ بڑے متدین خادم ہیں۔ آپ کے موکل زیادہ تر سندھی ہیں۔ آپ اپنے موکلین کو آرام پہونچانے کا کافی انتظام رکھتے ہیں

بڑے باخبر خادم ہیں۔

سید فضل رسول صاحب خادم درگاہ	آپ کے یہاں زائرین کو کھانے اور رہائش کا معقول آرام ملتا ہے۔ بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ مرنجان مرنج خادم ہیں۔
محمد حسین صاحب چشتی خادم درگاہ	آپ اجمیر کے صاحب مقدرت وعزت لوگوں میں ہیں۔ بڑے لوگ عموماً آپ کے موکل ہیں۔ آپ کے یہاں ان کو خاطر خواہ آرام ملتا ہے۔ آپ کی سردار شریف میں بہت عقیدت مندانہ حاضری ہوتی ہے۔
سید ولی الدین صاحب خادم درگاہ	آپ متمول خادم ہیں۔ زیادہ تر بنگال بہار کے لوگ آپ کے موکل ہیں۔ زائرین کی آسائش کے آپ کے یہاں وسیع انتظامات ہیں۔
سید محمد انیس صاحب نیازی خادم درگاہ	آپ نیازیہ سلسلہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ ملنسار فقیر دوست خادم ہیں۔ صاحب مقدرت اصحاب کے علاوہ آپ کے یہاں اکثر درویش بھی قیام پذیر ہوتے ہیں
سید کاظم علی صاحب نیازی خادم درگاہ	بہت سیدھے کم سخن خادم ہیں۔ رامپور بریلی کے اصحاب زیادہ تر آپ ہی کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ حضرت عزیز میاں صاحب نیازی بریلوی اور مولف کے بھی وکیل ہیں
سید حسن علی صاحب خادم درگاہ	آپ علم دوست متشرع خادم ہیں۔ اطراف بمبئی کے لوگ زیادہ تر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔
سید ظہور الحسن عرف زیڈ صاحب خادم درگاہ	آپ منجانب خدامان درگاہ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے موکلین زیادہ تر ہندوستان کے سربرآوردہ اشخاص ہیں۔
سید محمد اسمٰعیل صاحب خادم درگاہ	آپ نہایت سادہ مزاج خادم ہیں۔ آپ کے یہاں زائرین بے تکلفانہ طور پر رہتے ہیں۔ بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ بڑے خلیق ملنسار ہیں۔
سید نوشہ میاں صاحب خادم درگاہ	آپ فقیر دوست محنتی خادم ہیں۔ عرس شریف کے زمانہ میں آپ کی طرف سے ارکاٹ کے دالان میں گدی بچھتی ہے۔ وہیں آپ کے موکل جمع رہتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف ظہور میاں آپ بزرگانِ دین بالخصوص سید الشہدا سے عقیدت رکھتے ہیں۔ زائرین کو کافی آرام پہونچاتے ہیں۔

(د) بعض مقامی درباری علما

مفتی امتیاز احمد صاحب بیتاب آپ اجمیر کے مفتی ہیں۔ چند رسالے بھی آپ نے لکھے ہیں۔ صوفی مشرب ہیں۔ کبھی کبھی سماع بھی سنتے ہیں۔ بڑے خوش خلق عالم متبحر ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی منقبت کا سالانہ مشاعرہ آپ ہی کی تحریک سے قائم ہوا۔

مولوی محمد شریف صاحب آپ دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر مدرس ہیں۔ آپ نے فلسفہ پر بھی ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے۔ آپ کو تبحر علمی حاصل ہے

مولوی عبد الرحمن صاحب عراقی آپ واعظ عالم ہیں روزانہ درگاہ میں تفسیر ہی بیان کرتے ہیں آپ صندلی مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں۔ اور دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں مدرس ہیں

مولوی سید نبی علی صاحب آپ نے مصر میں علوم کی تکمیل کی ہے۔ آپ کے پاس کتب کا اچھا ذخیرہ ہے۔ آپ کو عالم ہونے کے ساتھ خادم غریب نواز ہونیکا شرف بھی حاصل ہے۔

مولوی عبد اللہ صاحب آپ اجمیر کے مقتدر علما میں سے ہیں۔

مولوی محمد یونس صاحب آپ اجمیر کے مشہور عالم ہیں۔

مولوی محمد شفیع اللہ صاحب اجمیر کے علما میں سے ہیں۔

(ہ) بعض موجودہ مقامی درباری شعرا

مولانا سید عبد الباری صاحب معنی آپ اجمیر کے ممتاز ترین شعرا میں سے ہیں۔ نیز عالم ادیب اور مورخ بھی ہیں خادم درگاہ ہونے کے ساتھ آپ کو غریب نواز کے مناقب کہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ سالانہ غنائی مشاعرہ کے مستقل ممبر ہیں۔

سید راحت علی صاحب راحت - آپ اجمیر کے پرانے شعرا میں سے ہیں - بزرگانِ دین کے مناقب بڑی عقیدت اور محبت سے لکھتے ہیں - عثمانی مشاعرہ اور مشاعرہ منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں سالانہ شرکت کرتے ہیں - آپ نے غریب نوازؒ کے مناقب بھی لکھے ہیں -

سید محمود علی صاحب عرشی - آپ اجمیر کے نوجوان شیریں کلام استادوں میں ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد خاصی ہے آپ کے کلام میں غریب نوازؒ کے مناقب کا کافی ذخیرہ ہے جہانگیری ابو العلائی سلسلہ میں حضرت عبد الشکور شاہ کے خلافت یافتہ مرید ہیں - اجمیر میں آپ کی سحر بیانی یادگار ہیں -

رنگیلے شاہ صاحب رنگیلے - غریب نوازؒ کی منقبت میں آپ کا جذباتی کلام قابل قدر ہے - شاعری میں حضرت مغل مرحوم سے آپ کو ارادت ہے -

اختر صاحب مودودی آپ غریب نوازؒ کے مناقب خصوصیت سے خوب کہتے ہیں - اکثر قوالان آپ کا کلام پڑھتے ہیں - آپ نے اجمیر میں شاعرانِ ہند کا ایک عالی شان مشاعرہ بھی منعقد کیا تھا -

مندرجہ بالا شعرا کے علاوہ حضرات ذیل بھی سالانہ محفل خانہ درگاہ میں بموقعہ عثمانی مشاعرہ حاضر ہو کر تحفۂ منقبت پیش کرتے ہیں

(۱) محمد ایوب صاحب احسن (۲) عبد الوحید خاں صاحب اختر (۳) امتیاز محمد صاحب چشتی امتیاز (۴) حبیب اللہ خاں صاحب خوشتر (۵) انوار الرحمٰن صاحب زاہد (۶) محمد جبار صاحب صابر (۷) شاہ نظام الحق صاحب محسود (۸) امین الدین خاں صاحب مفتوں (۹) محمد محمود صاحب محمود (۱۰) سید نظر محمد صاحب نظر (۱۱) منظور حسین صاحب شگفتہ (۱۲) شہاب الدین صاحب غازی (۱۳) عباس علی صاحب مظہر (۱۴) زین العابدین صاحب زاہد (۱۵) عبد اللطیف صاحب تیغ (۱۶) جری صاحب (۱۷) رازؔ صاحب (۱۸) عنبر صاحب (۱۹) ساغر صاحب (۲۰) اتم صاحب (۲۱) انیس صاحب نیازی (۲۲) حافظ صاحب (۲۳) موجد صاحب (۲۴) ریاض صاحب -

(۵) بعض موجودہ مقامی درباری اطبا

حکیم عبدالاعظم خاں صاحب قاضوی گدڑی شاہی المعروف بہ توشہ میاں طبیب آستانہ آپ محلہ کھاری کنویں میں رہتے ہیں تقریباً تیس سال سے منجانب درگاہ آستانہ شریف میں مطب کرتے ہیں۔ کہنہ حکیم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے دست شفا عنایت فرمایا ہے۔

حکیم ضیاء الدین صاحب طبیب آستانہ - آپ اجمیر کے مشہور حکیم بہاالدین مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔ روزانہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں۔ تجربہ کار پرانے حکیم ہیں۔ الجھے ہوئے مریضوں کے علاج میں خاص دستگاہ ہے

حکیم انوار احمد صاحب طبیب آستانہ - آپ منجانب شاہ دکن متصل عثمانی دروازہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں اجمیر کے مشہور درویش حافظ شبیر علیؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ محلہ شیخان میں رہتے ہیں قیمتی ادویات آپ کے نجی دواخانہ میں غنیمت مل جاتی ہیں۔

حکیم نظام الدین صاحب - آپ اجمیر کے بڑے قابل فقیر دوست حکیم ہیں۔ جب کسی مریض کی طرف خاص توجہ کرتے ہیں تو وہ بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہی ہوتا ہے۔ راجگان اور امرا اکثر آپ کے زیر علاج رہتے ہیں آپ صاحب ثروت معززین اجمیر سے ہیں۔ غریب نوازؒ کے زیر سایہ آپ کا مطب گلی لنگر خانہ میں ہے۔

حکیم عزیز الرحمن صاحب صفوی - آپ صفی پور کے پیرزادہ ہیں۔ پرانے تجربہ کار حکیم ہیں۔ تقریباً دو سال سے وارد اجمیر ہو کر بالائے جھالرہ مطب کرتے ہیں۔ آپ عموماً سستے نسخے لکھتے ہیں غریبوں کے لئے سرمایہ حیات ہیں بڑے لوگوں کے علاج کے لئے بھی آپ کو دور دور کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر امتیاز علی سلمہٗ جعفری - آپ محلہ خادمان میں مطب کرتے ہیں۔ درگاہ غریب نوازؒ میں روزانہ حاضری دیتے ہیں آپ کے مریض مطمئن رہتے ہیں۔ زائرین کی خدمت کو فرض منصبی سمجھتے ہیں

حکیم نصیر الدین صاحب - آپ حکیم نظام الدین کے صاحبزادہ ہیں۔ نوجوان خوش طبع فقیر دوست حکیم ہیں غریب نوازؒ کے عرس میں اکثر درویش آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ کا دواخانہ درگاہ شریف کے متصل گلی لنگر خانہ میں ہے

حکیم سعید احمد صاحب - آپ غریب نوازؒ کے عقیدت مند حکیم ہیں۔ فقرا سے ارادت رکھتے ہیں۔ غریبوں کے علاج کو

کو خدا کی طاعت سمجھتے ہیں ادویات کی قیمت وصول کرنے میں بھی آپ تشدد نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا عطا فرمائی ہے۔

• حکیم عبدالمجید صاحب۔ آپ کا دواخانہ محلہ خادمان میں ہے۔ علاج بہت غور اور کوشش سے کرتے ہیں دربار غریب نوازؒ میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

• شوکت حسین سلمہٗ کمپوڈر۔ آپ منجانب وکٹوریہ ہاسپٹل عرس شریف کے موقعہ پر درگاہ میں دواخانہ لاتے ہیں زائرین اور اہل شہر کی خدمت بہت خلوص سے کرتے ہیں۔ شہر میں آپ ہر دلعزیز ہیں پرانے کمپوڈر ہیں

(ز) بعض مقامی عمائدین

نواب محمد عمر صاحب جاگیردار المعروف نواب بوراج۔ آپ عموماً روزانہ صبح کی نماز کے وقت درگاہ شریف میں حاضر دیتے ہیں آپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی مگر اب غریب نوازؒ کے فیض بالمنی سے صاحب اولاد ہیں۔

سید محمد یوسف علی صاحب مودودی جاگیردار عرف شاہ جی۔ آپ خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ کی اولاد میں ہیں۔ اپنے جد کا عرس بتاریخ ۳ رجب سالانہ سماع کے ساتھ کرتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید عبدالحق جاگیردار۔ آپ شہر کے بااثر عمائدین سے ہیں۔ مویشیوں کے ڈاکٹر اور جاگیردار ہیں۔ محرم شریف اور دیگر اسلامی تقاریب میں خلوص سے حصہ لیتے ہیں۔

سید بخاور علی صاحب۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں۔ غوث پاک کے چلہ پر گیارھویں شریف کی تقریب میں آپ متعلقہ خدمات بجالاتے ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں پرانے وضعدار لوگوں میں ہیں۔

سید محمد یٰسین صاحب جاگیردار۔ آپ حضور غوث پاک کے چلہ کے متولی ہیں۔ وہاں گیارھویں شریف کے موقعہ پر آپ کے اہتمام سے مراسم عرس سالانہ ادا کئے جاتے ہیں۔

عبدالمجید خاں صاحب۔ آپ خاندان دیس والیان سے ہیں پہلے وکالت کی پھر نائب تحصیلدار ہوئے بعد ازاں مجسٹریٹ ہوئے غریب نوازؒ کے دربار میں روزانہ حاضری دیتے ہیں فقیر دوست ہیں۔

عبدالقیوم خاں صاحب - آپ بھی اجمیر میں مجسٹریٹ ہیں - غریب نوازؒ اور حضرت گدڑی شاہ بابا سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں - اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

(ح) بعض موجودہ درباری میلاد خواں

نظیر بخش سلمہٗ گدڑی شاہی میلاد خواں اجمیری - آپ یہاں کے استادوں میں جانشین عطار ہیں - بہت پر کیف میلاد شریف پڑھتے ہیں - آپ کے پڑھنے پر اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا ہے - آپ مرثیہ خواں اور تحت خوانی بھی کرتے ہیں - بالائے جھالرہ رہتے ہیں - انجمن میلاد خوانان کے سکریٹری ہیں۔

حافظ عبدالرحمن صاحب اجمیری - آپ معہ اپنی جماعت کے بہت خوش الحانی کے ساتھ میلاد شریف پڑھتے ہیں - محلہ توپ ڈرے میں رہتے ہیں۔

رمضانی خاں صاحب میلاد خواں اجمیر - آپ اجمیر کے خوش الحان میلاد خواں ہیں - استاد نظیر بخش کے فیض صحبت اور عرشی صاحب کے نعتیہ کلام کی وجہ سے میلاد خوانی میں خاصی ترقی کر لی ہے۔

امیر بخش صاحب میلاد خواں اجمیری - آپ پرانے میلاد خواں ہیں - بہت ثابت قدم وقت کے پابند - وضعدار میلاد خواں ہیں - عثمانیہ خانقاہ شریف میں ہر ماہ پانچوین شریف کے موقعہ پر آپ برسوں سے میلاد خوانی کرتے ہیں۔

کالے میاں صاحب کلیمی اجمیری - آپ اجمیر کے پرانے استادوں میں ہیں - آپ کی میلاد خوانی میں لوگ اکتاتے نہیں - پر غبت سنتے ہیں - آپ زیادہ دیر تک میلاد پڑھنے کے موافق نہیں ہیں۔

زین الذابدین صاحب اجمیری آپ اجمیر کے اچھا میلاد پڑھنے والوں میں ہیں - اکثر زائرین درگاہ شریف میں آپ میلاد پڑھواتے ہیں۔

محمد عظیم صاحب میلاد خواں اجمیری - آپ اجمیر کے اچھے میلاد خوانوں میں ہیں۔

بعض بیرونی اور مقامی درباری قوالان

شاہی چوکی المعروف بہ چوکی اول یہ درگاہ کی پورانی چوکی ہے غریب نواز کے عرس پر قل کی محفل میں صرف یہی چوکی حاضری دیتی ہے لوگوں کو اسی چوکی کا رنگ پڑھنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ دسترخوان کی حاضری بھی یہی چوکی دیتی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

صابری چوکی المعروف بہ چوکی دوئم درگاہ شریف یہ چوکی اکثر لوگوں کی پسندیدہ ہے۔ فارسی کا پورانا کلام زیادہ یاد ہے اُردو کے کلام کی بھی ادائیگی خوب ہے۔ رنگ شناس چوکی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

چوکی سوئم درگاہ شریف - یہ چوکی حال میں ملازم رکھی گئی ہے۔ دیوان صاحب کی پسندیدہ چوکی ہے۔

چوکی غلام حسین صاحب یہ چوکی روزانہ درگاہ شریف میں ازرہ عقیدت حاضری دیتی ہے۔

قوال عرف طوطی اجمیری غریب نواز کے کرم سے کامیاب چوکی ہے۔

چوکی انگارا شاہ صاحب اجمیر - یہ چوکی انگارا شاہؒ نے بنائی تھی۔ انہی کے نام سے مشہور ہے اجمیر کی غنیمت چوکی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی فخرالدین صاحب - یہ چوکی حال میں تیار کی گئی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی نظیر صاحب یہ خورد سال بچوں کی چوکی ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی صدیق صاحب جلیپوری یہ چوکی صوفیوں کی پسندیدہ ہے۔ کلام بھی غنیمت یاد ہے سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی مرلی صاحب شاہجہاں پوری ہندوستان کے مشہور قوال کنہئی کے لڑکے مرلی کی چوکی ہے۔ اچھے قوال ہیں گراتے بھی خوب کوتے ہیں۔ کلام بھی عامیانہ نہیں پڑھتے امسال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دی تھی

چوکی عبدالکریم صاحب دہلوی عبدالکریم خاں کا انتقال ہوگیا مگر چوکی انہی کے نام سے ہے۔ غریب نواز کے عرس میں سالانہ حاضری دیتی ہے۔

چوکی علی بخش صاحب اکبر آبادی یہ اگرہ کی ممتاز چوکیوں میں ہے۔ عثمانیہ خانقاہ اگرہ میں عرس خواجہ عثمان قدس سرہ اور ماہانہ پانچویں شریف کی خدمت کرتی ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں اجمیر حاضر ہوتی ہے۔

چوکی للہ صاحب مراد آبادی مراد آباد کی بہترین چوکیوں میں ہے۔ اچھے قوال ہیں۔ دور دور بلائے جاتے ہیں سالانہ عرس غریب نواز میں حاضر ہوتے ہیں۔

چوکی چھبن صاحب خیر آبادی سمجھ دار قوال ہیں۔ فارسی کا کلام اچھا یاد ہے۔ غریب نواز کے عرس میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔

علی بخش صاحب قادری المعروف بہ واعظ قوال حیدر آباد دکن آپ عربی فارسی داں صاحب دل قوال ہیں۔ دہلی وغیرہ کے لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور مرید بھی ہیں۔ غریب نواز کے کرم سے با اثر قوالی کرتے ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ بتاریخ ۵ رجب عثمانیہ خانقاہ شریف میں اور حضرت سید اسرار احمد صاحب کے یہاں بھی قوالی کی خدمات بجالاتے ہیں۔

بعض متاخرین درباری مہاجرین

تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ بابا خنجر والے ۱۲۰۷ھ - ۱۳۲۷ھ

مرشدی و مولائی سلطان رندان حضرت سید ملک محمد عالمؒ کی ولادت تقریباً ۱۲۰۷ھ میں ہوئی۔ آپکا آبائی وطن اور جائے پیدائش قصبہ کہبکی ضلع شاہ پور (پنجاب) ہے۔ آپ کے والد ماجد شیر محمد صاحب اکیسکھوں کی عملداری میں جاگیر ملی تھی۔ آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں مشغول رہنے کے جنگلوں میں عزلت گزیں رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کی محبت میں زیادہ بیقرار ہو کر تلاش کراتیں تو آپ مہینوں بعد اپنی والدہ سے ملنے مکان پر چلے آتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب آپ کی والدہ نے رحلت کی تو آپ نے بالکل گھر آنا جانا ترک کر دیا۔ ابتدائی زمانہ میں آپ کچھ عرصہ تک حضرت معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار راولپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ ازاں بعد آپ نے حاجی جان محمد شاہؒ کے ارشاد کے مطابق اجمیر شریف کا رخ کیا۔ اور بقیہ تمام عمر (تقریباً ساٹھ سال) دربار غریب نواز میں گذاری۔

آپ نے سیر و سیاحت بہت کی۔ حج بیت اللہ شریف کیا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نجف اشرف کربلائے معلےٰ اور اوس نواح کے اکثر متبرک مقامات پر حاضری دی۔ جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو حضرت پیر مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ آپ معمولی خوراک تناول فرماتے اور معمولی لباس پہنتے۔ اکثر ٹاٹ کا لمبا کرتہ زیب تن فرماتے۔ تہبند باندھتے۔ گدڑی اوڑھے رہتے اس وجہ سے آپ گدڑی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ اکثر برہنہ سر رہتے ہاتھ میں ایک عصا بھی رکھتے تھے۔

آپ اجمیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پہ ایک باغ میں رہا کرتے تھے۔ مگر دن بھر شہر اجمیر میں رہتے تھے۔ روزانہ درگاہ غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ روضۂ منورہ کے پائن کی جانب آرکاٹی دالان کے قریب بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک بلا خورد و نوش سر بسجدہ رہا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش خلق تھے۔ کسی سے قصور بھی ہو جاتا تو فرما دیا کرتے تھے بھول ہو گئی۔ مگر غصہ نفرماتے ماہ رمضان شریف اور ماہ محرم کی یکم سے دس تاریخ تک روزہ دار رہتے تھے۔ خوراک بقدر قوت لایموت تھی۔ اکثر کھانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔

آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ روزانہ درگاہ میں بوقت شب سماع سُنتے تھے۔ جمعرات۔ چھٹی۔ اور عرس شریف کی محافل سماع میں شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اہل اجمیر اور بیرونی حاجتمندوں نے آپ سے بہت فیوض حاصل کئے۔

آپ کا وصال بعمر ایک سو بیس سال بتاریخ ۱۰ رمضان ۱۲۲۷ھ بروز یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن محلہ پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نواز کے چلہ شریف پر سنگ مرمر کی بارہ دری میں واقع ہے۔ مخلوق آپ کے مزار سے فیض پاتی ہے۔

آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان المبارک سے ۱۰ تک ہوتا ہے۔ خادمی وقف میں آپ کے عرس شریف کے لئے رقم وقف ہے۔

آپ سے فیض یافتہ حضرت عبدالرحیم شاہؒ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہؒ۔ ابراہیم خاں صاحب۔ بیلا بائی صاحبہ۔ حافظ محمد یوسف صاحب۔ عبدالعزیز خانصاحب اور دیگر بہت سے حضرات ہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ

۱۲۷۶ھ — ۱۳۴۴ھ

آپ کا خاندان سلیم پور گڑھی ضلع بجنور کا قدیم باشندہ ہے۔ آپ کا وطن اور جائے پیدائش کاشی پور ضلع نینی تال ہے آپ کے والد بزرگوار شیخ علی بخش صاحب میراں پور جانسٹ میں جوتہ کی دوکان کیا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۷۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ میں آپ حضرت بونگے شاہ کاشی پوری کی صحبت میں رہے۔

شادی کے بعد آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ پھر آپ ترک وطن کر کے اجمیر شریف آئے۔ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہو کر حضرت گدڑی شاہ باباؒ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تقریباً چالیس سال تک اجمیر میں قیام کیا۔ اجمیر میں کوئی آپ کو بھولے شاہ کہتا۔ کوئی قاضی جی کہتا۔ اور کوئی قاضی گدڑی

شاہ کے لقب سے یاد کرتا تھا۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ شام کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی۔ پنجشنبہ اور عرس شریف کی محافل میں پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ اور حضرت گدڑی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی خدمات پابندی کے ساتھ بجا لاتے تھے۔

آپکا وصال بعمر اڑسٹھ سال بتاریخ ۵ ماہ شوال ۱۳۴۴ھ یوم یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پر بافیض و زیارتگاہ خلق ہے۔

آپ کے حلقہ بگوش حکیم عبدالاعظم خاں صاحب۔ بابو عبدالرحیم صاحب۔ منشی احمد علی صاحب اور مولف وغیرہ ہیں۔

حضرت احمد علی شاہ بنارسی آپ کا وطن بنارس ہے۔ اجمیر میں تقریباً پچاس سال دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہکر مخلق خدا کو فیض پہونچایا۔ آپ کے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ میں بمقام اجمیر ہوا۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں ہے۔ آپ کا عرس سالانہ آپ کے مریدین کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ صاحب قادری آپ کاٹھیاواڑ کے باشندے ہیں۔ وطن سے ہجرت کرکے تقریباً ساڑھے سال اجمیر میں حاضر رہے۔ آپ جمعہ کے دن دربار غریب نواز میں حاضر ہوکر نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ بافیض عزلت گزیں اور مستغنی درویش تھے۔ پیر مصطفےٰ صاحب بغدادی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپکا مزار دانش کی ریتی میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی آپ کا عرس کرتے ہیں۔

مولوی بخاری شاہ صاحب آپ متقی پرہیزگار درویش تھے۔ تقریباً چالیس سال دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ دہانمنڈی کی ایک مسجد میں قیام رکھا۔ شروع زمانہ میں آپ بڑی عسرت سے گذر کرتے تھے پھر صاحب نصاب ہوگئے اجمیر میں آپکے کچھ مریدین بھی ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بیس سال ہوئے۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ پر ہے۔

حافظ شبیر علی صاحب آپ کرتپور منڈا ضلع بجنور کے باشندے تھے۔ وطن سے ہجرت کرکے تقریباً پچاس

سال اجمیر میں مقیم رہے۔ بہت متشرع درویش تھے۔ محلہ شیخان میں رہتے تھے۔ اکثر درگاہ میں حاضری دیتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار چاریاری میں ہے آپکے صاحبزادہ حکیم انوار احمد صاحب۔ اور آپ کے مریدین بماہ شعبان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

یعقوب شاہ صاحب آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بافیض درویش تھے۔ آپ کے وصال کو ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا۔ مزار غریب نوازؒ کے جدّ شریف کے احاطہ میں ہے۔

رنگین شاہ آپ مظفر نگر کے باشندے تھے۔ وطن کی سکونت ترک کر کے اجمیر حاضر ہوئے۔ تقریباً پچاس سال دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خانصاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے وہیں تقریباً پندرہ سال ہوئے۔ انتقال ہو گیا۔

سید معصوم علیشاہ عرف حافظ نابینا آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال چھوٹی دیگ کے قریب ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ آپ بیماروں اور اہل حاجت کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ ایک شب آپ نے باآواز بلند تمام رات بسلسلہ راز و نیاز یہ کہکر گلہ کیا "تمام عمر تو یہاں گذری مگر اب آخر وقت یہاں سے بھیجا جاتا ہے" آخر صبح ہونے پر آپ جے پور روانہ ہوئے۔ جے پور پہونچکر کو لگی اور اسی دن آپ کا وصال ہو گیا۔ آپکے وصال کو تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا۔

عبد الکریم شاہ صاحب تاجی آپ جے پور کے باشندے تھے۔ چند سال سے اجمیر میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ حضرت تاج الدین باباؒ ناگپوری سے نسبت رکھتے تھے۔ خوش مزاج درویش تھے۔ آپ کے بہت مریدین ہیں۔ ضلع علیگڈھ میں آپ کے مریدین زیادہ ہیں۔ آخر وقت آپ کرانچی چلے گئے۔ وہیں سنہ ۱۳۶۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حصہ ششم

اجمیر

اجمیر کی تاریخ وجغرافیہ

(الف) جغرافیہ

جغرافیہ اجمیر ہندوستان کے شمالی مغربی حصہ میں واقع ہے یہ صوبہ راجپوتانہ کا بڑا شہر ہے۔ آگرہ اور دہلی سے تقریباً دوسو چونتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

جائے وقوع عرض البلد شمالی ۲۶-۲۹ اور طول البلد شرقی ۷۴-۴۳ ہے۔

موجودہ حدود اربعہ شمال میں گوگرا گھاٹی جنوب میں کوہ ارادلی مشرق میں ریاست کشن گڈھ۔ اور مغرب میں دریائے سوتی ہے۔

مختصر تاریخ

اقوام ہند ہندوستان بہت پرانے زمانہ سے بھیل اور گونڈ اقوام کا وطن ہے۔ یہ مثل حبشیوں کے سیاہ فام ہوتے ہیں یہی ہندوستان کے باشندگان قدیم ہیں اور ان کی نسل آج تک پہاڑی اطراف میں اسی نام سے چلی آتی ہے۔ عرصہ مزید کے بعد وسط ایشیا سے دراوڑ[۱] قوم کے لوگ (جو اپنے مردے دفن کیا کرتے تھے) وارد ہندوستان ہوئے ان کے بعد منگولیا سے منگولین آئے بعد ازاں ایرین[۲] (جو اپنے مردے جلایا کرتے تھے) ہندوستان میں آئے۔ سرور عالم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہاں پورانے مسلمان[۳] مکمل ہو کر آنا شروع ہوئے۔ ان ہر چہار اقوام کی نسلیں ہندوستان میں بھیل

[۱و۲] انبیائے سابقین کے مزارات موجود ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ انکے زمانہ سے مسلمانوں میں مردہ کو دفن کرنے کا قاعدہ چلا آتا ہے اسلئے دراوڑ دراصل پورانے مسلمان ہیں جو آجتک اپنے مذہب کے قاعدہ کے مطابق اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اور ایرین ہنود ہیں جو قدیمی مسلمانوں کے بعد ہندوستان آئے اور آجتک اپنے بزرگوں کے اتباع میں اپنے مردے جلاتے ہیں (دیکھئے نیو ہسٹری آف انڈیا یا تاریخ ہندازا سمتھ وغیرہ)

[۳] یہ خیال غلط ہے کہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور عالم تک تمام انبیاء دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب پر چلیں جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور مشرکوں میں نہ تھا

(سورۂ نحل پارہ چودہ)

اور گونڈوں کے بعد جاری ہوئیں۔ اس لئے موجودہ ہندوستان ان تمام واردان ہند کی جائے پیدائش اور وطن ہے۔

اجمیر کی وجہ تسمیہ اجمیر ہندوستان کا بہت پرانا شہر ہے۔ چونکہ اس پہاڑ میں بکریوں کی بو آتی تھی اس لئے لفظ اجمیر" آج اور میر سے مرکب ہے ہندی میں آج بکری اور میر پہاڑ کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ

راجہ اجے پال چکوا دوسری روایت یہ ہے کہ چوہان راجہ اجے پال چکوا نے یہ شہر اپنے نام پر کوہ اجگند (معروف بہ اردلی پہاڑ) کے دامن میں آباد کیا۔ یہی راجہ بانی ہے۔ اور خسرو بن سیاوش بن کیکاؤس کا ہمعصر اس کے چوبیس بیٹے تھے۔ اُن کی اولاد نے اس سرزمین کو آباد کیا۔ اُس کے زمانہ میں رستم بن دال حاکم سیستان نے اپنے بیٹے فرامرز کو لشکر جرار کے ساتھ ہندوستان تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مگر کسی وجہ سے ناکام واپس گیا۔

راجہ دو لہارائے سمت ۴۰۰ عرصہ دراز کے بعد سمت ۴۰۰ میں دو لہارائے راجہ ہوا۔ اُس وقت اسلامی سلطنت بنی اُمیہ کے خاندان میں تھی۔ ولید بن عبدالملک حکمراں نے اپنے مصاحب روشن علی کو برسم سفارت راجہ دو لہارائے راجہ کے پاس بھیجا تھا۔ اور اس جرم میں کہ اُنہوں نے راجہ کے کھانے کی ظرف جغرافت میں (جو ایک گوجر عورت روزانہ لایا کرتی تھی) اونگلی لگائی تھی۔ اُن کی انگشت شہادت کاٹ گئی۔ سفیر مذکور نے یہ سب ماجرا ولید بن عبدالملک کو سنایا۔ ولید نے انتقام کے لئے اسلامی فوج کے سوداگروں کے لباس میں روانہ کئے یہ فوج اجمیر پہونچکر دو لہارائے پر حملہ آور ہوئی۔ دو لہارائے اور اُس کے بیٹے کو قتل کر کے سمت ۱۲۱ میں قلعہ گڈھ بٹیلی پر قبضہ کر لیا۔ مانک رائے برادر دو لہارائے اجمیر سے سامبر کی طرف فرار ہو گیا۔ اور ۹۵ھ میں قلعہ تارا گڈھ پر اسلامی جھنڈا نصب ہوا۔

ہرس راج چند سال بعد پھر چوہانوں نے اجمیر لے لیا۔ راجہ ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کر کے اسے شکست دی اور سلطان گیر کا خطاب پایا۔

بیر بیلن دیو ہرس راج کے بعد بیر بیلن دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی میں مصروف رہا۔ اور ہنگامہ حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا۔

راجہ بیسل دیو بیسلدیو ۱۰۲۶ء سمت میں راجہ ہوا۔ بہت سے راجگان ہند اُس کو اپنا سرتلج[1] جانتے تھے اُس نے ایک لشکر عظیم کے ساتھ (جس میں ہندوستان کے راؤ راجہ اور نامی بہادران شامل تھے) سلطان محمود غزنوی سے مقابلہ کیا۔ سات روز تک معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔ آٹھویں روز بیسلدیو کی فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ سلطانی لشکر قلعہ تاراگڈھ پر پہونچا۔ بیسلدیو گرفتار ہوگیا۔ سلطان نے راجہ کے قتل کا حکم دیا۔ راجہ نے اسلام قبول کیا۔ سلطان نے جان بخشی کے ساتھ راجہ کو مفتوحہ علاقہ بھی واپس دینا چاہا مگر راجہ نے لینے سے انکار کیا۔ اور سلطان سے کہا کہ اب سوائے خدا پرستی کے اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ راجہ نے مسلمان ہوکر دنیا ترک کی۔ یادِ خدا میں مشغول رہا۔ اور مقام بلند یعنی ڈھونڈہ پر عزلت نشینی اختیار کی اور وہیں انتقال کیا اور دفن ہوا۔

سلطان محمود غزنوی نے اجمیر فتح کرنے کے بعد سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نائب بنا کر ملک مفتوح سپرد کیا ۴۰۴ھ میں سدا بہار پہاڑی پر سالار ساہو کے یہاں سید سالار مسعود غازی پیدا ہوئے۔ یہ مقام اب تک سالار غازی کے چلّہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو صاحبزادہ کی ولادت سے بہت مسرت ہوئی۔ اس خوشی میں اجمیر کے قریب بیٹے کے نام پر ایک شہر مسعود آباد کیا۔ بیس برس تک یہاں مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ پھر چوہانوں نے سالار کو شہید کرکے اپنا قبضہ کرلیا۔

راجہ سارنگ دیو کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ مگر اس نے تھوڑے دن راج کرکے سن صغیر میں ملک عدم کا راستہ لیا۔

راجہ آنا دیو بعد ازاں آنا دیو بن بیسلدیو[2] نے حکومت کی۔ آناساگر تالاب اسی نے تعمیر کرایا ہے کچھ عرصہ بعد اُس کا انتقال ہوگیا اور اُس کے بعد جے پال راجہ ہوا۔

راجہ جیپال راجہ جیپال کے بعد سومن دیو نے حکومت کی۔

---

[1] اس وقت سب سے بڑا ہندوستان کا راجہ قنوج کا راجہ تھا۔ یہ سلطان محمود غزنوی سے دوستی رکھتا تھا۔

[2] تالاب بیسلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ جو ابھی تک اجمیر میں موجود ہے۔

راجہ سومین دیو سومین دیو کی شادی رد کا بائی دختر انگ پال تنور (راجہ دہلی) سے ہوئی تھی چونکہ انگ پال قنوج کے راجہ کے حملوں سے بامداد سومین دیو محفوظ رہا تھا اس لئے اس احسان کے پیش نظر راجہ انگ پال تنور نے اپنی لڑکی کی شادی راجہ سومین دیو سے کردی اس کے بطن سے پرتھوی راج پیدا ہوا

راجہ پرتھوی راج آٹھ سال بروایتہ دیگر چودہ سال کی عمر میں تخت دہلی پر بیٹھا۔ قنوج کا راجہ جے چند اور پرتھوی راج دونوں انگ پال کے نواسے تھے۔ یعنی بجے پال (پدر جے چند) اور سومین دیو (پدر پرتھوی راج) دونوں راجہ انگ پال کے داماد تھے۔

جب پرتھوی راج تخت دہلی پر بیٹھا تو جے چند نے صرف اُس کے بڑے ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ خود سلطنت دہلی کا دعویدار رہا۔

آخر پرتھوی راج چدرہ برس سلطنت کرنے کے بعد شہاب الدین غوری سے مقابل ہوا۔ اس جنگ میں دہلی کے سپہ سالار کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ اُدھر سلطان نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کھانڈے راؤ کے منہ پر نیزہ مارا اگر کھانڈے راؤ نے بھی سلطان کے بازو پر برچھا مارا۔ دونوں زخمی ہوئے۔ مگر دونوں میں سے کوئی مرا نہیں۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے کہ ایک خلجی جوان بادشاہ کے گھوڑے پر آگیا اور سلطان کو میدان سے بچالایا۔ بالآخر سلطان بیس کوس کے فاصلہ پر اپنے خزیمت خوردہ لشکر سے جا ملا۔ سلطان کو اس شکست کا بڑا صدمہ تھا۔ اس نے جنگی تیاریاں کرکے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی خط دے کر روانہ کیا خط کے جواب میں راجہ آمادہ جنگ ہوا آخر ۵۸۸ھ میں سلطان نے پھر حملہ کیا اور پرتھوی راج کو شکست دیکر (جس کا مفصل حال سوانح میں درج ہے) اجمیر تسخیر کیا۔

سلطان شہاب الدین غوری ۔ نے بعد فتح اجمیر ۵۸۸ھ میں پرتھوی راج کے لڑکے لکھپت راؤ کو اس کے باپ کی جگہ حکمراں کردیا۔ ۵۸۸ھ سے ۶۰۲ھ تک سلطان موصوف کا تصرف رہا۔

قطب الدین ایبک ۔ شہاب الدین غوری کے انتقال کے بعد قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ سے

۶۰۲ھ تک بطور سلطان دہلی اجمیر پر قابض رہا۔ اُس کی طرف سے میراں سید حسن اجمیر کے قلعہ دار تھے جن کا تذکرہ سوانح میں درج ہو چکا ہے۔

آرام شاہ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا بطور سلطان دہلی اور اجمیر پر چند ماہ متصرف رہا

سلطان شمس الدین التمش ۶۰۳ھ ازاں بعد ۶۰۷ھ میں شمس الدین التمش تخت دہلی پر بیٹھا۔ اور ۶۳۴ھ تک اجمیر پر قابض رہا۔

راجگان میواڑ ۶۰۹ھ راجگان میواڑ نے ۶۱۰ھ میں اجمیر پر پھر قبضہ کر لیا۔

سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ المعروف بہ شاہ منڈو جب اجمیر راجگان میواڑ کے قبضہ میں آیا۔ راجپوتوں کا غلبہ ہوا۔ اثرات و اقتدار اسلامی زائل کر دیا گیا۔ سلطان محمود کو جب ان حالات سے مطلع کیا گیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مبلغ اعظم اسلام حضور خواجہ معین الدین اجمیر میں آسودہ ہیں تو سلطان موصوف اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حضور خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح سے طالب امداد ہو کر قلع کا محاصرہ کر لیا۔ رانا بھا کا قلعہ دار گجادہر معہ فوج راجپوتانہ مقابل ہوا۔ چار دن تک لڑائی ہوئی۔ پانچویں دن گجادہر مارا گیا اور سلطانی لشکر ۸۵۹ھ میں کامیاب ہوا سلطان نے خواجہ نعمت اللہ خاں الملقب بہ سیف خاں کو اپنی طرف سے اجمیر کا قلعہ دار مقرر کیا۔ بعد ازاں اپنے ولی عہد غیاث الدین کو اجمیر کا حاکم کیا (فرشتہ تذکرہ حاکمان گجرات و احسن السیر)

اُمرائے راٹھور اسلامی حکومت کا زوال ہونے پر امرائے راٹھور پھر اجمیر پر قابض ہو گئے۔

اجمیر عہد مغلیہ میں مغلوں کے دور اقتدار میں اجمیر رائے ٹھوروں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور سلطنت مغلیہ کے قبضہ میں آگیا۔ اجمیر کا ایک صوبہ بنایا گیا۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہاں۔ عالمگیر کے زمانہ میں اجمیر مغلوں کی حکومت میں رہا۔

محمد شاہ کے زمانہ میں راجہ سوائی جے سنگھ اجمیر کا صوبہ دار رہا۔ بعد ازاں بارہ سال تک ابھے سنگھ و دیگر راجگان جودھپور کے قبضہ میں رہا۔

لیلیٰ جنکوجی سندھیا۔ ۱۷۷۱ء میں جنکوجی سندھیا نے راجہ جودھپور سے اجمیر

اور ۲۳ سال تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔

مہاراجہ بجے سنگھ والئی جودھپور ۱۷۸۷ء میں مہاراجہ بجے سنگھ نے بامداد مہاراجہ جیپور مرہٹوں کو ہٹادیا۔ اور اور اپنا قبضہ کرلیا۔ تین سال تک قابض رہا۔ ۱۷۹۰ء میں مہاراجہ مادھوجی سندھیا نے فوج کشی کرکے مہاراجہ جودھپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کرلیا اُس وقت سے ۱۸۱۷ء تک اجمیر میں مرہٹوں کی عملداری رہی۔

سلطنت برطانیہ ۱۸۱۷ء کے آغاز میں مرہٹوں نے اجمیر کا قلعہ برطانیہ کے حوالہ کردیا۔

(ج) آثار اجمیر

اجمیر کے شمال میں سدا بہار پہاڑی جنوب میں تاراگڑھ کے پہاڑوں کا سلسلہ مشرق میں چلہ مدار کی پہاڑی ہے اور مغرب میں الف کے گچھے کی پہاڑیاں ہیں۔

ج حفاظتی عمارات اور مفید عام مقامات

قلعہ تاراگڑھ یہ بہت پرانا قلعہ پہاڑ پر ہے۔ راجہ پتھورا نے اپنے عہد حکومت میں اسکی مرمت سنگ مرمر سے کرائی زمین سے تقریباً ۸۰۰ فٹ بلند ہے۔ اب شکستہ حالت میں ہے عہد برطانیہ میں پہلے یہاں انگریزی فوج رہتی تھی۔

اکبری فصیل شہر ولادت شہزادہ مراد کی خوشی میں اکبر نے ۹۷۷ھ میں یہ شہر پناہ کی فصیل تیار کرائی تھی اس کا دور چار ہزار سینتالیس گز ہے پتھروں کی عمارت پر چونہ کا صندلہ ہے اب اکثر مقامات پر منہدم ہوگئی ہے

دروازے شہر کے گوشۂ جنوب و مغرب میں ترپولیہ دروازہ اور شمال میں دہلی دروازہ اور اگرہ دروازہ مشرق میں مدار دروازہ اور ادھری دروازہ پرانی یادگار ہیں۔

فیل سنگ بیرون شہر پناہ متصل دولت خانہ اکبری پیپل کے درخت کے نیچے عہد جہانگیری کا تراشا ہوا فیل سنگ خارا رکھا ہے۔ ہاتھی کے پہلوئے راست پر یہ شعر کندہ ہے ؎

تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الٰہ ایں کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

سوت برج جہانگیر کے محل (جسے روٹھی رانی کا محل بھی کہتے ہیں) کے قریب اودے پور کے راجہ مالدیو راٹھور کا بنا ہوا یہ پانی کا چرخ ہے مشہور ہے قلعہ تارا گڈھ پیوس کے ذریعہ سے پانی پہونچایا جاتا تھا اب خستہ حالت میں ہے۔

سیسہ کان درگاہ شریف کے جنوب و مشرق میں شہر پناہ کے قریب واقع ہے یہ کان بڑی دور تک چلی گئی ہے اندر جگہ جگہ کنویں ہیں مئی جون کی سخت گرمی میں یہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ کسی زمانہ میں اس کان سے بہت سیسہ نکلتا تھا مگر اب نہیں نکلتا۔ اس لئے مقفل کردی گئی ہے۔

(ج) محلات

محل اکبری یہ محل مشرقی فصیل شہر کے متصل واقع ہے جلال الدین اکبر بادشاہ نے ۹۷۸ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ محل بصورت قلعہ معلوم ہوتا ہے چار دیواری کے اندر ہر چہار سمت چار برج ہیں عمارت کا رفیع الشان عرب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں باغ تھا اور نہریں جاری تھیں۔ اب شکستہ حالت میں ہے کچھ عرصہ پہلے یہاں فوجی میگزین تھا۔

پھول محل یہ محل موتی کٹرہ کے شمال میں عہد اکبری کا بنا ہوا تھا۔ اب صرف اس کا نقشہ باقی ہے

دولت خانۂ شاہجہانی یہ محل اناساگر کے مشرقی کنارہ دولت باغ میں واقع ہے۔ عمارات سنگ مرمر کی ہیں وسط میں بارہ دری ہے۔ ایوان شاہی کے متصل سنگ مرمر کا حمام ہے یہ عمارات شاہجہاں نے تعمیر کرائی ہیں۔ اب ویران ہیں

دولتکدہ دانیال یہ غریب نواز کے آستانہ کی مشرقی دیوار احاطہ کے متصل بیرون درگاہ واقع ہے شہنشاہ اکبر نے شہزادہ دانیال کی والدہ کے لئے یہ عمارت تیار کرائی تھی شہزادہ موصوف کے انتقال کے بعد سے یہ شیخ دانیال مجاور درگاہ کے تصرف میں رہا۔ آج کل محل کے نام سے مشہور ہے

۶ باغات

دولت باغ شاہجہانی محل کے قریب متصل آنا ساگر واقع ہے۔ بہت پر فضا اور سرسبز باغ ہے اس میں ہوا دار اور بیلوں کے بنگلے ہیں۔ سیلانی پیر کا مزار اور عمدہ پانی کا کنواں بھی ہے زمانہ حال میں یہاں دروازے اور سڑکیں بنائی گئی ہیں پہلے یہاں سہیلی بازار کی نمایش ہوتی تھی آجکل فلاور شو۔ بند سوار کے میلے ہوتے ہیں

شاہجہانی باغ یہ باغ شاہجہاں بادشاہ نے انا ساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا۔ مگر اب ویران حالت میں ہے۔

قیصر باغ یہ باغ ۱۸۷۵ء میں لگایا گیا تھا۔ دولت باغ سے وسیع ہے مگر پُر فضا نہیں ہے۔

باغ بوراج یہ باغ اجمیر شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر بجانب غرب واقع ہے۔ یہ نواب محمد عمر صاحب کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں برسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

۶ بازار

خاص بازار ۔ ۹۷۵ھ میں اکبر بادشاہ نے دو رویہ دوکانات پختہ لداؤ کی درگاہ کے زینہ کے پاس بجانب شمال تعمیر کرائی تھیں۔

درگاہ بازار یہ درگاہ شریف کے شمال میں خاص بازار سے آگے اجمیر کا بارونق بازار ہے جسے درگاہ بازار کہتے ہیں۔ غریب نواز کے عرس کے ایام میں اس بازار میں ہندوستان کی مشہور دوکانیں آتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کی آمد و رفت اور خرید و فروخت سے بازار میں ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کا بیوپار ہوتا ہے۔

سہیلی بازار پائں باغ دولت خانہ کے متصل یہ بازار چنبیلی (جو بزمانہ اکبر بادشاہ سہیلی تھی) کا بنوایا ہوا ہے دو رویہ لداؤ کی دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ کچھ کچھ نشانات باقی ہیں۔

نیا بازار ۔ اکبری محلات کے غربی سمت وسیع میدان تھا۔ مرہٹوں کے زمانہ میں اسی بازار کی یہاں

بنیاد قائم ہوئی۔ اور کونڈس کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔

(ج) تالاب

اناساگر یہ تالاب آنا دیو راجہ کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ موسم برسات میں اس کا دور تقریباً چھ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے طول چھ سو گز اور عرض سو گز کے قریب ہے اس کے مشرقی کنارہ پر بہت عمدہ گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔

تالاب بیسلہ یہ تالاب راجہ بیسلہ دیو کا بنوایا ہوا ہے۔ اس کے گرد تہخانہ تعمیر تھے۔ جن کو سلطان محمود غزنوی نے مسمار کر دیا۔ اور خوبصورت پتلیوں (جن کے منہ تک پانی آجانے سے فوارہ چھوٹتے تھے) کو جاٹوں نے برباد کر دیا۔ عہد جہانگیر میں اس میں ٹیلوں پر مکانات تعمیر ہوئے تھے۔ وہ بھی مسمار ہو گئے۔ تالاب کا فرش سنگین تھا۔ بارش میں یہ پانی سے پُر ہو جاتا ہے۔ سادے دنوں میں خشک پڑا رہتا ہے۔

تالاب پشکر یہ تالاب بیضوی شکل کا ہے شہر اجمیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر مغرب میں ہے اس کے کنارے مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ تالاب کے جنوبی کناروں پر اکبر بادشاہ نے محل بنوائے تھے۔ جو کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں۔ بادشاہ عالمگیر نے یہاں سنگ سرخ کی مسجد بنوائی تھی جو اب تک موجود ہے یہ تالاب بارہ گز گہرا اور ڈیڑھ کوس کے دور میں ہے۔ یہاں سالانہ میلہ مویشی کا ہوتا ہے سب سے بڑی عمارت یہاں پر رہا مندر کی ہے۔ جس کو گوکل پارکھ خزانچی مہاراجہ سندھیا نے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوایا ہے۔

فائی ساگر اجمیر کے جنوب میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ تالاب واقع ہے۔ یہاں سے تمام شہر کو پانی پہونچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار روپئے کی لاگت سے زیر اہتمام مسٹر فائی ایگزیکٹیو انجنیر ۱۸۹۰ء میں میونسپل بورڈ کی جانب سے بنایا گیا۔ لب آب ایک کاٹھ کا بنگلہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہاں کچھ سایہ دار درخت بھی ہیں۔

ڈگی یہ ۱۲۴۸ھ میں کرنل ڈکسن نے شہر اجمیر کی جنوبی فصیل کے روبرو بنوائی۔ اس سے اہل شہر کو

پانی کا بہت آرام ہے۔ اس میں ایک گاؤ مکھ بھی لگا ہوا۔ اس مکھ کا پانی بہت سرد ہوتا ہے۔

کاتن باؤلی ڈھائی دن کی مسجد کے جنوب میں بنی ہوئی ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں ایک بڑھیا نے سوت کی انٹی نذر گذاری۔ بادشاہ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میرے نام پر ایک مسجد اور باؤلی تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ تعمیر کرا دی

بھاٹ باؤلی اجمیر شہر کے باہر مشرقی سمت راجہ بھاٹ کی بنوائی ہوئی ہے۔

نور چشمہ جہانگیری قلعہ تاراگڈھ کے مشرق میں یہ چشمہ واقع ہے۔ پہلے اس کے متصل راجہ اجے پال کا آباد کیا ہوا شہر تھا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۴ھ میں اجمیر آیا اور ایک عالیشان محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کرایا۔ جس کی تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے۔

"محل شاہ نور الدین جہانگیر"

۱۰۲۴

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بلند اقبال شاہ ہفت کشور — کہ وصف او نمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر — شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
دریں سر چشمہ چوں آمد زفیضش — رواں شد آب خاکش گشت اکسیر
شہنشاہ کرد نامش چشمۂ نور — شدہ آب خضر زد چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی — بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بہ طرف چشمۂ نور ایں عمارت — جہاں آرائے شد از روئے تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد — محل شاہ نور الدین جہانگیر

۱۰۲۴ھ

یہ چشمہ نورنال کے نام سے مشہور ہے۔ قصر ایوان میں سے صرف ایک دروازہ اور سنگ مرمر کا والان باقی ہے

ملّو سر یہ باڈلی اجمیر کے جنوب و مشرق میں زیر کوہ سنگین ہے اس کے متصل ایک حوض پختہ تقریباً ۱۴۱ گز مربع بنا ہوا ہے۔ جس پر مستورات کیلئے گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے متصل باغات بھی تھے جو ویران ہو چکے ان باغات میں چار مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد کے پاس حوض پختہ بنا ہوا تھا جو شکستہ ہے عمر رسیدہ لوگوں کا بیان ہے کہ یہاں ہر دو بادلیاں ملّو خاں اور مولا خاں کی بنوائی ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے بڑی باڈلی ملّو سر اور دوسری مولا سر کہلاتی ہے۔ عشرہ محرم کے روز ان حوضوں پر خلقت کا بڑا اژدہام ہوتا ہے۔ اور اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیوں کو اسی جگہ سیراب کرتے ہیں۔

ج محلے

اندر کوٹ یہ محلہ درگاہ کے گوشۂ جنوب و مغرب میں تارا گڈھ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے تقریباً چار ہزار سال پیشتر راجہ اندر سین نے یہاں شہر آباد کر کے اندر کوٹ نام رکھا تھا۔ یہ راجہ بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ یہاں پہلے بہت سے بت خانے اور باوڑیاں تھیں۔ انقلابات زمانہ سے بت خانے معدوم ہو گئے باوڑیاں بحال خراب اب تک موجود ہیں۔

خادم محلہ درگاہ شریف کے مشرق میں یہ محلہ آباد ہے۔ یہاں زیادہ تر خدامان درگاہ کے مکانات ہیں زائرین درگاہ اکثر اسی محلہ میں قیام کرتے ہیں۔

بالائے جھالرہ یہ محلہ بھی دراصل خادم محلہ کا ایک حصہ ہے۔ درگاہ کے جنوب میں لب جھالرہ ایک مختصر آبادی ہے۔ اسلامی بستی ہے۔

ڈگی بازار درگاہ شریف کے گوشۂ مشرقی و جنوب میں ڈگی کے متصل آباد ہے ڈگی کے اتصال کی وجہ سے یہ محلہ ڈگی بازار کے نام سے مشہور ہے۔

لاکھن کوٹھری یہ محلہ درگاہ کے گوشۂ مغرب و شمال میں واقع ہے۔ پرانے زمانہ میں یہاں لاکھا بھیل رہا کرتا تھا اسی کے نام سے یہ محلہ موسوم ہے۔ یہاں زیادہ تر سیٹھ ساہوکاروں کے مکانات ہیں۔

کڑکا چوکسا یہ محلہ درگاہ کے گوشۂ شمال و مشرق میں واقع ہے۔ یہاں کڑک شاہ فقیر رہا کرتے تھے۔

اس لئے یہ چوک ان کے نام سے مشہور ہے۔

۶ مزارات

مقبرہ سید حسین خنگ سوار سنہ ۱۰۲۴ھ میں حضرت سید حسین خنگ سوار شہید کے مزار خام پر اعتبار خاں خواجہ سرا (جو عہد اکبر میں منصب دو ہزاری اور عہد جہانگیر میں شش ہزاری پر ممتاز خاں کے لقب سے ممتاز تھا) نے عمارت تعمیر کرائی گنبد کا زرین کلس ہے جنوب رو یہ دروازہ کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

"شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ — کاندر زماں او شدہ آسودہ دل جاں ۱
سال دہم بعہد جلوس مبارکش — شد فتح ملک رانا از آں شاہ کامراں
دقلیکہ اندر اجمیر آں شاہ گنج بخش — بر تخت زرنشستہ بعد انفتح شادماں
بود از ہزار افزوں بست و چہار سال — گیتی ز عدل و دادش چوں روضۂ جناں
در روضۂ مقدس سید حسین کرد — ایں پنجرو زہ صدق و صفا اعتبار خاں"

آپ کا مزار تاش بادلے سے ڈھکا رہتا ہے مزار شریف کے سرہانے موتیوں کا سہرا پڑا رہتا ہے۔ چاندی کا چھتر ہے۔ سنہری چوکٹھیاں مینے کٹھیرے کے اندر جڑے ہوئے ہیں۔ اور پھولوں کے سہرے پڑے ہوئے ہیں۔ مزار کے مغرب میں کمانچی راؤ سندھیا نے سنگ مرمر کے سات والان ازراہ عقیدت بنوائے ہیں۔ مغربی دیوار کی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں

معدنِ نور منبع اسرار — ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت والان کہ ہشت رشک بہشت — راؤ کمانچی سندھیا بوتار

۱۲۲۰ھ

یہ تاریخ اہتمام تعمیر کی کہندہ ہے۔

کمانچی راؤ چوں کردہ بنائے — مکاں پر فضا بر کوہ محکم
پے تاریخ جستم گفت ہاتف — احاطش تا قیامت باد قائم

اسی دالان سے ملحق ایک دالان ہے۔ جو ۱۳۲۲ھ میں مالا راؤ اینگلہ نے تعمیر کرایا ہے اسکی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

"از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار — کرد دالان راؤ بالا اینگلہ پیش مزار
یک ہزار و دو صد و افزوں ازیں کن بست دو — سال خانہ بیت العدن آمد شمار"

روضہ کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں۔ ایک شرقی اور دوسرا جنوب رویہ ہے۔ شرقی دروازہ سنگ مرمر کا قدیم بنا ہوا ہے۔ اس کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

"شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین — قاتل کفار آں سید حسین مہ جبیں
منبع جود و سخا کان فتوت و اتقا — واقف سر ہدیٰ آں مہبط نور معین
سرور ہر دو جہاں مشکلکشائے انس و جاں — مفخر کون و مکاں حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرق از عطر جنت ہر طرف — مرقدش بردہ شرف چوں طور بر کوہ میں
فرش دروازہ معین از سنگ مرمر شد مزیں — شد مرتب بر زمیں بر صفحہ اش در ثمین
از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل — گفت چو تاریخ آد از روضہ سلطان دین"

۱۳۲۵ھ

قطعہ دوم میں خنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غربی قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول تقریباً چوبیس گز عرض چھ گز ہے قطعہ سوم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے۔ شمال میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا بلند دروازہ معہ نقار خانہ ہے جو تقریباً چونسٹھ فٹ بلند اور ستر فٹ چوڑا ہے یہ اسمٰعیل خاں صوبہ دار اجمیر نے ۱۰۶۰ھ میں سنگ سرخ سے بنوایا تھا۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور لوح میں قطعہ کندہ ہے۔

"بہد بادشاہ آسمان قدر — پناہ ملک و ملت ظل یزداں
جلال الدین محمد اکبر آں شاہ — کہ دارد در نگین ملک سلیماں
بدیں درگاہ ہمچو کعبہ آمد — سوادش عین نور و نور ایماں
بنا فرمود ایں ایوان عالی — کریم الذات اسمٰعیل قلی خاں

زکاح دل کشا و تاریخ اتمام اگر خواہد کسے می یابد اسماں

۹۷۶ھ

بلند دروازہ کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ صحن میں شہداء کے مزارات بنے ہوئے ہیں شمالی دروازہ کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں۔ ایک دیگ نورالدین جہانگیر نے بنوائی ہے اور دوسری طامداری نے۔ یہ قطعہ تاریخ دیگ پر کندہ ہے۔

"صرف زر ملا مدار کرد و در تعمیر دیگ — باد نامش در جہاں روشن بمثل آفتاب
بخت در ہمتہ اکھے چندش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف سال تاریخش جہاں شد فیضیاب"

۱۰۱۲ھ

حضرت میراں سید حسینؒ کا عرس ۱۷، ۱۸ رجب المرجب کو ہر سال ہوتا ہے۔ جو لوگ حضور غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوتے ہیں اُن میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹھہر جاتے ہیں عرس کے دن مزار مبارک پر بہت کلاوہ لپیٹا جاتا ہے جسے ہندو اٹھتے ہیں اور مسلمان اُن سے چھینتے ہیں۔ اُس وقت عجیب رقت آمیز سماں ہوتا ہے۔ درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی ہے۔ جس کا انتظام ایک کمیٹی کرتی ہے۔

گنج شہداء درگاہ میراں سید حسینؒ کے جنوب میں گنج شہداء ہے یہاں بہت سے شہداء کے مزارات ہیں ۱۰۱۲ھ میں وزیر خاں کلاں (جو جہانگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چہار دیواری بنوائی ہے۔ مشہور ہے ان کا صحیح شمار باوجود کوشش کوئی شخص آج تک نہیں کر سکا بیچ میں ایک گنبد ہے اُس میں بھی ایک مزار ہے۔

امیر تاغاں و ترغان شہید کے مزارات چشمۂ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہیں۔ ان کے گرد چار دیواری ہے یہاں دو دالان اور ایک گہرا حوض بھی ہے ہوائی چنبیلی کے درخت کثرت سے مزار و دیوار پر چھائے ہوئے ہیں یہاں بھی گنج شہداء ہے

مقبرہ عبداللہ خانؒ یہ سرائے عبداللہ پور میں سیٹھ اللہ رکھا کی دوکان کے قریب واقع ہے آپ کا نام سید میاں المعروف عبداللہ خاں تھا۔ آپ سادات سے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ کے وزیر سلطنت تھے۔

پنج ہزاری منصب تھا۔ ان کے خلف امیر الامراء سید حسین علی خاں نے سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے تعمیر کرایا۔ انھیں کے مزار کے سامنے ان کی بیوی کا مزار ہے۔

پرانی سائیر نئے بازار کی ایک عالیشان قدیم عمارت کے ایک گوشہ میں ایک چھوٹی سی قبر ہے گورنمنٹ برطانیہ نے اس کے گرد دو کانیں بنوادی ہیں۔ اور اس مقبرہ کی مرمت کرادی ہے۔ گمان ہے کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔

درگاہ برہان الدین قتالؒ محلہ ہولی ڈیرہ میں واقع ہے۔ احاطہ کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اس میں برہان الدین قتال اور ان کی زوجہ محترمہ آسودہ ہیں۔ آپ کا عرس شریف ۲۱ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ قریب گنبد ایک کنواں سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ جنوب کی طرف ایک دالان شکستہ پڑا ہے۔ چونکہ آپ کا مزار عطر سازوں کے محلہ کے قریب ہے اس سبب سے جو عطر ساز نیا عطر تیار کرتا ہے وہ پہلے آپ کے مزار پر چڑھاتا ہے آپ کا مزار ہر وقت مہکتا ہے۔

مزار روشن علی شاہؒ یہ اجمیر سے چار میل کے فاصلہ پر گوگرا گھاٹی میں ہے۔

مزار مدار شاہ مجذوب یہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تھے۔ گنگوانہ (اجمیر سے چار کوس) میں دفن ہیں۔

مزار مدار اشاہؒ آپ کا مزار چکر کی سڑک کے متصل احاطہ میں واقع ہے گنبد کے آگے وسیع دالان ہے شعبان میں عرس ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ اجمیر میں اور بھی اولیاء اللہ کے مزارات بہ تعداد کثیر ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ عمارات درگاہ اور دیگر مواقع پر ہو چکا ہے۔

ج۔ بزرگانِ دین کے چلّے

چلہ غریب نوازؒ سدا بہار پہاڑی پر متصل آنا ساگر واقع ہے۔ اجمیر آکر پہلے غریب نواز نے پہاڑی کی اسی گپھا میں قیام فرمایا تھا۔ یہاں از راہ عقیدت دو سنگین تخت بھی بنا دئے ہیں ۱۰۳۷ھ میں مہابت خاں صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خاں نے روبرو چلہ کے ایک محوطہ سنگین بنوا کر دروازہ کے اوپر یہ اشعار

کندہ کرادے۔

برزماں شہ فیع القدر — جامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل وجود داد چناں — کہ نہاز داز زمان و زمیں
گشت والی صوبۂ اجمیر — خان خاناں بعزت و تمکین
پاک دین پاکباز دولت خاں — بود شقدار ادبر سم امین
ساختہ ایں مکاں چلۂ چشت — تا بود یادگار او بہ زمیں
سال تاریخ طالبی گفتار — سی و ہفت و ہزار پور نین

۱۰۳۷ھ

۱۹۳۰ء میں محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن کے اہتمام سے اس پر گنبد تعمیر کرایا۔ اور برقی روشنی کا انتظام کیا گیا۔

آثار قدیمہ پر مشرقی احاطہ مرمت نواب زادہ حاجی کرم علی خاں اکبرآبادی خلف نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار ریاست دھول پور نے ۱۳۴۴ھ میں کرائی۔ یہاں کے بقیہ حالات سوانح میں درج ہیں۔

چلہ حضرت قطب صاحب سدا بہار پہاڑی کے شمالی گوشہ میں واقع ہے مقام چلہ پر دو دروازہ اویزاں ہے۔ چلہ کے غرب میں تین در کی مسجد ہے۔ شرق میں بہت سی سیڑھیاں ہیں ان کے ہر دو جانب دالان ہیں۔ نیچے صحن میں ایک عالیشان مسجد حال میں تیار ہوئی ہے۔ کچھ زیریں عمارات قریب کی دیوار گرجانے سے منہدم ہو گئی ہیں

چلہ بی بی حافظہ جمال نور چشمہ کے متصل پہاڑ کی کھاڑی میں واقع ہے۔ اس میں ایک دروازہ آہنی ہے مشہور ہے بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ شادی دیو سدا بہار پہاڑی پر گنبد اور ایک حجرہ ہے۔ یہاں کا مجاور مسلمان ہے۔ ہندو شادی کے موقعہ پر دولھا دلہن کو یہاں لاتے ہیں۔

چلہ حضرت غوث پاک } درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سونڈے شاہ درویش مدفون ہیں مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے وصیت کی یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ غریب نواز نے درگاہ کے رُخ ایک بارہ دری تعمیر کرائی۔

چلہ بابا فرید گنجشکرؒ } اس کا تذکرہ عمارات درگاہ میں درج ہے۔

چلہ سالار غازی } سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے اندر ایک مزار ہے اس احاطہ میں بہت مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ۔ انگارہ شاہؒ کلو بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے صاحبزادہ سید مسعود غازی (جن کا بہرائچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے۔

چلہ شاہ مدار } اجمیر کے مشرقی کوکلہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند ہے حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار مکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ عبداللہ یابانی } اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کوٹ موجود ہیں۔

چلہ ناتواں شاہ } یہ درگاہ کے گوشۂ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناتواں شاہؒ یہاں عہد اکبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے گنبد کے سامنے بجانب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدتمندوں کے مزارات ہیں۔

مساجد

عیدگاہ یہ عیدگاہ اجمیر شریف کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا چمن بیگ ابن مرزا عادل بیگ نے ۱۱۸۶ھ میں اس کی تعمیر کرائی اس کا طول تقریباً ۱۳۰ گز اور عرض ۴۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ دروازے ہیں۔ عیدگاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں یہ قطعۂ تاریخ کندہ ہے۔

"شہ ملک توحید خواجہ معینؒ — جبیں بر درش سود عرش بریں
زفیض شدہ فرد زیب جہاں — یگانہ زماں فخر دور متین
زلطف و کرم آں ولی اللہ — شدہ شمس دین نور شمع مبین
زعونش بنا کرد ایں عیدگاہ — چمن بیگ از روئے صدق و یقیں
بتاریخ سالش خرد ایں بگفت — شد آراستہ مسجد اہل دیں

۱۱ ۸۶

مسجد شمس الدین التمش محلہ اندرکوٹ میں ایک عالی شان قدیم مسجد ہے۔ جو ڈھائی دن کا جھونپڑا یا ڈھائی دن کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں راجہ اندرسین نے اندرکوٹ میں بتخانہ بنایا تھا اس میں صدہا مورتیاں اور قسم قسم کے جانوروں کی صورتیں پتھروں کی تراشی ہوئی رکھی تھیں۔ جب ۵۹۵ھ میں سلطان شہاب الدین غوری اجمیر آئے تو اس بتکدہ کو مٹا دیا۔ بتوں کی صورتیں مسخ کر دیں۔ غربی دیوار کے وسط میں ایک سنگ مرمر کی محراب بنوا کر اس میں تاریخ بنا یہ لکھوائی۔ فی الحادی عشرین جمادی الاخر خمس وتسعین وخمسمائۃ علی دیوار پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے بنانی تولیت ابی بکر بن احمد جمال فضل بتاریخ ذالحجہ من تسعین وخمسمائۃ۔ پھر بعہد سلطان شمس الدین التمش ۶۱۲ھ میں یہاں سنگ سرخ کی مسجد تیار کی گئی۔ دو طرف تین تین برجیاں بیچ میں بڑا گنبد قائم کیا گیا۔ اور محراب وسط کے بازوؤں پر دو مینار سنگ سرخ کے بنوائے طول اس کا ۱۱۲ گز اور عرض بھی مع صحن کے اتنا ہی ہے۔ بیچ کی محراب ۵۶ فٹ لمبی

ہے۔ محیط کی دیواریں ۲۵ فٹ اونچی ہیں۔ صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے ہیں۔ محمد عارف کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس کو تیار کیا دائیں محراب پر سورہ "انا فتحنا" اور سن تعمیر اور بائیں طرف محراب پر سورہ "تبارک" اور وسطی محراب پر یہ کتبہ بخط طغرے جلی کندہ ہے۔

اَمَرَ بِھٰذِہِ الْعِمَارَۃِ السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُعَظَّمُ وَالْخَاقَانِ الْاَعْظَمِ مَلِکُ التُّرْکِ شَمْسُ الْاَعْظَمِ الْعَالَمِ مَالِکُ رِقَابِ الْاَمَمِ مَوْلَی الْمُلُوْکِ الْعَرَبِ وَالتُّرْکِ وَالْعَجَمِ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْعَالَمِ شَمْسُ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ غِیَاثُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ تَاجُ الْمُلُوْکِ وَالسَّلَاطِیْنِ قَاطِعُ الْکَفَرَۃِ وَالْمُلْحِدِیْنَ قَاھِرُ الظَّلَمَۃِ وَالْمُشْرِکِیْنَ نَاصِرُ الْاِسْلَامِ عَلَی الدَّوَامِ وَالْمِلَّۃِ الْبَاھِرَۃِ مَالِکُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سُلْطَانُ الْمَشْرِقِ الْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَاءِ الْمُظَفَّرُ عَلَی الْاَعْدَاءِ اِلْتَمَشُ السُّلْطَانِ مُعَشَّرُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ اَمِیْرُ نَاصِرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعْلَی اللّٰہُ فِیْ کُلِّ شَاْنِہٖ وَاَظْھَرَ الْجَسَدِ فِیْ کُلِّ سَاعَتِہٖ بِزَمَانٍ وَکُتِبَ فِی الْعَشْرِیْنَ مَعَ رَبِیْعِ الْاٰخِرَۃِ

اس مسجد کے نام کے متعلق بہت سی بے سروپا روایتیں مشہور ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں بعد تعمیر مسجد اکثر فقراء آکر ٹھہرتے اور ایک دو روز ٹھہر کر پھر روانہ ہو جاتے اس لئے اسے بعض لوگ ڈھائی دن کا جھونپڑا کہتے ہیں مگر دراصل یہ مسجد سلطان شمس الدین التمش کی بنوائی ہوئی ہے۔

مسجد گیسو خاں تارہ گڑھ کے راستہ پر محلہ اندرکوٹ کے غرب میں یہ مسجد واقع ہے۔ اس کے جنوب میں سنگین باولی ہے۔ اس کے قریب پختہ حوض تھا جو اب شکستہ ہو گیا مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بعہد حضرت شاہ فلک قدر — پناہِ دین احمد ظلِ یزداں
جلال الدین محمد شاہ اکبر — سکندر حشمت دارائے دوراں
ہمیں ہمت خاں حسن خلق — سپہر جود گیسو خاں عمراں
ز ہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود — کہ شد تعمیر ایں استائے میزاں

۹۷۶ھ

(کتبہ الراجی درویش محمد حاجی)

مسجد میاں بائی یہ مسجد درگاہ بازار میں شرق رویہ دکاکین سے ملحق واقع ہے۔ ۱۵۵۳ء میں میاں بائی نے سنگ سرخ کی تعمیر کرائی تھی۔ اس میں پانچ در۔ حجرے اور پختہ کنواں ہے۔

شاہجہانی مسجد یہ مسجد شمالی فصیل اور دہلی دروازہ کے متصل سنگ سرخ کی تعمیر ہے اس کے تین در ہیں پہلو میں حجرے ہیں۔

مسجد سرا میر سعادت علی خاں میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے سرائے سابق کے دروازہ پر خوش قطع مسجد تعمیر کرائی۔ ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق ہے۔ مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

"میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح — مسجد و چاہ کہ ہست از چشمۂ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی می رسید — حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد ایں مکاں کرد بدل آخراں — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پئے ایں سال نیک گفت ہمایوں سرور — چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

مسجد تلوک دئی تلوک دئی بنت تان سین (عہد اکبر کا گویا) نے درگاہ بازار میں یہ مسجد بنوائی وسطی محراب پر سنگین لوح میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"اللہ اکبر۔ ایں مسجد را بائی تلوک دئی کلانوت بچی بنت میاں تان سین کلانوت راست کردہ است سنہ ۱۰۶۲ھ

ان کے علاوہ پرانی عید گاہ اور دیگر بہت سی مساجد ہیں جن کا تذکرہ بہ نظر اختصار نہیں کیا گیا۔

ب جدید عمارات

میو کالج یہ راجپوتانہ کا سب سے بڑا کالج سڑک سری نگر پر واقع ہے ۱۸۷۳ء میں لارڈ میو کی تجویز سے بننا شروع ہوا۔ اور ۱۸۸۵ء میں مکمل ہوا۔ اس کا پھیلاؤ سولہ ایکڑ زمین پر ہے۔ جس میں کالج کے قریب راجگان راجپوتانہ کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کالج میں والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اس کے دیوڑھی لارڈ میو کا مجسمہ نصب ہے جس کی قیمت ۱۴۲۸۸ روپیہ ہے۔

فری میسن لاج - یہ انگریزی طرز کی دو منزلہ عمارت سڑک سری نگر پر واقع ہے۔

مارٹنڈیل برج یہ پل قیصر گنج کے آخری حصہ میں ریلوے لائن کے اوپر بنایا گیا ہے ۱۹۰۵ء میں بنکر تیار ہوا۔ اور چیف کمشنر کے نام سے نامزد ہوا اس میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب صرف ہوا یہ مرزا مشی محمد علی ریلوے انجنیر کے اہتمام سے تیار ہوا۔

گھنٹہ گھر یہ جوبلی ٹاور کہلاتا ہے ۱۸۸۸ء میں بنا ہے بلندی اس کی ایک سو فٹ ہے لاگت دس ہزار روپے ہے۔ اس کے گرد باغیچہ اور متصل ایک عالی شان مسجد ہے

ٹریژری ٹاؤن ہال یہ خوشنما عمارت بیرون مدار دروازہ نزد سورج کنڈ واقع ہے۔ کرنل ٹریوریا ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کی یادگار میں مسٹر مارٹنڈیل چیف کمشنر اجمیر میروار کی تحریک سے ۱۸۹۹ء میں بننا شروع ہوئی اور ۱۹۰۱ء میں مکمل ہوئی اس میں آج کل میونسپل آفس اور لائبریری ہے۔

سنٹرل جیل ۱۸۷۳ء میں تیار ہوا۔ سڑک جے پور پر واقع ہے۔ اس کا صرفہ تقریباً پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ یہاں دریاں اور قالین عمدہ تیار ہوتے ہیں

یادگار بادشاہ ایڈورڈ ہفتم یہ ریلوے اسٹیشن کے بہت قریب ہے۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۹۰۲ء میں دائسرائے لارڈ ہارڈنگ نے رکھا تھا۔ اس میں مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔

اجمیر کی بعض اسلامی تقاریب

علاوہ اُن تقاریب کے جو درگاہ شریف میں ہوتی ہیں اجمیر میں حسب ذیل تقاریب بھی انجام دیجاتی ہیں۔

محرم شریف } میں شہر کے مختلف مقامات پر تعزیہ رکھے جاتے ہیں اور مجالس برپا ہوتی ہیں سب سے زیادہ مقبول درگاہ شریف کا تعزیہ ہے۔ جو نہایت سلیقہ کے ساتھ ملوحر پر سراب کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چاندی کا تعزیہ۔ اجمیری ڈرے کا تابوط۔ محلہ مدار دروازہ محلہ شیخ زادگان محلہ گنج کے تعزئے اور اندرکوٹ کے علم زیادہ مشہور ہیں۔ بموقعہ چہلم ناگڈہ پر اہل اجمیر بتعداد کثیر جمع ہوتے ہیں۔

صفر المظفر } ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کے روز دولت باغ میں دوکانیں لگتی ہیں اور میلہ ہوتا ہے۔

ربیع الاوّل } کے مہینہ میں بتاریخ ۹ ربیع الاوّل بسلسلہ یوم نبوت شریف مابین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن سے غریب نواز کے چلّہ پر باہتمام کمیٹی مذکور پہونچتا ہے

بتاریخ ۱۴ ربیع الاول حضرت قطب الاقطاب کے چلّہ شریف پر منجانب درگاہ عرس شریف اور دولت باغ میں بتقریب عرس میلہ ہوتا ہے۔

ربیع الثانی } اس مہینہ کی گیارہ تاریخ حضور غوث پاک کے چلّہ پر عرس معہ سماع ہوتا ہے۔ اس دن یہاں بکثرت مسلمانان اجمیر حاضری دیتے ہیں۔

جمادی الثانی } کی نو تاریخ غریب نواز کے چلّہ شریف پر باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن عصر و مغرب کے درمیان بسلسلہ یوم ولادت غریب نواز معہ سماع فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

رجب المرجب } بتاریخ ۵ رجب اشراق و چاشت کے درمیان حضرت اسرار احمدؒ صاحب کے مکان پر محفل سماع منعقد ہوکر غریب نواز کی فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

رجب کی ۵ تاریخ چھٹی شب میں عثمانیہ خانقاہ یعنی دفتر محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن میں بالائے جھالرہ بعد عشار سے تقریباً دو بجے شب تک محفل سماع منعقد ہوکر غریب نواز کی فاتحہ ہوتی ہے۔

رمضان المبارک۔ بتاریخ ۸-۹ و ۱۰ رمضان حضرت گدڑی شاہ علیہ الرحمہ کے مراسم عرس معہ محافل سماع ادا

کئے جاتے ہیں۔

۱۷ رمضان المبارک سے ۲۱ تک حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مراسم عرس معہ سماع۔ سلام خوانی۔ نعت خوانی وغیرہ عثمانیہ خانقاہ میں باہتمام انجمن مذکور ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں محلہ پیر مٹھا سے بعد نماز تراویح جلوس کے ساتھ چادر شریف درگاہ معلیٰ میں آتی ہے۔

اس مہینہ میں مختلف محلوں کے نعت خوانان کی ٹولیاں سحریاں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو بوقت سحری جگاتی ہیں

شوال المعظم } بتاریخ ۵ شوال مابین عصر و مغرب منجانب محی الاوقاف بسلسلۂ عرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہ بدرگاہ شریف میں سماع کے ساتھ چادر پیش کی جاتی ہے۔

بتاریخ ۵ شوال بوقت شب اور بتاریخ ۶ شوال بوقت یوم حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گڈری شاہ علیہ الرحمۃ کے مراسم عرس معہ محافل سماع غریب نواز کے چلہ شریف پر ادا کئے جاتے ہیں۔

ذالحجہ } بتاریخ نو ذالحجہ یعنی حج کے دن عثمانیہ خانقاہ میں مابین عصر مغرب سماع ہوکر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السّلام کی فاتحہ ہوتی ہے۔

قطعہ تاریخ سال آغاز و تکمیل معین الارواح مستخرجہ

مولوی محمد مظہر جلیل صاحب شوق مرادآبادی

آپکے خادم میاں سے لطف نیاز — کچھ زیادہ ہے۔ میری خوش بختی
اُس کی زیارت مجھے میسّر ہے — آپ نے جو کتاب ہے لکھی
ہیں وہ حالاتِ حضرتِ خواجہؒ — روح کے جو معین ہیں یعنے
سال تاریخ کی ہوئی جب فکر — جستجو شوق کی ہوئی پوری
ہوا یہ قصد کہ اس طرح لکھئے — کب مکمل ہوئی شروع کب کی
المدد اے غریب نواز — یہ ہے تاریخ ابتدا اسکی
۶۶ ۱۳ ھ

ہوا جب فیض پائے بسم اللہ — واہ تاریخ ہوگئی کیسی
۲ — ۱۳۶۵ = ۱۳۶۷ ھ

تقاریظ

از مقبول احمد صاحب سیوہاروی
مقیم حیدرآباد دکن

حضرت خواجہ خواجگان کے حالات میں ایکدو نہیں سیکڑوں کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئیں۔ اور ہر ایک لکھنے والے نے اپنی تلاش یا اپنی عقیدت و محبت کی بنا پر انھیں لکھا مگر جس تفصیل و وضاحت سے خواجہ بزرگ کے حالات لکھے جانے چاہئیں تھے وہ ابتک نہ لکھے گئے تھے۔ لکھنے والوں میں کچھ ایسے تھے جو ہر چیز میں صرف مادیات کی تلاش کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو روایات سے ایک قدم آگے نہ بڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے بہت سی گتھیاں بغیر سلجھے رہ گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ معین الارواح نے یہ کمی پوری کردی اور اب کہا جاسکتا ہے کہ ایک مکمل سوانحعمری حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تیار ہوگئی اس کتاب میں روایات پر ناقدانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور مادیات و روحانیات کو سمو کر ایک ایسا حسین مرقعہ پیش کیا گیا ہے جو دوسری تمام سوانح عمریوں سے الگ ممتاز ہے۔

مصنف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کے آستانہ نشین اور مہاجر اجمیر ہیں اور یہ ہجرت خالص محبت کی بنا پر ہے۔ اس لئے محبت کے تاثرات جگہ جگہ نمایاں ہیں اور یہ مرقعہ اور بھی خوشنما اور نظر افروز بن گیا ہے۔

محترم مصنف تمام دلدادگان سلسلہ چشت کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے حضرت خواجہ خواجگان کی سوانح نویسی کا صحیح معنے میں حق ادا کردیا ہے۔

یقین ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے حلقہ بگوشوں کے لئے خصوصاً اور دوسرے تمام خانوادوں کے لئے عموماً یہ کتاب رہنما کا کام دیگی۔ وباللہ التوفیق۔

عزیز حسن صاحب بی۔ اے
علیگ مرادآبادی

صلحائے سلف کے سوانح حیات اس لحاظ سے قومی تعمیر کا ایک ضروری جزو ہیں کہ قومیں ایک مخصوص شعار حیات ایک مخصوص لائحہ فکر و عمل اور ایک مخصوص خلق کے ماتحت بنتی اور زندہ رہتی ہیں اور بانیان قوم و داعیان تہذیب و تمدن کے افکار و اعمال آنیوالی نسلوں کے لئے زندگی کے ہر شعبہ اور ہر ضرورت میں شمع راہ بن سکیں۔ قوم کی بدبختی ہے کہ اکابر صوفیاء کے حالات زندگی کی جانب سے قطعاً اغماض برتا جارہا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے آستانہ سے دنیاوی و روحانی کسب فیض کرنے والوں کی تعداد آج بھی بہت

مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس مجاہد اعظمؒ کے سوانح حیات جمع کرنیکی جانب سے اغماض برتا گیا ہے اور اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہ لکھے جانیکی برابر ہے۔ میرے عم محترم حاجی خادم حسن صاحب معینی بھی اُن بزرگوں میں ہیں جو اس آستانہ سے کسب فیض کر رہے ہیں مگر یہ شرف خداوند تعالیٰ نے انکے لئے ہی مقرر کر رکھا تھا کہ بارگاہ غریب نوازؒ سے جو فیوض و برکات وہ حاصل کر رہے ہیں ان کو عام کر سکیں۔ اور اس سلسلہ میں انکی کتاب معین الارواح سامنے ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کو سات سو سال ہو چکے اور آجتک سوانح خواجہؒ پر کوئی ایسی مبسوط کتاب نہیں لکھی جا سکی۔ میں اس کتاب کو بھی خواجہؒ کا ہی فیضان سمجھتا ہوں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی میرے نزدیک یہ ہے کہ تاریخی صداقت اور محبت و عقیدت اس طرح ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں کہ انکو جدا کرنا ناممکن ہے اور اسکے لئے حاجی صاحب مستحق مبارکباد ہیں۔

خواجہ سنجریؒ نے اپنی حیات مقدس جس متبرک مقصد کے لئے صرف کی اسکو صرف وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو حضرت خواجہؒ سے کامل عقیدت بھی رکھتا ہو اور عقیدت کے ساتھ اس ابطل جلیلؒ کے نقش قدم پر چلنے کا متمنی بھی ہو۔ حاجی صاحب کی یہ تصنیف انکی ہر دو کیفیات کی پردہ دار ہے۔ اور وہ اپنے اس مذاق حیات کو عام کر دینے کے خواہشمند ہیں۔ خدا انہیں فائز المرام کرے آمین۔ حضرت خواجہؒ کی ہر ہر جنبش۔ ہر ہر حرکت۔ اور ہر ہر سکون اس امر کا شاہد ہے کہ اپنے دماغوں کو فلسفۂ اسلام اور دلوں کو نور ہدایت سے بھر دینے کی سعی بلیغ کی ہے۔ کیا اس میخانہ سے آج بھی جرعہ کشی ممکن ہے؟ اسکو معین الارواح سے دریافت کیجئے۔

حاجی صاحب نے تاریخی اختلافات میں جس دقت نظر کا ثبوت دیا ہے وہ انکی محدودانہ ژرف نگاہی۔ وسعت مطالعہ اور تحقیق کی پردہ دار ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کی بلند پایہ شخصیت کے سوانح جمع کرنے کے لئے جس کاوش فکر و نظر اور محبت و عقیدت کی ضرورت تھی وہ معین الارواح کی ہر سطر سے معلوم ہو رہی ہے۔ کتاب کی زبان اور طرز بیان میں جو اوج ہے وہ مزید باعث دلچسپی ہے۔ حضرت غریب نوازؒ تمام عالم اسلامی کی مقتدر ترین شخصیتوں میں سے ہیں اور بلاد اسلامیہ میں ہر جگہ آپکے متبعین بکثرت موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاجی خادم حسن صاحب نے اس جامع تصنیف سے ایک طرف تمام اسلامی دنیا کے فقراء و صاحبان طریقت کی پیاس بجھائی ہے اور دوسری طرف انگریزی کالجوں کے ان طلباء کی اہم ترین خدمت انجام دی ہے جو اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف جب مائل ہوتے تو ان کو یورپین مصنفین کی زہر آلود تصانیف سے واسطہ پڑتا ہے میرے نزدیک حضرت غریب نوازؒ کی زندگی کے حالات اس شرح و بسط اس اہتمام اس جامعیت اور اس تاریخی اصول و صداقت کے ساتھ جمع کر کے حاجی خادم حسن صاحب نے ایک بہت بڑی قومی۔ اخلاقی۔ ملی اور ملکی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

صحت نامہ تحفۃ الارواح

(صفحہ اول غلط نامہ)

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
مستفد	مستند	الف ۱۱ سطر ۱۷
ذات	ذاتی	الف ۱۲ سطر ۲
ساتیہ	ساتھ	الف ۱۲ سطر ۳
یا	نیا	الف ۱۲ سطر ۶
معنوی	مصطفوی	الف ۱۲ سطر ۱۹
ژاد	بغداد	الف ۱۲ سطر ۲۰
حضرات	حضرت	الف ۱۳ سطر ۳
مخذان	مخدومان	الف ۱۴ سطر ۸
تلبیق	تطبیق	الف ۱۴ سطر ۳
جنلی	جبکی	الف ۱۵ سطر ۱۸
ماضنے	سامنے	ب سطر ۵
لی طرخ	کی طرح	ج سطر ۲
میدان	نہ میدان	ج سطر ۳
نرم نشاط	بزم نشاط	ج سطر ۳
لازراہ	ازراہ	د سطر اول
گلی شاہ	کلی شاہ	د سطر ۶
دیل	ذیل	د سطر ۹
مگر	لیکن	د سطر ۱۰
مشرخ	مشرح	د سطر ۱۰
طبیقات حاضری	طبقات ناصری	د سطر ۱۵
غینی	غیبی	د سطر ۲۲
رحمۃ اللعلمین	رحمۃ اللعالمین	۲ سطر ۷
گدڑی شاہی	گدڑی شاہی	۲ سطر ۱۷
(غریب نواز) کے والد	(غریب نواز کے والد)	۳ سطر ۶ و ۷
صوالتی	صوالتی	۳ سطر ۱۲
۱۹۲۵ء	۱۹۳۵ء	۳ سطر ۱۲
اُدو	کے دو	۴ سطر اول
مسالک السالکین	مسالک السالکین ہیں	۴ سطر ۱۸

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
داؤدس	داؤد بن	۵ سطر ۲۰
تخت	تاخت	۶ سطر ۱۶
ستجستان	سنجستان	۶ سطر ۱۸
آپ کے والد کا وصال (آپ کے والد کا وصال ۶۴۵ھ)		۷ سطر ۸
ملتفر	متنفر	۷ سطر ۱۶
تدس	قدس	۸ سطر ۱۷
پیدا ستند	پیدا شدند	۱۲ سطر ۱۰
جہان برحایتہ	(جہان برحایتہ	۱۲ سطر ۱۵
ہونا ہے	ہوتا ہے	۱۲ سطر ۱۶
وغیرہ تبریز	وغیرہ تبریز	۱۲ سطر ۱۷
ملنا جائے	ملایا جائے	۱۲ سطر ۷
ساحت	سیاحت	۱۳ سطر ۱۰
سنہ ۶۰۲	سنہ ۶۰۲	۱۳ سطر ۱۶
نیز	۶۰۲	۱۳ سطر ۱۸
ان سنین	اس سنہ (۵۶۱ھ)	۱۴ سطر ۲
سنین	اس سنہ	۱۴ سطر ۵
سنہ ۵۵۰ھ	سنہ ۵۵۰ھ	۱۴ سطر ۸
سنہ ۵۵۸ھ	۵۵۷ھ	۱۴ سطر ۸
۸۲۶	۱۲۷	۱۵ سطر ۲
ایک سنگ	ایک کلنگ	۱۶ سطر ۱۰
پس خوردہ	پس خوردہ	۱۷ سطر ۱۹
درہیں	دو ہیں	۱۷ سطر ۲۰
شاہدرہ	شاہدرہ	۱۷ سطر ۲۱
تفصیلات	تفصیلات	۱۹ سطر ۱۸
قربیت	تقرب	۲۰ سطر ۲
دودو	درود	۲۰ سطر ۸
کیخدمت	کی خدمت میں	۲۱ سطر ۳ اول
دنیا	دینا	۲۲ سطر ۱۱

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
ور	صدر ۵۷۴ھ	۲۲ سطر ۱۹
حضرت قطب صاحب	حضرت قطب صاحب	۲۲ سطر ۲۰
ن	مولانا	۲۴ سطر ۱۳
	جزو کیلئے	۲۴ سطر ۱۸
ل سلسلہ کیلئے	اہل سلسلہ میں بھی خواص	۲۴ سطر ۲۰
لے ہا	نالہ	۲۶ سطر ۱۹
خرقہ	توڑہ خرقہ	۲۷ سطر ۱۱
نا	جہنا	۲۸ سطر ۱۵
ا بمقام	ہیں جبکہ پندرہواں سال چلا جا تھا	۲۹ سطر ۱۲
ی	تمام	۳۰ سطر ۱۸
ایا	فرمایا	۳۰ سطر ۲۷
اہی	بھی ہی	۳۴ سطر ۱۹
ل	خلق	۳۹ سطر ۸
ایک	بجائے یک	۴۰ سطر ۱۱
جاؤ	جاؤ	۴۱ سطر ۱۲
داد	دار	۴۳ سطر ۷
پکی	جپکی	۴۴ سطر ۴
وری اور کے خلجی	غوری اور خلجی	۴۵ سطر ۱۳ و ۱۴
یراہ	بماہ	۴۶ سطر اول
گیا	گیا	۴۶ سطر ۸
دست حق پر	دست حق پرست پر	۴۷ سطر ۱۴
بعد ہی	بعد	۴۷ سطر ۱۷
بعمر ۵۰	بعمر ۵۹	۴۸ سطر ۱۵
عمر اٹھارہ سال	عمر اٹھارہ سال جبکہ انیسواں	۴۸ سطر ۱۹
	سال پورا نہیں ہوا تھا	
زر شاہی کیلئے	زر شاہی وصول کرنیکیلئے	۴۹ سطر ۱۴
ورد	دورد	۵۰ سطر ۱۳
غوری نے قصبہ	غوری قصبہ	۵۱ سطر ۱۱
ذکریا	زکریا	۵۲ سطر ۱۱

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۲ سطر ۶
ہندوستان اور وردہ	واپسی ہندوستان کا	۵۲ سطر ۳ و ۴
لاہور کا ہے	آپکا خراسان سے اجمیر	۵۲ سطر ۶
آپ کا لاہور سے اجمیر	اوہر آپ خراسان سے	۵۲ سطر ۵
ادھر آپ لاہور سے	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۳ سطر ۶
ملتان سے پہونچکر	دو مرتبہ قطب صاحب سے ملے	۵۳ سطر ۱۹
دو مرتبہ دہلی	دہلی۔	
صاحب سے مرید تھا	صاحب کا خلیفہ تھا	۵۳ سطر ۲۱
تجرید بیعت کی	بیعت کی	۵۳ سطر ۲۱
۶۳۳ھ	۶۳۳ھ	۵۳ سطر ۲۱
موجود تھے	موجود تھی مگر مولف کو اس موقعہ	۵۵ سطر ۱۶
	پر انکی موجودگی سے اتفاق نہیں	
خدمات	خدمات	۵۸ سطر آخر
۶۳۴ھ	۶۳۳ھ	۶۱ سطر ۲۰
تفسیرات	تفسیرات	۶۲ سطر ۱۲
ستیر	ستیر	۶۳ سطر ۷
۶۳۴ھ	۶۳۲ھ	
وفات	وفات	۶۴ سطر ۵
پھول	گل	۶۵ سطر ۷
سید وجہ الدین جنکی	×	۶۶ سطر ۳ و ۴
صاحبزادی		
اور	ہین	۶۶ سطر ۵
۵۹	۵۵	۶۷ سطر ۱۱
بی بی کی	بی بی کے مزار کی	۶۹ سطر ۲
کیچ	گنج	۶۹ سطر ۱۳
امداموں	ابدالون	۶۹ سطر ۱۴
(نقب)	(ب)	۷۰ سطر ۳
	(ب) تذکرۃ الاولیاء جلد ثانی صفحہ تذکرۃ الاولیاء ہندی	۷۰ سطر ۲۳
	حضرت خواجہ فخر الدین حضرت خواجہ قیام الدین	۷۰ سطر ۲۴

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
سنہ ۵۷۰ھ	سنہ ۵۶۹ھ	۷۲ سطر ۸
سنہ ۶۳۴ھ	سنہ ۶۳۳ھ	۷۲ سطر ۱۰
مگر	اور	۷۲ سطر ۱۲
میں آپ	میں بھی آپ	۷۲ سطر ۱۲
تذکرہ	ماہتاب اجمیر و تذکرہ	۷۴ سطر ۵
کے مزید	کے بعض مزید	۷۵ سطر ۲
خلفہ	خلفا	۷۵ سطر ۵
سہ فیا	سفیا	۷۸ سطر ۱۱
فتا	فتار	۷۹ سطر ۱۹
چادادے	چادے والے	۸۰ سطر ۸
میاں	یہاں	۸۱ سطر ۱۸
(البحث) ان	(الف) ان	۸۲ فٹ نوٹ ۱
فرماتے	فرماتے	۸۴ سطر ۱۷
دروزہ	دروازہ	۸۶ سطر ۱۷
قصب الاقطاب	قطب الاقطاب	۸۶ سطر ۲۱
اور رونے	اور روتے	۸۷ سطر ۱۰
مرہای	مریدی	۸۷ سطر ۱۸
حمیدلے	حمیدہ سے	۸۷ سطر ۲۰
انگنا	مانگنا	۸۸ سطر ۱۳
چایا	چاہا	۸۸ سطر ۱۶
دونہ	روزہ	۸۹ سطر ۱۸
حوالتا	حوالت	۹۱ سطر ۵
اگین	اگر کہیں	۹۲ سطر ۱۹
ایک والہ	ایک واقعہ	۹۲ سطر ۲۱
محمودہ	محمودہ	۹۳ سطر ۴
خوف	خوف	۹۳ سطر ۲۰
حامد علی خان	حامد علی خان	۹۴ سطر ۳
نہیں	نہیں	۹۵ سطر ۲
زدند	زدند	۹۵ سطر ۱۶
جامیر بطور	جانگر بطور	۹۶ سطر ۷
پاکیزہ جلے	پاکیزہ حملے	۹۶ سطر ۱۸
فران	فرمان	۹۷ سطر ۱۰
لی	کی	۹۷ سطر ۲۰
پابدی	پابندی	۹۸ سطر ۶
حداوند	خداوند	۹۸ سطر ۱۸
باظہازت ہوتا	باطہارت سوتا	۹۸ سطر ۲۰
۵۵	وہ	۹۹ سطر ۱۴
لیا	کیا	۱۰۰ سطر ۱۲
لین	اس سے	۱۰۲ سطر ۸
طولی	طوسی	۱۰۳ سطر ۲
ذرہ بہر شہر طنماز	ذرہ بھر شرط نماز	۱۰۳ سطر ۱۸
حس	جس	۱۰۴ سطر ۱۶
غافل اکر	غافل اگر	۱۰۵ سطر ۱۰
ساتہ خندہ زن	ساتھ خندہ زن	۱۰۵ سطر ۱۵
جسے	جسے	۱۰۵ سطر ۱۸
یار کے ہاتہ چوم کر او سے	یاروں کے ہاتھ چوم کر اونہیں۔	۱۰۵ سطر ۲۰
بیکساں	بیگران	۱۱۱ سطر اول
پر	پھر	۱۱۱ سطر ۱۷
تمازدرد دو	نمازدرد دو	۱۱۳ سطر ۱۴
سے	سی	۱۱۴ سطر ۱۵
توکبہ رات	تو کبھی رات	۱۱۶ سطر ۱۱
پھراس	پھر اسی	۱۱۶ سطر ۱۸
غوزورمحبت	نمود و محبت	۱۱۸ سطر ۱۳
کل یعنی	کاع طعینی	۱۱۹ سطر ۱۹
انعان	انسان	۱۲۰ سطر ۱۲

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
صور	صدر	۲۲ سطر ۱۹
حضرت قطب صاحب	حضرت قطب صاحب	۲۲ سطر ۲۰
مون	مولانا	۲۴ سطر ۱۳
جز	جزو کیلئے	۲۴ سطر ۱۶
اہل سلسلہ کیلئے	اہل سلسلہ میں بھی خواص	۲۴ سطر ۲۰
نالے ہا	نالہ	۲۶ سطر ۱۹
توخرقہ	توکہ خرقہ	۲۸ سطر ۱۱
رہتا	رہنا	۴۰ سطر ۱۵
ہیں بمقام شمسی	ہیں جبکہ پندرہواں سال چڑھا تھا بمقام شمسی	۲۹ سطر ۱۳
فرمایا	فرمایا	۳۰ سطر ۱۸
بھی ہی	بھی ہی	۳۰ سطر ۲۷
خل	خلق	۳۴ سطر ۱۹
بجایک	بجائے یک	۳۹ سطر ۸
اجاؤ	جاؤ	۴۰ سطر ۱۱
واد	دار	۴۱ سطر ۱۲
جپکی	جھپکی	۴۳ سطر ۷
غوری اور کے خلجی	غوری اور خلجی	۴۴ سطر ۴
سیراہ	بمالہ	۴۵ سطر ۱۳ و ۱۴
گیا	گیا	۴۶ سطر اول
دست حق پر	دست حق پرست پر	۴۶ سطر ۸
بعدہی	بعد	۴۷ سطر ۱۴
بعمر ۵۰۹	بعمر ۵۹	۴۷ سطر ۱۷
بعمر اٹھارہ سال	بعمر اٹھارہ سال جبکہ انیسواں سال پورا نہیں ہوا تھا	۴۸ سطر ۱۵
زرشاہی کیلئے	زرشاہی وصول کرنیکیلئے	۴۸ سطر ۱۹
ورد	دورد	۴۹ سطر ۱۴
غوری نے قصبہ ذکریا	غوری قصبہ زکریا	۵۰ سطر ۱۳
		۵۱ سطر ۱۱
		۵۴ سطر ۱۱

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۲ سطر ۶
	واپسی ہندوستان کا	۵۲ سطر ۱۳ و ۱۴
	آپکا خراسان سے اجمیر	۵۲ سطر ۶
	اوہر آپ خراسان سے	۵۲ سطر ۵
	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۳ سطر ۶
	دومرتبہ قطب صاحب سے ملے دہلی۔	۵۳ سطر ۱۹
	صاحب کا خلیفہ تھا	۵۳ سطر ۲۱
	بیعت کی	۵۳ سطر ۲۱
	۶۳۳ھ	۵۳ سطر ۲۱
	موجود تھے مگر مولف تواریخ موصوف	۵۵ سطر ۱۵
	برادر کی موجودگی سے اتفاق نہیں	
	خدمات	۵۸ سطر آخر
	۶۳۳ھ	۶۱ سطر ۲۰
	تفسیرات	۶۲ سطر ۱۲
	ستہ	۶۳ سطر ۷
	۶۳۳ھ	۶۳ سطر ۵
	وفات	
	گل	۶۵ سطر ۷
	×	۶۶ سطر ۳ و ۴
	ہین	۶۶ سطر ۵
	۵۹	۶۷ سطر ۱۱
	بی بی کے مزار کی	۶۹ سطر ۲
	کنج	۶۹ سطر ۱۳
	ابدالون	۶۹ سطر ۱۸
	(ب)	۷۰ سطر ۳
	(ب) تذکرۃ الاولیا جلد ثانی باب تذکرۃ الاولیائے ہند میں	۷۰ سطر ۲۳
	حضرت خواجہ نظام الدین حضرت خواجہ قیام الدین	۷۰ سطر ۲۴

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
سنہ ۵۷۰ھ	سنہ ۵۶۹ھ	۷۲ سطر ۸
سنہ ۶۳۴ھ	سنہ ۶۳۳ھ	۷۲ سطر ۱۰
مگر	اور	۷۲ سطر ۱۲
ہیں آپ	ہیں بھی آپ	۷۲ سطر ۱۲
مذکورہ	ماہتاب اجمیر وتذکرہ	۷۴ سطر ۵
کے مزید	کے بعض مزید	۷۵ سطر ۲
خلفہ	خلفا	۷۵ سطر ۵
سہ فیا	سفیا	۷۸ سطر ۱۱
فتا	فتار	۷۹ سطر ۱۹
چادادے	چادے والے	۸۰ سطر ۸
میاں	یہاں	۸۰ سطر ۱۸
(البحث) ان	(الف) ان	۸۲ فٹ نوٹ ۱
فرماتے	فرماتے	۸۴ سطر ۱۷
دروزہ	دروازہ	۸۶ سطر ۱۷
قصب الاقطاب	قطب الاقطاب	۸۹ سطر ۲۱
اوررونے	اوررو لے	۸۷ سطر ۱۰
مرہای	مریدی	۸۷ سطر ۱۸
حمیدلے	حمیدہ سے	۸۷ سطر ۲۰
انگنا	مانگنا	۸۸ سطر ۱۳
چایا	چاہا	۸۸ سطر ۱۶
دونہ	روزہ	۸۹ سطر ۱۸
حوالتا	حوالت	۹۱ سطر ۵
اگین	اگر کہیں	۹۲ سطر ۱۹
ایک واقعہ	ایک واقعہ	۹۲ سطر ۲۱
محمود	محمودہ	۹۳ سطر ۴
وف	خوف	۹۳ سطر ۲۰
حامد علی خان	حامد علی خان	۹۴ سطر ۳
نہی	نہیں	۹۵ سطر ۲

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
زدجند	زدند	۹۵ سطر ۱۶
جامیر بطور	جانکر بطور	۹۶ سطر ۷
پاکیزہ جلے	پاکیزہ حملے	۹۶ سطر ۱۸
فران	فرمان	۹۷ سطر ۱۰
لی	کی	۹۷ سطر ۲۰
چابدی	پابندی	۹۸ سطر ۶
حداوند	خداوند	۹۸ سطر ۱۸
باظہازت ہوتا	باطہارت سوتا	۹۸ سطر ۲۰
۵۵	وہ	۹۹ سطر ۱۴
لیا	کیا	۱۰۰ سطر ۱۲
لین	اس سے	۱۰۱ سطر ۸
طولی	طوسی	۱۰۳ سطر ۲
ذرہ بہر شہر طنماز	ذرہ بھر شرط نماز	۱۰۳ سطر ۱۸
حس	جس	۱۰۴ سطر ۱۶
غافل اکر	غافل اگر	۱۰۵ سطر ۱۰
ساتہ خندہ زن	ساتھ خندہ زن	۱۰۵ سطر ۱۵
جسے	جسے	۱۰۵ سطر ۱۸
یارکے ہاتہ چوم کراو سے	یاروں کے ہاتھ چوم کر اونہیں۔	۱۰۵ سطر ۲۰
بیکساں	بیگران	۱۱۱ سطر اول
پر	پھر	۱۱۱ سطر ۱۷
تمازورد دو	نمازورد دو	۱۱۳ سطر ۱۴
سے	سی	۱۱۴ سطر ۱۵
توکبہ رات	توکبھی رات	۱۱۶ سطر ۱۱
پھراس	پھراسی	۱۱۶ سطر ۱۸
غوزورمحبت	خورد عنبت	۱۱۸ سطر ۱۳
کے یعنی	کاع طعینی	۱۱۹ سطر ۱۹
انعان	انسان	۱۲۰ سطر ۱۲

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
حضرتین	نسعتین	۱۲۲ سطر ۵
موا سنے	سے	۱۳۰ سطر ۸
جز	پڑے رہتے تھے	۱۳۲ سطر ۱۸
اہل صفائیاں	صفائیاں	۱۳۳ سطر ۸
نلہ ان کے بیٹھ گیا	انکے سر پر بیٹھ گیا	۱۳۳ سطر ۱۱
توخیتے آواز ہو چکے	قید سے آزاد ہو چکے	۱۳۳ سطر ۱۸
رہتا بدی	بری	۱۳۳ سطر ۲۱
شمعی حال صدر برکات	حامل صدر برکات	۱۳۷ سطر ۱۰
صرما نیت	کمالیت	۱۳۷ سطر ۱۳
یہی عارف راہ قفت	عارف راہ محبت	۱۳۸ سطر ۱۱
خل قبرار	فرار	۱۳۸ سطر ۲۱
بجا دت	مذت	۱۴۰ سطر ۶
اجا قدس اللہ ارواہم	قدس اللہ سرہٗ	۱۴۰ سطر ۲۰
وا ملنے کیلئے	بننے کیلئے	۱۴۲ سطر
یا عن یا ذاد	یا عزیز یا غفور	۱۴۴ سطر ۴
عو یا قدیم دیم	یا قدیم یا دائم	۱۴۶ سطر ۱۵
یرا مُدَبِّرُ	مُدَبِّرُ	۱۴۶ سطر آخر
گیا رسول اسلاحم	رسول اکملاحم	۱۴۷ سطر ۵
دس عربی	عربی	۱۴۷ سطر ۵
بعد قریبٌ	قریبٌ	۱۴۷ سطر ۸
بعم الصلواۃ	الصلواۃ	۱۴۷ سطر ۹
بعمرا الوالعطه	الوالسعطه	۱۴۷ سطر ۱۱
لاریب	لاریبَ	۱۴۸ سطر ۸
زرش وردٌ	وردٌ	۱۴۸ سطر ۲۱
ور چاشت	چاشت	۱۴۹ سطر اول
غو بسنن	۔	۱۴۹ سطر ۵
فی تنوں	تنیون	۱۴۹ سطر ۲۰
		۱۴۹ سطر آخر

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
اللہ بیان	اللہ پر ایمان	۱۵۴ سطر ۷
پرہ	پر ہے	۱۵۴ سطر ۸
اس زوہ	اس گروہ	۱۵۴ سطر ۸
لے	سے	۱۵۴ سطر ۱۷
ہاں	وہاں	۱۵۷ سطر ۱۲
دقف	وقف	۱۶۰ سطر ۱۱
پہچاتی تک سنں	پہچانتی تک نہیں	۱۶۱ سطر ۱۹
لوازمات	لوازمات	۱۶۱ سطر آخر
ملتاشر	متاثر	۱۶۲ سطر ۴
اب نسے	اب زر سے	۱۷۵ سطر ۲۱
کٹھیر	کٹھیرا	۱۷۶ سطر ۱۸
مالان	دالان	۱۷۷ سطر ۹
بہ اڑا	برا	۱۸۰ سطر ۲
{مزار نا گورے ایک گنارہ حوض منڈھولہ}	{کا مزار نا گور سے ایک گوشہ پر کنارہ حوض منڈھولہ}	۱۸۴ سطر آخر
سنرد	سرد	۱۸۵ سطر ۵
اون بزرگوں	ان بزرگوں	۱۸۶ سطر ۷
پیر کہٹ	چہیر کہٹ	۱۸۶ سطر ۵
سولہ کھنہ	سولہ کھنبہ	۱۸۶ سطر ۱۹
جاجات	حاجات	۱۹۱ سطر ۷
اسوفت	اسوقت	۱۹۱ سطر ۲۰
معمو	معمور	۱۹۲ سطر ۱۳
توالان	قوالان	۱۹۲ سطر ۱۳
زیو	زیور	۱۹۶ سطر ۹
مگر	مگر	۱۹۶ سطر ۱۷
(ف)	(ب)	۱۹۷ سطر ۸
ہجرت	ہجرت	۱۹۷ سطر ۱۰
رضی الدین	رضی الدین	۱۹۷ سطر ۱۷

(صفحہ چہم غلط نامہ)

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
گراو	مراد	۱۹۹ سطر ۲
بعرف معمر	بعرف معمر	۱۹۹ سطر ۲۱
حضرت ماموں بہانجہ	حضرت ماموں بہانجہ	۱۹۹ سطر ۲۲
بعرف	بعرف سالانہ	۲۰۰ سطر ۱۱
رلف صدر	مولف صدر	۲۰۲ سطر آخر
جبدالستار	عبدالستار	۲۰۳ سطر ۱۸
طق	ملحق	۲۰۵ سطر ۴
گوئن	کون	۲۱۰ سطر ۲
تمام	نام	۲۱۰ سطر ۸
فضلااہل	فضلااہل	۲۱۰ سطر ۱۰
قرتہائے	فرقہائے	۲۱۰ سطر ۱۳
حلقہ مقیدت	حلقۂ عقیدت	۲۱۰ سطر ۳
نیک رل دادشاہ	نیک دل بادشاہ	۲۱۱ سطر ۹
سنہ ۱۲۲۳ھ	سنہ ۱۰۲۳ھ	۲۱۳ سطر اول
دوق	ذوق	۲۱۵ سطر ۲
بکولدیا جائے	کہولدیا جائے	۲۱۵ سطر ۱۵
سنہ ۱۹۱۶	سنہ ۱۹۱۲ء	۲۱۵ سطر ۱۹
بیگمی دان	بیگمی دالان	۲۱۷ سطر ۱۷
غریب کی نواز	غریب نواز	۲۲۰ سطر ۱۰
حنور	حضور	۲۲۰ سطر ۱۵
ناجی	تاجی	۲۲۰ سطر ۱۶
بروز پنجشنبہ	بروز پنجشنبہ	۲۲۰ سطر ۱۷
بیت پور	بہرت پور	۲۲۰ سطر ۱۸
غزیری فیق محمد سلم	غزیری فیق محمد سلم	
امین الدین سلم	امین الدین سلم	۲۲۰ سطر ۲۲ و ۲۳
مغیرہ سربرآوردہ	وغیرہ سربرآوردہ	۲۲۰ سطر ۲۳
گثرت	کثرت	۲۲۱ سطر ۴
پیس	پیش	۲۲۱ سطر ۹
ذیل کی منقبت	ریل کی منقبت	۲۲۳ سطر آخر
میکش کے	میکش نے	۲۲۴ سطر ۱۳
مرادآباد کے ایک	مرادآباد اک	۲۲۶ سطر ۱۳
نیئر	نیلر	۲۳۰ سطر ۷
محبوب الٰہی	جبوب الٰہی	۲۳۰ سطر ۸
دربار عالی میں حا	دربار والی میں ا	۲۳۰ سطر ۹
شیخ بوعلی	شیخ لوعلی	۲۳۰ سطر ۱۴
حضرت خواجہ	ضرت خواجہ	۲۳۰ سطر ۱۵
مشہور ہے جب	مشہد ہے جب	۲۳۰ سطر ۱۷
آپ نے روضہ	آپ لے روضہ	۲۳۰ سطر ۱۸
وصال ۷۶۴ھ	وحال ۷۶۴ھ	۲۳۰ سطر ۱۹
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی مہرولوی	حضرت ..... لوی	۲۳۰ سطر آخر
مریدہیں	مریدیں	۲۳۱ سطر ۵
سنہ ۱۱۳۶ھ	سنہ ۱۱۱۷ھ	۲۳۲ سطر ۱۹
خیر	بیر	۲۴۵ سطر ۱۸
طبیت	طیبت	۲۵۰ سطر ۷
مبتوط	مستوجا	۲۵۲ سطر ۷
مشائخ کے مستقل صدر ہیں۔ مشائخ کے مستقل صدر ہیں	مشائخ کے مستقل صدر ہیں	۲۵۲ سطر ۱۹
سرمایۂ حیات	سرایہ حیات	۲۵۴ سطر ۱۴
حاضری دیتے ہیں	حاضر دیتے ہیں	۲۵۵ سطر ۸
آپ	آپ	۲۵۶ سطر ۱۷
سنہ ۱۳۲۷ھ	سنہ ۱۲۲۷ھ	۲۶۰ سطر ۷
خلق خدا	خلق خدا	۲۶۱ سطر ۱۱
ماہ	ما	۲۶۸ سطر ۳
سنہ ۱۷۵۴ء	سنہ ۱۷۷۱ء	۲۶۸ سطر آخر
دروازہ	دروازہ	۲۶۹ سطر ۱۵
جو	جو	۲۷۱ سطر ۱۵

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
پیرداں	پیرولن	۲۶۹ سطر ۱۸
نوردور	نوردنور	۲۷۶ سطر ۲۰
مرجان تاریخش جہاں	سال تاریخش جہان	۲۷۶ سطر ۹
بیرائی سائیر	پرائی سائیر	۲۷۰ سطر ۳
محوطہ نگین	محوطہ سنگین	۲۷۸ سطر آخر
ابار	آثار	۲۷۹ سطر ۱۰
تانواں	نانواں	۲۸۰ سطر ۱۷
شہرف	شرق	۲۸۰ سطر آخر
فی الہادی	بنائی الہادی	۲۸۱ سطر ۱۵
سروس	سروش	۲۸۳ سطر ۱۰

غلط	صحیح	صفحہ و سطر
لارڈ میو۔۔۔ز	لارڈ میو کی تجویز	۲۸۲ سطر ۷
جس میں ۵ کے قریب	جسمیں کالج کے قریب	۲۸۲ سطر ۸
پائے ہیں اس	پاتے ہیں اسمیں	۲۸۲ سطر ۱۹
حصرت	حضرت	۲۸۵ سطر آخر
سماع ادا	سماع چلہ شریف پر ادا	۲۸۵ سطر آخر
بنا فریز	بنا پر	۲۸۷ سطر ۱۰
جورخانہ	مورخانہ	۲۸۸ سطر ۱۵
شخصیتوں	شخصیتوں	۲۸۸ سطر ۱۸
زندگی	زندگی	۲۸۸ سطر ۲۲

نوٹ

۱؎ صفحہ ۲۸۱ سے قبل جو صفحہ لگایا گیا ہے اوسپر غلطی سے صفحہ ۲۸۶ تحریر ہے دراصل وہ صفحہ ۲۸۰ ہے۔

۲؎ صفحہ ۶۳ پر سطر ۵ کے بعد یہ عبارت لکھنے سے رہگئی ہے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۰۔ محرم ۵۲۱ھ کے بعد اجمیر میں مستقل سکونت اختیار کی اس سے قبل آپ اجمیر آکر عارضی طور پر قیام کیا کرتے تھے) **مولف**۔

۳؎ صفحہ ۴۲ سطر اول میں بجائے بارہ بارہ ہزار کے تخمیناً بارہ بارہ ہزار صحیح ہے۔

۴؎ صفحہ ۲۶۵ سطر ۱۸ میں عبارت (جہنڈا نصب ہوا) کے بعد یہ عبارت (مگر اس روایت کی ابن خلدون وغیرہ سے تصدیق نہیں ہوئی) تحریر ہونے سے رہ گئی ہے۔

تتمہ صحت نامہ معین الارواح

نمبر شمار	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
۱	منا	مہینہ یا مہمنہ	۱۴	۱۵
۲	سعندھی	کاٹھیاواڑی	۲۵۰	۱۹
۳	سید ظہور الحسن	سید ظہور احمد	۲۵۱	۱۵
۴	سید فضل رسول صاحب	سید فضل رسول صاحب	۲۵۱	۲
۵	سید ظہور الحسن	ابن حاجی سید محمد علی صاحب		
		سید محمد ظہور	۲۵۲	۱

RAMPUR RAZA LIBRARY
RAMPUR

نمبر شمار	غلط	صحیح
۶	(خزینۃ الاصفیا) ۱۳ھ	(خزینۃ الاصفیا) وصال سنہ ۱۳۰۲ھ
	سنہ ۶۵۳ھ	سنہ ۱۳۰۲ھ
۷	سنہ ۵۵۹ھ	سنہ ۶۵۹ھ
۸	سنہ ۶۵۳ھ	سنہ ۶۵۲ھ
۹	امیتا غلج ترکان شہید امیر تی دلقی شہید	
۱۰	مرزا روشن علیشاہ مرزا انگلت تو شہ	

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی

کی

گرانمایہ تصنیف

ترجمہ بہ زبان انگریزی

رباعیات سرمد رحمۃ اللہ علیہ

سوانح و اقوال بزرگانِ دین

بزبان اردو

تذکرہ حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ

اسماء پبلیکیشن۔ آگرہ۔ مراد آباد

حضرت خادم اجمیری کی تصانیف

بادۂ معرفت ۔ حضرت خادم اجمیری کے زور قلم زرین شاہکار۔ ارباب عقیدت کے لئے گرانمایہ گنجینہ اہل درد کے لئے بیش بہا خزینہ۔ سوز و گداز۔ بزرگان کے مناقب کا بہترین مجموعہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ۔ دنیائے شعر کا آفتاب درخشاں۔ کاغذ سفید کاپی سائز۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

ہجرت رسول ۔ سرور عالم کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے کے مستند تاریخی حالات۔ صحیح روایات سے مرتب کئے گئے ہیں بہترین تاریخ تذکرہ ہے۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد چار آنہ ۔ (۴ر)

وفات رسول ۔ سرور عالم کی وفات کے مستند حالات صحیح روایات سے جمع کئے گئے ہیں۔ فی جلد جلد چار آنہ (۴ر)

تذکرہ حضرت گدڑی شاہ بابا۔ اجمیر شریف کے مشہور بافیض درویش کے مبارک حالات نہایت دلکشی کے ساتھ لکھے گئے ہیں قیمت علاوہ محصول آٹھ آنہ (۸ر)

صحیفۂ معانی۔ حضرت خادم اجمیری کی غزلیات کا جدید ترین مجموعہ۔ فلسفۂ تصوف اور ادب بہا خزانہ۔ جذبات کی جیتی جاگتی تصویر۔ ناظرین کو کیف وجد میں لانیوالی کتاب۔ قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ (عہ)

جام حسین۔ جدید ترین سوز و سلام۔ رباعیات۔ و قطعات اور مناقب کا مجموعہ ہے اپنے طرز کی بے نظیر کتاب۔ کاغذ سفید کاپی سائز۔ دیدہ زیب چھپائی۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (عہ ر)

فاتحہ خیبر۔ مناقب شیر خدا۔ اور جنگ خیبر کے ولولہ انگیز واقعات مستند۔ حضرت خادم اجمیری نے ۵۰ بند میں لکھے ہیں۔ کاغذ سفید۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد آٹھ آنہ (۸ر)

سلطان البصر۔ قطب الاقطاب حضرت احمد لہدوی قدس سرہٗ کی مبارک زندگی کے فیض رساں حالات ایک عربی رسالہ سے اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ فی جلد علاوہ محصول چار آنہ (۴ر)

معین الارواح کا انگریزی میں ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب شارب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور فارسی میں ڈاکٹر عشرت حسین صاحب آنور۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ وائس پرنسپل شبلی ڈگری کالج اعظم گڈھ ترجمہ کر رہے ہیں۔ علم دوست حضرات ذیل کے پتہ پر اپنا نام برائے خریداری پہلے سے بھیجدیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

ملنے کا پتہ

منیجر شعبۂ اشاعت معینی گدڑی شاہی انجمن جھالرہ

اجمیر شریف